فہرست

مقدمہ

اللہ تعالی نے سورۃ الناس میں کچھ ایسے جن وانس کی نشاندہی فرمائی ہے جن کا شب وروز ایک ہی کام ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں دین وایمان کے متعلق شکوک وشبہات اور وسوسے پیدا کرنا، وسوسے پیدا کر کے ان کو اطمینان اور اعتماد ویقین کی دولت سے محروم کر کے شک وشبہ اور تذبذب کی اضطرابی کیفیت میں مبتلا کرنا تا کہ مسلمان عبادت کرنے کے باوجود تردد میں رہے کہ میری عبادت درست ہے یا نہیں؟ پھر اس اضطرابی کیفیت پیدا ہونے کے بعد ان کو رفتہ رفتہ ''**الذین انعمت علیھم**'' کے صراط مستقیم اور روشن راستہ سے ہٹا کر ''**مغضوب علیھم**'' اور ''**ضالین**'' کے کفر وضلالت والے ظلمانی راستہ پر چلانا اور اس کے مقبول ومحبوب بندوں کو اس کے عالی دربار میں مبغوض اور مغضوب بنانا۔

اہل باطل کا طریقہ واردات:

اس مذموم مقصد کے حصول کے لئے ایک طرف تو وہ قرآن وحدیث کے نام پر دھوکہ دیتے ہیں یعنی اپنی رائے وفہم کو قرآن وحدیث کا نام دیتے ہیں۔ ہوتی ہے ان کی اپنی رائے اور اپنی سوچ، مگر دعوی کرتے ہیں کہ یہ خالص قرآن وحدیث ہے اور اپنے اس جھوٹ پر پردہ ڈالنے کے لئے کوئی نہ کوئی آیت یا حدیث بھی پڑھ دیں گے لیکن اس کا معنی ومطلب اپنی خواہش ومرضی کے مطابق کریں گے، دوسری طرف خوب پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ ہم قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہیں۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی

اپنے اماموں کی فقہ پر عمل کرتے ہیں، ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہیں جبکہ حنفی امام ابوحنیفہ کی تقلید کرتے ہیں، تیسری طرف ماہرینِ شریعت فقہا کرام سے متنفر کرنے اور ان سے بدظن کرنیکی بھرپور کوشش کرتے ہیں تا کہ کتاب وسنت کی فقہ کے عنوان سے جو انہوں نے تحقیق وتشریح کی ہے اس پر نہ صرف یہ کہ اعتماد ختم ہو جائے بلکہ فقہ وفقہاء سے نفرت پیدا ہو جائے سب اہل باطل کا مشترکہ فارمولا یہی ہے، ظاہر ہے نئے نقوش غلط ہوں یا صحیح تبھی بن سکتے ہیں جب پہلے کے بنے ہوئے نقوش مٹا دیے جائیں۔ فقہ کی روشنی میں دین کے بنے ہوئے پہلے نقوش کو مٹانے کے لئے اہل باطل کی یہ سہ دھاری تلوار بڑی کارگر اور مؤثر ہے۔ غیر مقلدین حضرات فقہ کے خلاف تو زہر اگلتے ہی رہتے ہیں لیکن جب کوئی خاص مبارک موقع آتا ہے تو اس وقت ان کے فقہ دشمنی کے جنون میں کچھ زیادہ ہی شدت آ جاتی ہے۔ رمضان المبارک کا رحمتوں بھرا مہینہ شروع ہوا تو انہوں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ آٹھ تراویح سنت ہے۔ بیس تراویح بدعت ہے۔ عید کا چاند نظر آتے ہی غیر مقلدین کی مساجد سے اعلان شروع ہو جاتا ہے'' مرکزی عید گاہ اہل حدیث میں فلاں وقت سنت کے مطابق نماز عید ادا کی جائے گی۔ فلاں کالج کے گراؤنڈ میں فلاں وقت لشکر طیبہ یا جماعت الدعوۃ کے زیر اہتمام سنت نبویہ کے مطابق نماز پڑھائی جائے گی۔'' اعلان سننے والا محو حیرت ہو جاتا ہے اور سوچنے لگتا ہے کہ کیا صرف اہل حدیثوں کی نماز عید سنت کے مطابق ہوتی ہے؟ باقی مسلمانوں کی نماز سنت کے مطابق نہیں ہوتی؟ ان کے اس اعلان کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ حنفی لوگ پریشان ہوں اور شک وشبہ میں پڑ جائیں۔ اور جب کسی نے پوچھ لیا کہ جناب آپ نے یہ کیسا اعلان کیا ہے؟ تو فوراً کہیں گے یہ بالکل سچ ہے صرف اہل حدیثوں کی

نماز حدیث کے مطابق ہے تمہاری نماز تو فقہ کے مطابق ہے۔نماز عید میں بارہ تکبیریں سنت ہیں اور حنفی صرف چھ تکبیریں کہتے ہیں اس لئے حنفیوں کی نماز عید بدعت اور خلاف سنت ہے۔اس صورت حال میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نماز عید کے اختلافی مسائل ذرا تفصیل کیساتھ لکھے جائیں اور غیر مقلدین حضرات کی نماز عید اور قرآن وحدیث والے دعوے کا جائزہ بھی لیا جائے۔

چھ تکبیریں احادیث کی روشنی میں:

قارئین کرام! ہم پورے وثوق واعتماد کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ نماز عید میں چھ زائد تکبیریں سنت رسول ہیں، سنت صحابہ اور سنت تابعین ہیں۔ثبوت کے طور چند احادیث وآثار ملاحظہ فرمائیں لیکن یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ نماز عید میں بحالت قیام تین تکبیریں اصلی ہیں یعنی تکبیر تحریمہ اور رکوع کی دو تکبیریں، ان کو تکبیرات صلاتیہ بھی کہا جاتا ہے اور چھ زائد تکبیریں ہیں۔بعض احادیث میں مجموعی تعداد نو کا ذکر ہے، بعض میں پہلی رکعت میں پانچ کا اور دوسری رکعت میں چار کا ذکر ہے، بعض میں چار چار تکبیروں کا ذکر ہے یعنی پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ سمیت قراءۃ سے پہلے چار تکبیریں ہیں اور رکوع والی تکبیر ان سے الگ قراءۃ کے بعد ہے اور دوسری رکعت میں قراءۃ کے بعد تکبیر رکوع سمیت چار تکبیریں ہیں حاصل سب کا ایک ہے کہ نماز عید میں بحالت قیام مجموعی طور پر نو تکبیریں ہیں۔تین تکبیرات صلاتیہ (یعنی تکبیر تحریمہ اور رکوع کی دو تکبیریں) اور چھ زائد تکبیریں۔

حدیث نمبر 1۔اَنَّ الْقَاسِمَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهٗ قَالَ حَدَّثَنِیْ بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ صَلّٰی بِنَا النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم یَوْمَ عِیْدٍ فَکَبَّرَ أَرْبَعًا وَ أَرْبَعًا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْهِهٖ حِیْنَ انْصَرَفَ فَقَالَ لَا تَنْسَوْا کَتَکْبِیْرِ الْجَنَائِزِ وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهٖ وَقَبَضَ اِبْهَامَهٗ

(طحاوی ج۲ ص۳۷۱ کتاب الزیادات باب صلاۃ العیدین کیف التکبیر فیها)

'' ابوعبدالرحمٰن قاسم فرماتے ہیں مجھے اصحاب رسول ﷺ میں سے بعض صحابہؓ نے بتایا کہ ہمیں نبی پاک ﷺ نے نماز عید پڑھائی۔ پس آپ نے چار چار تکبیریں کہیں پھر نماز سے فارغ ہوکر رخ انور ہماری طرف کر کے فرمایا بھول نہ جانا عید کی تکبیریں جنازہ کی تکبیروں کی طرح چار ہیں۔ آپ نے انگوٹھا بند کر کے چار انگلیوں کے ساتھ اشارہ بھی فرمایا''

یہ حدیث لکھ کر علامہ شمس الدین سرخسی فرماتے ہیں ''فَفِيْهِ قَوْلٌ وَعَمَلٌ وَإِشَارَةٌ وَاسْتِدْلَالٌ وَتَأْكِيْدٌ'' (مبسوط سرخسی ج2 ص38) یعنی اس حدیث میں آپ کا قول، عمل، اشارہ، تاکید اور استدلال ہے یعنی جیسے جنازہ میں تکبیر تحریمہ کے بعد تین تکبیریں ہیں اسی طرح عیدین میں تکبیرات صلاتیہ کے علاوہ ہر رکعت میں زائد تکبیریں تین ہیں۔

حدیث نمبر 2۔ عَنْ مَكْحُوْلٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ عَائِشَةَ جَلِيْسٌ لِأَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ سَأَلَ أَبَا مُوْسَى الْأَشْعَرِيَّ وَحُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُكَبِّرُ فِي الْأَضْحٰى وَالْفِطْرِ فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا تَكْبِيْرَةً عَلَى الْجَنَائِزِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ صَدَقَ فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى كَذٰلِكَ كُنْتُ أُكَبِّرُ فِي الْبَصْرَةِ حَيْثُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ قَالَ أَبُوْ عَائِشَةَ وَأَنَا حَاضِرٌ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ

(ابوداؤد ج ۱ ص ۱٦۳ ۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۷۸)

'' حضرت ابو ہریرہؓ کے ہم نشین ابو عائشہ فرماتے ہیں کہ سعید بن العاص (گورنر کوفہ) نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور حضرت حذیفہؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ عیدین میں تکبیریں کیسے کہتے تھے؟ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز عیدین میں اس طرح تکبیریں کہتے تھے جیسے نماز جنازہ میں تکبیریں کہی جاتی ہیں (یعنی

ہر رکعت میں چار چار) حضرت حذیفہؓ نے فرمایا اس نے سچ کہا پھر حضرت ابوموسی اشعریؓ نے فرمایا جب میں بصرہ میں حاکم تھا تو اسی طرح تکبیریں کہتا تھا۔ ابو عائشہ فرماتے ہیں کہ میں اس موقع پر سعید بن العاص کے پاس حاضر تھا۔ اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے ابو عائشہ فرماتے ہیں میں حضرت ابوموسی اشعری کی یہ بات نہیں بھولا کہ چار تکبیریں ہیں تکبیرات جنازہ کی طرح۔

حدیث نمبر 3۔ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ ابْنِ يَزِيْدَ قَالَا كَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ جَالِسًا وَعِنْدَهُ حُذَيْفَةُ وَأَبُوْ مُوْسٰى الْأَشْعَرِيُّ فَسَأَلَهُمَا سَعِيْدُ بْنُ الْعَاصِ عَنِ التَّكْبِيْرِ فِيْ الصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى فَجَعَلَ هٰذَا يَقُوْلُ سَلْ هٰذَا وَهٰذَا يَقُوْلُ سَلْ هٰذَا فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ سَلْ هٰذَا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَسَأَلَهُ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا ثُمَّ يَقْرَءُ ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْمُ فِيْ الثَّانِيَةِ فَيَقْرَءُ ثُمَّ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا بَعْدَ الْقِرَاءَةِ ۔

(مصنف عبد الرزاق ج ٣ص ٢٩٣)

''علقمہ اور اسود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیٹھے ہوئے تھے آپ کے پاس حضرت حذیفہؓ اور حضرت ابوموسی اشعریؓ بھی موجود تھے۔ سعید بن العاص نے تکبیرات عید کے متعلق پوچھا حضرت حذیفہؓ نے کہا ابوموسی اشعریؓ سے پوچھیے، ابوموسی اشعریؓ نے کہا عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھئے (کیوں کہ وہ ہم میں سے پیغمبرؐ کے زیادہ صحبت یافتہ اور زیادہ علم والے ہیں) چنانچہ اس نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا۔ سو آپ نے فرمایا چار تکبیریں (تکبیر تحریمہ اور تین زائد تکبیریں) کہے پھر قراءۃ کرے اور تکبیر کہہ کر رکوع کرے پھر دوسری رکعت میں کھڑ ہوکر قراءۃ کرے۔ قراءۃ کے بعد چار تکبیریں کہے (یعنی تین زائد تکبیریں اور ایک تکبیرِ رکوع)''

حدیث نمبر 4۔ عَنْ کُرْدُوْسٍ قَالَ أَرْسَلَ الْوَلِیْدُ اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَحُذَیْفَۃَ وَأَبِیْ مَسْعُوْدٍ وَأَبِیْ مُوْسٰی الْأَشْعَرِیّ بَعْدَ الْعَتْمَۃِ فَقَالَ اِنَّ ھٰذَا عِیْدُ الْمُسْلِمِیْنَ فَکَیْفَ الصَّلٰوۃُ ؟ فَقَالُوْا سَلْ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَسَأَلَہٗ فَقَالَ یَقُوْمُ فَیُکَبِّرُ أَرْبَعًا ثُمَّ یَقْرَءُ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَسُوْرَۃٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ ثُمَّ یُکَبِّرُ وَیَرْکَعُ فَتِلْکَ خَمْسٌ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیَقْرَءُ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَسُوْرَۃٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ ثُمَّ یُکَبِّرُ أَرْبَعًا یَرْکَعُ فِیْ آخِرِھِنَّ فَتِلْکَ تِسْعٌ فِیْ الْعِیْدَیْنِ فَمَا أُنْکَرَہٗ وَاحِدٌ مِنْھُمْ (معجم کبیر للطبرانی ج ۹ص۳)

''کردوس فرماتے ہیں کہ ولید بن عقبہ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حذیفہؓ، حضرت ابوموسی اشعریؓ اور حضرت ابومسعود انصاریؓ کے پاس عشاء کے بعد ایک آدمی کو بھیج کر مسئلہ پوچھا کہ مسلمانوں کی نماز عید کا طریقہ کیا ہے؟ سب نے ابوعبدالرحمٰن یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی طرف متوجہ کیا چنانچہ سائل نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ امام بحالت قیام چار تکبیریں کہے پھر سورۃ فاتحہ اور مفصلات میں سے کوئی سورۃ پڑھے پھر دوسری رکعت میں چار تکبیریں کہے اور ان میں سے آخری تکبیر میں رکوع کرے پس عیدین کی دونوں رکعتوں میں بحالت قیام یہ نو تکبیریں ہیں اس پر موجود صحابہؓ میں سے کسی نے بھی اعتراض کیا نہ انکار۔''

حدیث نمبر 5۔ عَنْ عَلْقَمَۃَ وَالْأَسْوَدِ بْنِ یَزِیْدَ أَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ کَانَ یُکَبِّرُ فِیْ الْعِیْدَیْنِ تِسْعًا تِسْعًا أَرْبَعًا قَبْلَ الْقِرَاءَۃِ ثُمَّ کَبَّرَ فَرَکَعَ وَفِیْ الثَّانِیَۃِ یَقْرَءُ فَاِذَا فَرَغَ کَبَّرَ أَرْبَعًا ثُمَّ رَکَعَ

(مصنف عبد الرزاق ج ۳ص۲۹۳)

''علقمہ اور اسود رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ عیدین میں نو تکبیریں کہتے تھے۔ چار قراءۃ سے پہلے (تکبیر تحریمہ سمیت) پھر تکبیر کہتے اور رکوع کرتے اور دوسری رکعت میں قراءۃ کرتے پھر قراءۃ سے فارغ ہو کر چار تکبیریں کہتے (تکبیر رکوع سمیت) پھر رکوع کرتے۔''

حدیث نمبر 6۔ عَنْ كُرْدُوْسٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ يُكَبِّرُ فِيْ الْأَضْحٰى وَالْفِطْرِ تِسْعًا تِسْعًا يَبْدَءُ فَيُكَبِّرُ أَرْبَعًا ثُمَّ يَقْرءُ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَاحِدَةً فَيَرْكَعُ بِهَا ثُمَّ يَقُوْمُ فِيْ الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ فَيَبْدَأُ فَيَقْرءُ ثُمَّ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا يَرْكَعُ بِاِحْدٰهُنَّ

المعجم الكبير ج٩ص٣)

''کردوس سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر میں نو نو تکبیریں کہتے تھے (جس کی تفصیل یہ ہے) نماز شروع کرتے تو چار تکبیریں کہتے پھر ایک تکبیر کہہ کر رکوع کرتے پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہو کر پہلے قراءۃ کرتے پھر چار تکبیریں کہتے اور ان میں سے ایک کے ساتھ رکوع کرتے۔''

حدیث نمبر 7۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ شَهِدْتُّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَبَّرَ فِيْ صَلَاةِ الْعِيْدِ بِالْبَصْرَةِ تِسْعَ تَكْبِيْرَاتٍ وَالٰى بَيْنَ الْقِرَائَتَيْنِ قَالَ وَشَهِدْتُّ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ فَعَلَ ذٰلِكَ أَيْضًا فَسَأَلْتُ خَالِدًا كَيْفَ فَعَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ ؟ فَفَسَّرَ لَنَا كَمَا صَنَعَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ (مصنف عبد الرزاق ج٣ص٢٩٤)وقال الحافظ ابن حجر فى التلخيص اسناده صحيح)

''عبداللہ بن حارث رحمۃ اللہ علیہ روایت ہے کہ میں بصرہ میں عبداللہ بن عباسؓ کے پاس

(عید کے موقع پر) حاضر ہوا آپ نے نماز عید میں نو تکبیریں کہیں اور پہلی اور دوسری رکعت کی دونوں قراءتوں کے درمیان تکبیریں نہ کہیں اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ اسماعیل بن الولید فرماتے ہیں میں نے خالد سے پوچھا ابن عباس نے کیسے کیا؟ تو انہوں نے ویسے تفصیل بتائی جیسے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث میں ہے"

حدیث نمبر 8۔ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُعَلِّمُنَا التَّكْبِيْرَ فِيْ الْعِيْدَيْنِ تِسْعَ تَكْبِيْرَاتٍ خَمْسٍ فِيْ الْأُوْلٰى وَأَرْبَعٍ فِيْ الْآخِرَةِ وَيُوَالِيْ بَيْنَ الْقِرَائَتَيْنِ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص۷۸)

"مسروق ﷫ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہمیں عیدین میں نو تکبیریں سکھاتے۔ ان میں سے پانچ پہلی رکعت میں، چار دوسری رکعت میں اور دونوں قراءتوں کے درمیان ترتیب قائم رکھتے (یعنی ان کے درمیان تکبیریں نہ کہتے)"

حدیث نمبر 9۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهٗ كَانَ يُكَبِّرُ فِيْ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى تِسْعًا تِسْعًا خَمْسًا فِيْ الْأُوْلٰى وَأَرْبَعًا فِيْ الْآخِرَةِ وَيُوَالِيْ بَيْنَ الْقِرَائَتَيْنِ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص۷۸)

"حضرت شعبی ﷫ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ میں نو نو تکبیریں کہتے۔ پانچ پہلی رکعت میں اور چار دوسری رکعت میں اور دونوں قراءتوں کے درمیان ترتیب قائم رکھتے"

حدیث نمبر 10۔ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَا تِسْعُ تَكْبِيْرَاتٍ وَيُوَالِيْ بَيْنَ الْقِرَائَتَيْنِ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص۷۹)

''قتادۃ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (بدری صحابی) جابر بن عبداللہؓ اور (جلیل القدر تابعی) سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ حضرات نے فرمایا نماز عید میں نو تکبیریں ہیں اور دونوں قراءتیں لگا تار ہیں (یعنی ان کے درمیان تکبیریں نہیں ہیں)''

حدیث نمبر 11۔عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ أَرْسَلَ زَیَّادٌ اِلٰی مَسْرُوْقٍ أَنَّا یُشْغِلُنَا أَشْغَالٌ فَکَیْفَ التَّکْبِیْرُ فِیْ الْعِیْدَیْنِ قَالَ تِسْعُ تَکْبِیْرَاتٍ قَالَ خَمْسًا فِیْ الْأُوْلٰی وَأَرْبَعًا فِیْ الْآخِرَۃِ وَوَالٰی بَیْنَ الْقِرَائَتَیْنِ (مصنف ابن ابی شیبه ج ۲ ص۷۹)

''حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زیاد نے حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم تو اپنے کاموں کی وجہ سے مسائل کی تحقیق وتعلیم سے غافل ہیں آپ فرمایئے عیدین میں تکبیروں کا مسئلہ کیسے ہے؟ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ جواب دیا۔کل نو تکبیریں ہیں پانچ پہلی رکعت میں (یعنی تکبیر تحریمہ، تین زائد تکبیریں اور تکبیر رکوع) اور چار دوسری رکعت میں (یعنی تین زائد تکبیریں،ایک تکبیر رکوع) اور دونوں قراءتیں لگا تار کرے''

حدیث نمبر 12۔عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ وَمَسْرُوْقٍ أَنَّهُمَا کَانَا یُکَبِّرَانِ فِیْ الْعِیْدِ تِسْعَ تَکْبِیْرَاتٍ

(مصنف ابن ابی شیبه ج۲ ص۸۰)

''ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ اور مسروق رحمۃ اللہ علیہ عید میں نو تکبیریں کہا کرتے تھے''

حدیث نمبر 13۔عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهٗ کَانَ یُکَبِّرُ فِیْ الْعِیْدِ تِسْعًا فَذَکَرَ مِثْلَ حَدِیْثِ عَبْدِ اللّٰهِ

(مصنف ابن ابی شیبه ج ۲ ص۸۰)

''محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص) حضرت انسؓ

عید میں نو تکبیریں کہتے تھے ان نو تکبیروں کی تفصیل محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ ویسے ذکر کی جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث میں ہے"

حدیث نمبر 14۔عَنُ اِبُرَاهِيُمَ أَنَّ أَصُحَابَ عَبُدِ اللّٰهِ كَانُوُا يُكَبِّرُوُنَ فِيُ الُعِيُدِ تِسُعَ تَكُبِيُرَاتٍ

(مصنف ابن ابی شیبه ج۲ ص ۸۰)

"حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد عید میں نو تکبیریں کہتے تھے"

حدیث نمبر 15۔عَنِ ابُنِ قِلَابَةَ قَالَ أَلتَّكُبِيُرُ فِيُ الُعِيُدَيُنِ تِسُعٌ تِسُعٌ (مصنف ابن ابی شیبه ج ۲ ص ۸۰)

"ابن قلابہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عیدین میں نو نو تکبیریں ہیں"

حدیث نمبر 16۔عَنُ جَابِرٍ عَنِ ابُنِ جَعُفَرٍ أَنَّهُ كَانَ يُفُتِيُ بِقَوُلِ عَبُدِ اللّٰهِ فِيُ التَّكُبِيُرِ فِيُ الُعِيُدَيُنِ

(مصنف ابن ابی شیبه ج۲ ص ۸۰)

"جابر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن جعفر تکبیرات عیدین کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے قول کے مطابق فتوی دیتے تھے"

حدیث نمبر 17۔مُحَمَّدٌ قَالَ أَخُبَرَنَا أَبُوُ حَنِيُفَةَ عَنُ حَمَّادٍ عَنُ اِبُرَاهِيُمَ عَنُ عَبُدِ اللّٰهِ ابُنِ مَسُعُوُدٍ رضی الله عنه أَنَّهُ كَانَ قَاعِدًا فِيُ مَسُجِدِ الُكُوُفَةِ وَمَعَهُ حُذَيُفَةُ بُنُ الُيَمَانِ رضی الله عنه وَأَبُوُ مُوُسَى الُأَشُعَرِيّ رضی الله عنه فَخَرَجَ عَلَيُهِمُ الُوَلِيُدُ بُنُ عُقُبَةَ بُنِ أَبِيُ مُعَيُطٍ وَهُوَ أَمِيُرُ الُكُوُفَةِ يَوُمَئِذٍ فَقَالَ اِنَّ غَدًا عِيُدُكُمُ فَكَيُفَ أَصُنَعُ ؟ فَقَالَا أَخُبِرُهُ يَا أَبَا عَبُدِ

الرَّحْمٰنِ كَيْفَ يَصْنَعُ ؟ فَأَمَرَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رضى الله عنه أَنْ يُصَلِّيَ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا اِقَامَةٍ وَأَنْ يُكَبِّرَ فِيْ الْأُوْلٰى خَمْسًا وَفِيْ الثَّانِيَةِ أَرْبَعًا وَأَنْ يُوَالِيَ بَيْنَ الْقِرَائَتَيْنِ وَأَنْ يَخْطُبَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٖ نَأْخُذُ .... وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ (كتاب الاثار لمحمد ص٥٣)

''امام محمد فرماتے ہیں ہمیں ابوحنیفہ نے خبر دی کہ وہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے وہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن مسعودؓ کوفہ کی مسجد میں بیٹھے تھے۔ آپ کے پاس حذیفہ بن یمانؓ اور ابوموسیٰ اشعریؓ موجود تھے کہ ولید بن عقبہ جو اس وقت کوفہ کا امیر تھا ان کے پاس آیا اور کہا کل تمہاری عید ہے بتاؤ میں کیسے کروں؟ حضرت حذیفہؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا اے ابوعبدالرحمٰن ! اسے بتایئے کہ وہ کیا کرے؟ سو عبداللہ بن مسعودؓ نے اسے حکم دیا کہ وہ بغیر اذان اور بغیر اقامت کے نماز پڑھائے اور یہ کہ پہلی رکعت میں (تکبیر تحریمہ اور تکبیر رکوع سمیت) پانچ تکبیریں کہے اور دوسری رکعت میں (تکبیر رکوع سمیت) چار تکبیریں کہے اور دونوں قراءتوں کے درمیان ترتیب قائم رکھے.....(امام محمد فرماتے ہیں)وھو قول ابی حنیفة رحمۃ اللہ علیہ

مذھب جمھور صحابہ18

هٰذَا الْفِعْلُ وَهُوَ الْمُوَالَاةُ بَيْنَ الْقِرَاءَ تَيْنِ وَالتَّكْبِيْرِ ثَلَاثًا فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ أُوْلٰى .... وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَأَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ وَحُذَيْفَةَ ابْنِ الْيَمَانِ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَأَبِيْ مَسْعُوْدِ الْبَدَرِيِّ وَأَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ وَالْحَسَنِ

الْبَصَرِیّ وَابْنِ سِیْرِیْنَ وَسُفْیَانَ الثَّوْرِیّ وَھُوَ رِوَایَةٌ عَنْ أَحْمَدَ وَحَکَاہُ الْبُخَارِیُّ فِیْ صَحِیْحِہٖ مَذْھَبًا لِابْنِ عَبَّاسٍ وَذَکَرَ ابْنُ الْھَمَّامِ فِیْ التَّحْرِیْرِ أَنَّہٗ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ أَیْضًا۔

اتحاف السادۃ شرح احیاء العلوم ج ۳ ص ۳۹۷ میں ہے۔

''نماز عید میں چھ زائد تکبیریں اور دونوں قراءتوں کے درمیان تکبیریں نہ کہنا اور دونوں رکعتوں کی قراءۃ میں موالاۃ مندرجہ ذیل صحابہ وتابعین کا مذہب ہے۔عبد اللہ بن مسعودؓ، ابوموسی اشعریؓ، حذیفہ بن یمانؓ، عقبہ بن عامرؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، ابومسعود بدریؓ، ابو سعید خدریؓ، براء بن عازبؓ، عمر بن خطاب، ابوہریرۃؓ، حسن بصری رحمہ اللہ سیرین رحمہ اللہ ثوری رحمہ اللہ احمد کا ایک قول یہی ہے اور امام بخاری نے ابن عباسؓ کا یہی مذہب بیان کیا ہے اور ابن ہمام نے ذکر کیا کہ ابن عمر کا یہی قول ہے''

(19) امام ترمذی رحمہ اللہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں

قَدْ رُوِیَ عَنْ غَیْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ نَحْوُ ھٰذَا وَھُوَ قَوْلُ أَھْلِ الْکُوْفَةِ وَبِہٖ یَقُوْلُ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ

(جامع الترمذی ج ۱ ص ۱۲۰)

''یہ طریقہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی ایک سے نہیں بلکہ متعدد حضرات سے مروی ہے اور تمام اہل کوفہ کا مذہب یہی ہے''

اجماع صحابہؓ 20

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو جنازہ کی تکبیریں مختلف طور پر کہی جاتی تھیں یعنی ۴، ۵، ۶، ۷، خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ تک یہ صورت قائم تھی۔ جب آپ نے اس اختلاف کو دیکھا تو پریشان ہوگئے۔اس بارے میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا تو

فَـأَجْـمَـعُـوْا أَمْرَهُمْ عَلٰى أَنْ يَّجْعَلُوْا التَّكْبِيْرَ عَلَى الْجَنَائِزِ مِثْلَ

التَّكْبِيْرِ فِيْ الْأَضْـحٰـى وَالْفِطْرِ أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ فَأَجْمَعَ أَمْرُهُمْ

عَـلٰـى ذٰلِكَ (طـحـاوی کتـاب الـجنائز، باب التکبیر علی

الجنائز ج۱ ص۳۱۹)

''صحابہ کرامؓ کا اس بات پر اجماع ہو گیا کہ جنازہ کی چار تکبیریں ہیں جیسا کہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی چار تکبیریں ہیں (عید کی ہر رکعت میں چار تکبیریں، تکبیر تحریمہ اور دوسری رکعت کی رکوع والی تکبیر شامل کر کے)''

اس روایت سے ثابت ہوا کہ عیدین کی چھ تکبیروں پر صحابہ کرامؓ کا اجماع تھا۔

بارہ تکبیرات والی حدیثوں کا جواب:

چند ایسی حدیثیں بھی ہیں جن میں ہے کہ عید کی پہلی رکعت میں سات تکبیریں ہیں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں ہیں اور دونوں رکعتوں میں تکبیریں قراءۃ سے پہلے ہیں۔ذیل میں ان حدیثوں کے جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

جواب نمبر1 :

بارہ تکبیروں والی حدیثیں سند کے اعتبار سے انتہائی ضعیف ہیں۔ چنانچہ ابن رشد مالکی فرماتے ہیں اس سلسلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز ثابت نہیں۔امام حاکم اپنی مستدرک میں حضرت عائشہؓ، ابن عمرؓ، ابو ہریرہؓ، اور عبد اللہ بن عمروؓ کی حدیثوں کے متعلق فرماتے ہیں ان کی اسناد فاسد ہیں (اوجز المسالک ج۳ص۳۵۲)

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ بارہ تکبیروں کے متعلق ایک حدیث ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ میں عمرو بن عوف سے ہے۔اس کی سند میں کثیر بن عبداللہ راوی ہے جو ضعیف ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں رکن من ارکان الکذب ،امام ابوداؤد نے فرمایا کذاب ،ابن حبان فرماتے ہیں اس کے پاس ایک کتاب رکھی ہوئی ہے جس سے عن ابیه عن جده کی سند سے روایت نقل کرتا ہے لیکن اس کتاب کا کتب حدیث میں ذکر کرنا حلال نہیں اور نہ اس سے روایت کرنا جائز ہے مگر بطور تعجب،امام نسائی اور دار قطنی فرماتے ہیں متـــــــروك الحديث ، یحیی بن معین فرماتے ہیں لیس بشیء ،امام احمد بن حنبل نے فرمایا مُنکرُ

الحدیث، لَیْسَ بِشَیْءٍ، ابوزرعہ فرماتے ہیں واھِیُ الحدیث، اورامام احمد کے فرزند عبد اللہ بن احمد نے فرمایا میرے باپ نے اپنی مسند میں اس کی حدیث سے اعراض کیا ہے، اس سے کوئی حدیث نقل نہیں کی (میزان الاعتدال ج ۳ص ۴۰۶ ۔تہذیب التہذیب ج ۸ص ۴۲۳،۴۲۴) یہ اس روایت کی حالت ہے جس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ احسن شیء فی الباب فرمایا۔اوراس حدیث کے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا لیس فی ھذا الباب شیء اصح من ھذا یعنی تکبیرات عیدین کے باب میں اس سے زیادہ کوئی صحیح حدیث نہیں ہے (ترمذی ج ۱ص ۱۱۹) جب بارہ تکبیرات کے مسئلہ میں احسن شیء فی الباب اور اصح شیء فی الباب اتنی ضعیف حدیث ہے تو اس موضوع کی دوسری حدیثوں کا خود اندازہ کرلیں۔

☆......دوسری حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ میں ہے۔اس کی سند میں عبداللہ بن عبدالرحمٰن الطائفی ضعیف راوی ہے۔اس کے متعلق امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا لیس بذاك القوی، ابوحاتم نے فرمایا لیس بالقوی، لین الحدیث، اس پر طلحہ، عمر بن راشد اور عبداللہ المؤمل نے بھی طعن کیا ہے، امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کو ضعیف لکھا ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فیہ نظر (الضعفاء للبخاری ص ۱۹) اور علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نصب الرایہ ج2ص 217 میں فرماتے ہیں" قال ابن قطان ضعفه جماعة منهم ابن معين "۔اور ملاحظہ ہو میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۵۲)

☆......تیسری حدیث حضرت عائشہؓ سے ہے جو ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ میں ہے اس کی سند میں ابن لھیعہ ضعیف راوی ہے۔امام ترمذی فرماتے ہیں وابن لهيعة ضعيف عند اهل الحديث ضعّفه يحيى بن سعيد القطان وغيره (ترمذی ج ۱ ص۸) " ابن لھیعہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے اس کی یحیی بن سعید قطان وغیرہ نے تضعیف کی ہے "یحیٰ بن سعید کے سامنے اس کی کتابوں کے جلنے کا ذکر ہوا تو یحیٰ بن سعید نے کہا کہ وہ کتابوں کے جلنے سے پہلے بھی ضعیف تھا اور جلنے کے بعد بھی۔

☆......چوتھی حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے مسند احمد میں ہے لیکن اس کی سند میں ابن لھیعہ ضعیف راوی ہے۔

☆......پانچویں روایت سعد قرظیؓ سے ابن ماجہ وغیرہ میں ہے۔اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن سعد بن عمار ضعیف ہے، منکر الحدیث ہے اس کے متعلق یحیی بن معین عِنْدَ اللہِ سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ضــــعیف۔تقریب التھذیب ص202 میں بھی ضعیف لکھا ہے، میزان الاعتدال میں ہے **لیس بذالك**۔ایک راوی سعد بن عمار ہے اس کے متعلق التقریب میں ہے **مستور**، اور میزان الاعتدال میں ہے **لا یکاد**، علاوہ ازیں اس کی سند میں اضطراب بھی ہے جو **الجوھر النقی** میں مذکور ہے۔

☆......ایک حدیث عبداللہ بن عمرؓ سے موقوفا ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک موقوف حدیث حجت نہیں، پھر اس کی سند میں نافع بن ابی نعیم راوی ہے جس کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ سات قراء میں سے ہیں اس لئے ان سے قرآن لیا جائے گا و **لیس فی الحدیث بشیء** لیکن حدیث میں ان کا کوئی درجہ نہیں ہے۔

☆......ایک حدیث عمر بن خطابؓ سے موقوفا ہے چونکہ غیر مقلدین کے نزدیک موقوف حدیثیں حجت نہیں اس لئے اس کو دلیل میں پیش نہیں کرسکتے نیز اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم الافریقی راوی ہے جس کی ابن معین اور نسائی نے تضعیف کی ہے، دارقطنی نے کہا **لیس بالقوی**، امام احمد نے فرمایا ہم اس سے کوئی چیز روایت نہیں کرتے (اتحاف السادۃ ج3 ص397 تا400، نصب الرایہ ج2 ص216 آثار السنن ص493) ان کے مقابلے میں چھ تکبیرات والی احادیث میں سے بعض صحیح اور بعض حسن ہیں لہذا قوت سند کی وجہ سے ان کو ترجیح ہوگی بالخصوص طحاوی اور کتاب الآثار کی دونوں حدیثیں تو اعلی درجہ کی صحیح ہیں، طحاوی کی حدیث مرفوع حقیقی ہے اور کتاب الآثار کی مرفوع حکمی ہے۔

جواب نمبر۲ :

ابوعبدالرحمٰن قاسم کی طحاوی شریف والی مرفوع روایت راجح ہے وجوہ ترجیح یہ ہیں۔

☆ ......طحاوی شریف والی روایت میں چھ خوبیاں ہیں یہ حدیث قولی ہے اور فعلی بھی ہے کہ آپ نے نماز پڑھا کر یہ ارشاد فرمایا اور چار انگلیوں کے ساتھ اشارہ بھی کیا لَا تَنْسَوْا (بھول نہ جانا) کے ساتھ تاکید فرمائی ہے، یہ حدیث تعلیمی ہے کہ اس سے تکبیرات عیدین کی تعلیم مقصود ہے قولاً اور عملاً ، اور تکبیر الجنائز سے بھی تکبیروں کی تعداد کی طرف اشارہ ہے جس سے زائد تکبیروں کی تعداد کا تعین ہو جاتا ہے کہ ہر رکعت میں اصلی تکبیر کے علاوہ تین زائد تکبیریں ہیں جیسا کہ جنازہ میں پہلی تکبیر تحریمہ کے علاوہ تین تکبیریں ہیں جبکہ بارہ تکبیروں والی مرفوع حدیثیں فقط فعلی ہیں۔

☆ ......طحاوی شریف والی حدیث اور چھ تکبیرات والی دیگر احادیث اجماع صحابہ کے موافق ہیں۔

☆ ......حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کے شاگردان حدیثوں کے مطابق تکبیراتِ عیدین کی تعلیم دیتے تھے جبکہ بارہ تکبیروں کی تعلیم دینا ثابت نہیں۔

☆ ......آثار صحابہؓ میں سے عبداللہ بن عمرؓ، ابو ہریرہؓ کے آثار سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں جبکہ ابن عباس کے آثار گو سند کے لحاظ سے قوی ہیں لیکن وہ مضطرب اور متضاد ہیں ان سے ۷، ۹، ۱۱، ۱۲، ۱۳ تکبیرات کے آثار مروی ہیں البتہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے آثار قوی السند ہیں اور سب میں تکبیرات زائدہ کی تعداد بھی چھ ہے اس لئے باقی آثار میں سے وہ زیادہ قابل اعتماد ہیں اور قاعدہ ہے کہ وہ حدیث راجح ہوتی ہے جو اوفق بآثار الصحابہ ہو چونکہ چھ تکبیروں والی حدیث طحاوی وغیرہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اثر صحیح کے موافق ہیں اس لئے وہ راجح ہونگی۔

☆ ......سات اور پانچ تکبیرات والی احادیث محتمل ہیں کہ پہلی رکعت میں سات تکبیریں

تکبیر تحریمہ سمیت ہیں یا اس کے علاوہ ہیں۔ اسی طرح دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں رکوع والی تکبیر سمیت ہیں یا اس کے علاوہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ائمہ ثلاثہ کے درمیان بھی اختلاف ہوگیا، امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ اور تکبیر رکوع کے علاوہ سات اور پانچ ہیں تو ان کے نزدیک زائد تکبیریں بارہ بنتی ہیں۔ امام مالک اور امام احمد کے نزدیک پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ سمیت سات اور دوسری رکعت میں تکبیر رکوع کے علاوہ تکبیریں گیارہ ہیں۔ جبکہ چھ تکبیرات والی احادیث میں قراءۃ اور تکبیروں کی پوری تفصیل ہے اس لئے معلوم المراد حدیث کو ترجیح ہوگی۔

☆......عیدین کی اصل اور زائد تکبیریں ملا کر نو بنتی ہیں یہ متفق علیہ اور متیقن ہیں جبکہ نو سے زائد تکبیریں مختلف فیہ ہیں اس لئے متفق علیہ اور متیقن کو اختیار کرنا اور اس کے مطابق عمل کرنا اولی ہے۔

☆......نماز عید کو باقی نمازوں پر قیاس کریں تو قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ جیسے دوسری نمازوں میں زائد اذکار داخل نہیں کئے جاتے نماز عید میں بھی داخل نہ کئے جائیں لیکن نماز عید میں زائد تکبیریں نص سے ثابت ہیں اس لئے قیاس کو ترک کر دیا گیا مگر چھ تکبیروں کے اثبات پر سب احادیث و آثار متفق ہیں۔ چھ سے زیادہ میں مختلف ہیں اور حدیث طحاوی وغیرہ سے چھ سے زیادہ کی نفی ہوتی ہے جبکہ دوسری روایات میں اثبات ہوتا ہے پس چھ سے زیادہ کی نفی قیاس کے موافق ہے اور قاعدہ ہے کہ اوفق بالقیاس حدیث راجح ہوتی ہے لہذا احدیث طحاوی وغیرہ کو دوسری مثبت حدیثوں پر ترجیح ہوگی۔

☆...... چونکہ اذکار میں جہر نصوص اور اصول کے خلاف ہے عیدین میں زائد تکبیریں از قبیل اذکار ہیں اور امام ان کو جہرا کہتا ہے اس لئے اختلاف کی صورت میں اقل اور متیقن کو لینا اولی ہے۔

صحابہ کرامؓ غیر مقلدین کے فتوی کی زد میں:

عیدین میں چھ زائد تکبیروں پر اتنے واضح دلائل موجود ہونے کے باوجود غیر مقلدین کے محدث ومفتی امام غرباء اہل حدیث ابو محمد عبدالستار دہلوی فرماتے ہیں یہ جو آج کل لوگوں میں صلوۃ عیدین کی تکبیریں چھ مروج ہیں یہ بالکل بدعت اور سبب گمراہی ہیں کیونکہ ان کا ثبوت شریعت محمدیہ میں نہیں ....اور جو یہ چھ تکبیریں ہیں یہ مذہبی گھڑی گھڑائی ہیں، خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ حکم قطعاً نہیں اور جو کوئی کہے کہ یہ حکم خدا اور رسول کا ہے تو وہ شخص بڑا کاذب بلکہ اکذب ہے (فتاوی ستاریہ ج ا ص ۱۳۷، ۱۳۸)

اے ملت اسلامیہ کے فرزندو! ذرا غور کرو کتنی عظیم ہستیاں ہیں جو اس منحوس فتوے کی زد میں آتی ہیں؟ کتنے صادق ومصدوق لوگ ہیں جو کاذب واکذب بن جاتے ہیں؟ اور کتنی احادیث صحیحہ اور آثار صحیحہ ہیں جن کا انکار ہو جاتا ہے؟ ایسی سنت ثابتہ کو بدعت کہنے کی جرأت اہل بدعت غیر مقلدین ہی کر سکتے ہیں کوئی اہل سنت یہ جسارت نہیں کر سکتا۔ یہ بات خوب یاد رکھو کہ جیسے غیر سنت کو سنت قرار دینا اور غیر دین کو دین کا حصہ بنانا جرم اور بدعت ہے ایسے ہی سنت کو بدعت قرار دینا اور سنت ثابتہ کو دین سے نکالنا بھی جرم اور بدعت ہے۔ اب آپ حضرات فیصلہ کریں کہ غیر مقلدین حضرات ایسے فتوے لگانے کے بعد اہل حدیث ہیں یا منکرین حدیث ہیں؟ اہل حدیث ہیں یا اہل بدعت ہیں؟ اہل سنت ہیں یا اہل سنت سے خارج ہیں؟

تکبیراتِ عید میں رفع یدین سنت ہے

سوال : عیدین کی تکبیرات زائدہ میں رفع یدین کرنا صحیح ہے یانہیں؟

جواب : امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل کے نزدیک تکبیرات عید میں رفع یدین کرنا مسنون ہے۔ البتہ امام مالک کے دوقول ہیں ایک قول رفع یدین کرنے کا دوسرا رفع یدین نہ کرنے کا۔ چنانچہ علامہ باجی لکھتے ہیں " وروی عن مالك رضی الله عنه انه خير فی رفع اليدين مع كل تكبيرة من الزوائد " امام مالک ؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے تکبیرات زائدہ میں رفع یدین کرنے اور نہ کرنے میں اختیار دیا ہے۔ اور مدونہ کبریٰ میں ہے وروی عنه مطرف وابن كنانة يرفع يديه فی العيدين مع كل تكبيرة اور مطرف وابن کنانہ سے روایت ہے کہ امام مالک ؒ عیدین کی ہر تکبیر (زائد) میں رفع یدین کرے (اوجز المسالک ص۳۰۶ ج۳)

لیکن دلائل کے اعتبار سے رفع یدین کرنے والا قول راجح ہے۔ اسی لئے بعض علماء نے امام مالک کے اسی مدلل قول کا اعتبار کر کے تکبیرات عید کے رفع یدین پر ائمہ کرام کا اجماع اور اتفاق نقل کیا ہے۔

ذیل میں مذکورہ بالا رفع یدین کے اثبات پر احادیث مبارکہ، اجماع ائمہ اور قیاس شرعی سے دلائل اور اخیر میں بطور تائید غیر مقلدین کے دو فتوے ملاحظہ کیجئے۔

احادیث مبارکہ:

امام بیہقی ؒ نے اس مسئلہ پر ایک مستقل باب قائم کیا ہے باب رفع اليدين فی

تکبیر العید (ج ۳ ص ۲۹۲) اس کے تحت چار حدیثیں نقل کی ہیں

حدیث نمبر 1 ...... عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى اِذَا كَانَتَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ وَهُمَا كَذَالِكَ وَرَكَعَ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْفَعَ رَفَعَهُمَا حَتّٰى يَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ يَسْجُدُ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي السُّجُوْدِ وَيَرْفَعُ فِيْ كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ يُّكَبِّرُهَا قَبْلَ الرُّكُوْعِ حَتّٰى تَنْقَضِيَ صَلٰوتُهٗ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز کی طرف کھڑے ہوتے تو اپنے کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے پھر تکبیر کہتے اور کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے اور رکوع کرتے اور جب رکوع سے اٹھنے کا ارادہ کرتے تو بھی کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے پھر **سمع اللہ لمن حمدہ** کہتے پھر سجدہ کرتے اور سجود میں رفع یدین نہ کرتے اور رکوع سے پہلے ہر تکبیر میں رفع یدین کرتے۔

چونکہ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرنے کا پہلے ذکر ہو چکا ہے اس لئے رکوع سے پہلے ہر تکبیر میں جس رفع یدین کا ذکر ہے اس سے مراد تکبیرات عیدین اور تکبیر قنوت والا رفع یدین ہے۔ اس حدیث سے تکبیرات عید میں اور قنوت فی الوتر میں رفع یدین ثابت ہوا۔

تائید از حافظ ابن حجر:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ رفع الیدین فی تکبیرات العیدین پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"وَاحْتَجَّ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَالْبَيْهَقِيُّ بِحَدِيْثٍ رَوَيَاهُ مِنْ طَرِيْقِ بَقِيَّةَ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ فِي الرَّفْعِ عِنْدَ

اَلْاِحْرَامِ وَالرُّکُوعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ وَفِيْ آخِرِهٖ وَيَرْفَعُهُمَا فِيْ كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ يُّكَبِّرُهَا قَبْلَ الرُّكُوعِ (التلخيص الحبير ص٨٦ ج٢)

تکبیرات عیدین کے رفع یدین پر ابن المنذر اور بیہقی نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس کو دونوں محدثین نے **بقیه عن الزبیدی عن الزهری عن سالم عن ابیه ابن عمر** کی سند سے رفع یدین عندالرکوع کے بارے روایت کیا ہے کیونکہ اس کے اخیر میں ہے اور رفع یدین کرتے ہر اس تکبیر میں جو رکوع سے پہلے ہے۔

سوال: اس حدیث میں چونکہ رکوع کے دو رفع یدین کا ذکر ہے لہٰذا وہ بھی کریں۔

جواب: چونکہ اس کے خلاف رکوع وسجود میں رفع یدین کے ترک کی احادیث موجود ہیں مثلاً حدیث ابن مسعودؓ، حدیث براء بن عازبؓ، حدیث جابر بن سمرہ، نیز حضرت ابن عمر، حضرت علیؓ کا ترک رفع یدین کا عمل دلیل ہے اس کے متروک ہونے پر اس لئے احناف نے ان احادیث مرفوعہ اور حضرت ابن عمر وحضرت علی کے عمل کی وجہ سے رکوع والے رفع یدین کو چھوڑ دیا ہے۔ چنانچہ امام نسائی نے ترک رفع یدین کے دو باب قائم کئے ہیں۔ **باب ترك ذالك** (١٥٨) اور **باب الرخصة في ترك ذالك** (ص١٦١) لیکن تکبیرات عید اور قنوت فی الوتر کے رفع یدین کے ترک پر کوئی حدیث بھی نہیں اس لئے احناف یہ رفع یدین کرتے ہیں۔ غیر مقلدین اس رفع یدین کے ترک پر کوئی حدیث پیش کر دیں تو ہم چھوڑ دیں گے لیکن اس کے ترک پر وہ آج تک دلیل نہ پیش کر سکے ہیں اور نہ ہی کر سکیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ نماز کی حقیقت ہے ''ذکر اللہ'' **واقم الصلوٰة لذكرى** نماز قائم کیجئے میرے ذکر کے لئے۔ چونکہ رکوع سے پہلے، رکوع کے بعد اور تیسری رکعت کے شروع والا رفع یدین ذکر سے خالی ہے تو وہ نماز کی حقیقت کے خلاف ہے اس لئے اس کو چھوڑ دیا گیا البتہ کچھ عرصہ کیلئے وہ اس طرح

برداشت کیا گیا جس طرح نماز میں دنیاوی باتوں اور چلنے پھرنے کو برداشت کیا گیا لیکن بعد میں ان سے روک دیا گیا۔ اور قنوت وتکبیرات عید کا رفع یدین مقرون بالذکر ہے (ذکر کے ساتھ ملا ہوا ہے) کہ رفع یدین کے ساتھ اللہ اکبر بھی کہا جاتا ہے تو اس کا نماز کی حقیقت کے ساتھ جوڑ ہے اس لئے اس کو باقی رکھا گیا ہے۔

اب ہم ذیل میں غیر مقلدین کے مایہ ناز محقق علامہ خالد گرجاکھی کی کتاب جزء رفع الیدین (جس میں موصوف نے رفع یدین عندالرکوع کے اثبات کے لئے یکطرفہ حدیثیں نقل کی ہیں وہ بھی ان کے دعوی یعنی دوام رفع الیدین کو ثابت نہیں کرتیں) سے ہم پانچ ایسی حدیثیں نقل کرتے ہیں جن کے اخیر میں یہ مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر اس تکبیر میں رفع یدین کرتے جو رکوع سے پہلے ہیں اس سے تکبیرات عیدین کا رفع یدین بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ رکوع سے پہلے کہی جاتی ہیں۔ رہا رکوع والے رفع یدین کا سوال تو اس کا جواب ہم ابھی دے چکے ہیں اس کے علاوہ اگر کوئی سند پر اعتراض ہو تو اس کا جو جواب گرجاکھی صاحب دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے سمجھ لیجئے۔

حدیث نمبر2......حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰی الْحِمْصِیُّ حَدَّثَنَا بَقِیَّةُ حَدَّثَنَا الزُّبَیْدِیُّ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... وَیَرْفَعُهُمَا فِیْ کُلِّ تَکْبِیْرَةٍ یُّکَبِّرُهَا قَبْلَ الرُّکُوْعِ حَتّٰی تَنْقَضِیَ صَلٰوتُهٗ (جزء رفع الیدین ص۱۸ حدیث ۳۷ بحوالہ ابوداؤد شریف)

محمد بن مصفی اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ...... ہر اس تکبیر میں رفع یدین کرتے جو رکوع سے پہلے ہوتی یہاں تک کہ نماز ختم کرتے۔

حدیث نمبر3...... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ حَدَّثَنَا

يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا بْنُ اَخِى ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ حَدَّثَنِى سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... وَيَرْفَعُهُمَا فِىْ كُلِّ رَكْعَةٍ وَتَكْبِيْرَةٍ كَبَّرَهَا قَبْلَ الرُّكُوْعِ حَتّٰى تَنْقَضِىَ صَلٰوتُهٗ (جزء رفع اليدين ص۲۳ حديث ۲۳ بحواله مسند احمد بواسطه سالم)

عبداللہ اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن عمر سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ...... ہر اس تکبیر میں رفع یدین کرتے جو رکوع سے پہلے کہتے یہاں تک کہ آپ اپنی نماز پوری کرتے۔

حدیث نمبر 4...... حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ الْمُحَامِلِىُّ-وَ- مَحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْبَاهِلِىُّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ عُقْبَةَ اَحْمَدُ بْنُ الْفَرَجِ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِىُّ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ ﷺ ...... وَيَرْفَعُهُمَا فِىْ كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ يُكَبِّرُهَا قَبْلَ الرُّكُوْعِ

(جزء رفع اليدين ص۲۹ حديث ۵۷ بحواله دارقطنى)

حسن بن اسماعیل اور محمد بن سلیمان باہلی اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ ہر اس تکبیر میں رفع یدین کرتے جو رکوع سے پہلے کہتے تھے۔

حدیث نمبر 5...... حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِىْ بَكْرٍ الْوَاسِطِىُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِى عَمِّىْ حَدَّثَنَا ابْنُ اَخِىْ الزُّهْرِىِّ عَنْ عَمِّهِ اَخْبَرَنِىْ سَالِمٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ......وَيَرْفَعُهُمَا فِىْ كُلِّ رَكْعَةٍ وَّتَكْبِيْرَةٍ

يُكَبِّرُهَا قَبْلَ الرُّكُوعِ :۔

(جزء رفع اليدين ص ٣١، حديث ٦٣ بحواله دارقطنى)

احمد بن محمد اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ...... ہراس تکبیر میں رفع یدین کرتے جوآپ رکوع سے پہلے کہتے تھے۔

حدیث نمبر 6...... اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَلِيِّ الرُّوْذُبَارِيُّ اَنْبَأَ نَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ دَاسَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوُدَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُصَفّٰى الْحِمَصِيُّ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... وَيَرْفَعُهُمَا فِيْ كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ يُكَبِّرُهَا قَبْلَ الرُّكُوْعِ :۔

(جزء رفع اليدين ص٣٧ حديث ٧٨ بيهقى شريف)

ابوعلی روذباری اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ......رفع یدین کرتے ہراس تکبیر میں جورکوع سے پہلے ہوتی ہے۔

حدیث نمبر 7...... وَعَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ التَّكْبِيْرَاتِ (التلخيص الحبير ص٨٦ ج٢)

حضرت عمرؓ تکبیرات (عید) میں رفع یدین کرتے تھے۔

سوال اس کی سند میں ابن لھیعہ راوی ہے جوضعیف ہے لہذا یہ حدیث ضعیف ہے

جواب : عبداللہ بن لہیعہ ضعیف محض نہیں بلکہ اس کے ثقہ وضعیف ہونے میں محدثین کے درمیان اختلاف ہے۔ پس یہ راوی مختلف فیہ ہے اور مختلف فیہ راوی کی حدیث درجہ حسن میں ہوتی ہے۔ چنانچہ محدث العصر مولانا علامہ ظفر احمد عثمانی لکھتے ہیں " انــــــــه مختلف فيه وحسن الحديث " یہ راوی مختلف فیہ ہے اور اس کی حدیث حسن ہے۔اور

غیر مقلدین کے پیشوا جناب علامہ نواب صدیق حسن خان ایک دعائیہ حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں " وَرِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيْحِ غَيْرُ ابْنِ لِهْيَعَةَ وَهُوَ مِنْ رِجَالِ الْحَسَنِ (نزل الابرار بالعلم الماثور من الادعیۃ والاذکار ص۲۳۱) کہ ابن لہیعہ ان راویوں میں سے ہے جن کی حدیث حسن ہوتی ہے۔ نیز یہ حدیث اپنے مضمون و معنی کے اعتبار سے اوفق بالاجماع ہے (اجماع کے موافق ہے) اور اوفق بالقیاس ہے اور اجماع و قیاس کے ساتھ موافقت ہونے سے ضعف دور ہو جاتا ہے۔ اجماع اور قیاس شرعی کے حوالہ جات ہم بعد میں ذکر کریں گے۔ امام مالک کے رفع یدین والے قول کے مطابق ائمہ اربعہ کے ہاں تلقی بالقبول حاصل ہے اور عدم رفع یدین والے قول کے مطابق ائمہ احناف، ائمہ شافعیہ اور ائمہ حنبلیہ کے ہاں اس روایت کو تلقی بالقبول کا درجہ حاصل ہے اور جس حدیث کو مجتہدین امت قبول کر لیں تو وہ حدیث صحیح شمار ہوتی ہے۔ اور خود غیر مقلدین نے بھی اپنے فتوے میں تعدد طرق کی وجہ سے اس حدیث کو حسن لغیرہ کا درجہ دیا ہے یہ فتوی ہم بعد میں نقل کریں گے۔

حدیث نمبر 8...... اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ فِيْ الْجَنَازَةِ وَالْعِيْدَيْنِ

(السنن الکبریٰ للامام البیھقی ص۲۹۳ ج۳)

حضرت عمر بن خطابؓ جنازہ اور عیدین کی ہر تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے یعنی جنازہ کی چاروں تکبیرات میں اور عیدین کی تکبیرات زائدہ میں رفع یدین کرتے تھے۔

سوال : امام بیہقی نے اس حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ یہ منقطع ہے اور انقطاع کے ثبوت کے لئے سند پیش کی ہے۔ **رواہ الولید بن مسلم عن ابن لھیعۃ عن بکر بن سوادۃ عن ابی زرعۃ اللحمی عن عمر فذکرہ فی صلاۃ العیدین**۔ اس سے معلوم ہوا کہ بکر بن سوادہ اور حضرت عمرؓ کے درمیان ابوزرعہ لحمی کا واسطہ متروک ہے لہٰذا یہ

حدیث منقطع ہے اور منقطع حدیث ضعیف ہوتی ہے

جواب : (الف)......حنفیہ کے نزدیک خیر القرون کا انقطاع موجب ضعف نہیں ہوتا۔

(**ب**)......انقطاع اس لئے موجب ضعف ہوتا ہے کہ ممکن ہے درمیان والا راوی ضعیف ہو اور جب تعیین ہو جائے کہ فلاں راوی چھوٹا ہوا ہے اور وہ راوی ثقہ ہو تو وہ روایت ضعیف شمار نہیں ہوتی ہے۔ یہاں تعیین ہو گئی کہ متروک راوی ابو زرعہ لخمی ہے جو ثقہ ہے اس لئے یہ روایت ضعیف شمار نہ ہوگی۔

(**ج**)...... جب دوسری سند مل گئی تو تعدد طرق کی وجہ سے یہ حدیث حسن لغیرہ بن جائے گی چنانچہ یہی بات غیر مقلدین کے فتوی نمبر ایک میں مذکور ہے جس کو ہم بعد میں نقل کریں گے۔

(**د**)...... مذکورہ احادیث مرفوعہ کی موافقت وتائید سے یہ ضعف دور ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اس حدیث کی سند میں ابن لہیعہ راوی ہے لیکن اس کا جواب وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

سوال : آپ لوگ جنازہ میں رفع یدین کیوں نہیں کرتے جبکہ اس حدیث میں تکبیرات جنازہ اور تکبیرات عیدین دونوں میں رفع یدین کرنے کا ذکر ہے؟

جواب: چونکہ تکبیرات عیدین میں رفع یدین کرنے کی حدیثیں ہیں مگر ترک کی کوئی حدیث نہیں اس لئے اس رفع یدین کو نہیں چھوڑا گیا جبکہ تکبیرات جنازہ کے ترک کی احادیث موجود ہیں اس لئے وہ چھوڑ دیا گیا۔

جنازہ میں ترک رفع یدین کے دلائل:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِيْ اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ (دار قطنی ص ۷۵ ج ۲)

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنازہ کی پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔

عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَمِيْعِ الزُّهْرِيِّ قَالَ رَأَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ اِذَا صَلّٰى عَلَى الْجَنَازَةِ رَفَعَ يَدَيْهِ فَكَبَّرَ ثُمَّ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْمَا بَقِيَ وَكَانَ يُكَبِّرُ اَرْبَعًا (مصنف ابن ابی شیبہ ج۳ ص۱۸۰)

ولید بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم نخعی کو دیکھا جب وہ جنازہ پڑھتے ہیں تو وہ پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے ہیں پھر باقی تکبیروں میں رفع یدین نہیں کرتے اور وہ چار تکبیریں کہتے تھے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَبَّرَ عَلَى الْجَنَازَةِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ وَّوَضَعَ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى

(جامع ترمذی ص۲۰٦ ج۱)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنازہ پر تکبیر کہی اور رفع یدین پہلی تکبیر میں کہی اور دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھا۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور ﷺ کا عمل یہ بتایا کہ آپ نے پہلی تکبیر میں رفع یدین کیا پس رفع یدین کو پہلی تکبیر کے ساتھ خاص کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ نبی پاک ﷺ باقی تکبیروں میں رفع یدین نہیں کرتے تھے ورنہ اول تکبیرۃ کی تخصیص کا لغو ہونا لازم آتا ہے علاوہ ازیں اگر سب تکبیروں میں رفع یدین ہوتو پھر فی اول تکبیرۃ کی بجائے یوں ہونا چاہیے فی کل تکبیرۃ کہ آپ ہر تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے لیکن حضرت ابو ہریرہ نے یہ نہیں کہا۔

اس سلسلہ میں غیر مقلد محقق علامہ شوکانی کی تحقیق بھی ملاحظہ کیجئے

"وَالْحَاصِلُ اَنَّهٗ لَمْ يَثْبُتْ فِيْ غَيْرِ التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى شَيْءٌ يَّصْلُحُ لِلْاِحْتِجَاجِ بِهٖ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَاَفْعَالِ الصَّحَابَةِ وَاَقْوَالِهِمْ لَا حُجَّةَ فِيْهَا فَيَنْبَغِيْ اَنْ يَّقْتَصِرَ عَلَى الرَّفْعِ عِنْدَ تَكْبِيْرَةِ الْاِحْرَامِ

لِاَنَّہٗ لَمْ یُشْرَعْ فِیْ غَیْرِھَا اِلَّا عِنْدَ الْاِنْتِقَالِ مِنْ رُکْنٍ اِلٰی رُکْنٍ کَمَا فِیْ سَائِرِ الصَّلَوَاتِ وَلَا اِنْتِقَالَ فِیْ صَلٰوۃِ الْجَنَازَۃِ

(نیل الاوطار ج٤ ص٦٧ ، باب القراءۃ والصلوٰۃ علی رسول اللہ)

خلاصہ یہ کہ نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کے علاوہ دوسری تکبیروں کے رفع یدین کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے کوئی ایسی حدیث نہیں جو حجت بننے کے لائق ہو باقی افعال صحابہ اور اقوال صحابہ سووہ حجت ہی نہیں۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے رفع یدین پر اکتفاء کیا جائے۔ علاوہ ازیں تکبیر تحریمہ کے ماسوی دوسری تکبیروں میں تب رفع یدین مشروع ہے جب اس میں ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف انتقال ہو اور نماز جنازہ میں ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف انتقال ہی نہیں ہے۔ نماز جنازہ میں ترک رفع یدین کے دلائل موجود ہیں جبکہ رفع یدین فی صلوٰۃ الجنازۃ کی کوئی دلیل بھی صحیح نہیں اس لئے احناف نماز جنازہ کی ہر تکبیر میں رفع یدین نہیں کرتے۔ غیر مقلدین تکبیرات عید کے رفع یدین کے ترک پر صریح دلیل پیش کریں ہم وہ بھی چھوڑ دیں گے۔ لیکن اس کے ترک پر کوئی صریح دلیل موجود نہیں ہے۔

حدیث نمبر9...... وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ مَعَ تَحَرِّیْہِ لِلْاِتِّبَاعِ یَرْفَعُ یَدَیْہِ مَعَ کُلِّ تَکْبِیْرَۃٍ

(زاد المعاد لابن قیم ج١ ص٣٤٣)

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ باوجود اتباع سنت کے جذبہ کے وہ ہر (نماز عید کی) تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ صحت وضعف کے بارے علامہ ابن قیم ؒ متشدد عالم کا اس اثر کو بغیر کسی تردد کے پورے اعتماد کے ساتھ نقل کرنا اس کے صحیح اور حجت ہونے کی دلیل

ہے۔ نیز غیر مقلدین کے ہیرو شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین نے اس اثر کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں اور عیدین کی ہر تکبیر میں رفع یدین کرنا کسی حدیث مرفوع صحیح سے ثابت نہیں ہے ہاں حضرت ابن عمرؓ کا ہر تکبیر میں رفع یدین کرنا بسند صحیح ثابت ہے مگر یہ حضرت ابن کا فعل ہے (فتاوی نذیریہ ج ا ص ۴۵۵)

حدیث نمبر 10...... عَنْ اِبْـرَاهِيْمَ النَّخْعِيّ قَالَ تُرْفَعُ الْاَيْـدِىْ فِـىْ سَبْـعِ مَـوَاطِـنَ فِـىْ اِفْتِتَـاحِ الصَّلٰوةِ وَفِىْ التَّكْبِيْرِ لِلْقُنُوْتِ فِىْ الْوِتْرِ وَفِىْ الْعِيْدَيْنِ الخ (طحاوی ج١ ص٤١٧)

ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ سات جگہوں میں رفع یدین کیا جاتا ہے (ان میں سے تین یہ ہیں) نماز کے شروع میں، وتروں میں قنوت کے وقت اور عیدین میں۔ چونکہ تکبیر تحریمہ کے وقت تو ہر نماز رفع یدین کیا جاتا ہے اس لئے عیدین میں رفع یدین سے مراد تکبیرات زائدہ کے وقت رفع یدین ہے۔

حدیث نمبر11...... عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ اَنَّهٗ قَالَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِىْ كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ

(السنن الکبریٰ للبیهقی ج٣ ص٢٩٣)

ابن جریج روایت کرتے ہیں کہ حضرت عطاء نے فرمایا کہ امام نماز عید کی ہر تکبیر میں رفع یدین کرے۔

حدیث نمبر12......قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَـنْ طَلْـحَةَ بْـنِ مُـصَرِّفٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهٗ قَالَ تُرْفَعُ اْلاَيْدِىْ فِىْ سَبْعِ مَوَاطِنَ (فذكر فى ذالك العيدين)

(كتاب الحجة ج١ ص٣٠٠)

امام محمد فرماتے ہیں ابوحنیفہ نے اپنے استاذ طلحہ بن مصرف سے خبر دی کہ ابراہیم نخعی نے کہا سات جگہوں میں رفع یدین کیا جائے ان سات جگہوں میں عیدین کا بھی ذکر کیا۔

اجماعِ امت:

چونکہ ایک قول کے مطابق امام مالک عیدین میں رفع یدین کے قائل ہیں اور دلائل کے لحاظ سے یہی قول قوی اور مضبوط ہے اس لئے بعض محققین نے امام مالک کے اس قول کی بنیاد پر رفع یدین فی العیدین کو اجماعی قرار دیا ہے کیونکہ جس مسئلہ پر ائمہ اربعہ متفق ہو جائیں وہ مسئلہ متفق علیہ اور اجماعی سمجھا جاتا ہے اس پر حوالہ جات احقر کے رسالہ تراویح میں ملاحظہ کریں اب عیدین میں رفع یدین کے اجماعی ہونے کا ثبوت ملاحظہ کیجئے۔

۱...... وَاتَّفَقُوْا عَلٰی رَفْعِ الْیَدَیْنِ فِیْ التَّکْبِیْرَاتِ (رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ ص ۶۳)

تکبیرات عیدین کے رفع یدین پر ائمہ فقہاء کا اتفاق ہے۔

۲...... وَاتَّفَقُوْا عَلٰی رَفْعِ الْیَدَیْنِ فِیْ التَّکْبِیْرَاتِ خِلَافًا لِاَبِیْ یُوْسُفَ فِیْ رِوَایَۃٍ (مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۳ ص ۵۴۸ ط کوئٹہ) اور فقہاء کرام کا تکبیرات عیدین کے رفع یدین پر اتفاق ہے۔ ایک روایت کے مطابق امام ابو یوسف کا اختلاف ہے (لیکن ان سے دوسری روایت رفع یدین کی بھی ہے)

۳...... وَاَجْمَعُوْا عَلٰی اَنَّہٗ یُرْفَعُ الْاَیْدِیْ فِیْ تَکْبِیْرِ الْقُنُوْتِ وَتَکْبِیْرَاتِ الْعِیْدَیْنِ (بدائع الصنائع ص ٤٨٤ ج ١) فقہاء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ وتروں میں قنوت کی تکبیر اور عیدین کی تکبیرات کے وقت رفع یدین کیا جائے۔

قیاسِ شرعی:

شریعت کی چار دلیلوں میں سے چوتھی دلیل قیاس شرعی ہے۔ اور قیاس شرعی کا تقاضا

یہی ہے کہ تکبیرات عیدین میں رفع یدین کیا جائے۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ عید کی تکبیرات زائدہ میں رفع یدین کیا جائے یا نہ کیا جائے اس کے لئے احکام شریعت میں غور کیا گیا تو ہمیں ایک اور تکبیر زائدہ کی قسم مل گئی وہ ہے قنوت فی الوتر کی تکبیر۔ یہ تکبیر زائدہ ہے اور اس میں بالا تفاق رفع یدین ہے اور چونکہ عیدین کی تکبیرات بھی زائدہ ہیں لہذا ان کا حکم بھی وہی ہونا چاہئے جو قنوت کی تکبیر زائدہ کا حکم ہے وہ ہے رفع یدین۔لیکن شریعت میں اس کی نظیر نہیں ملتی کہ تکبیر زائدہ ہو اور اس میں رفع یدین نہ کیا جاتا ہو۔البتہ تکبیر زائدہ میں رفع یدین کرنے کی نظیر موجود ہے جو متفق علیہ ہے وہ وتروں میں دعائے قنوت والی تکبیر ہے۔لہذا عیدین کی تکبیرات زائدہ کا حکم وہی ہونا چاہئے جو اس کی نظیر کا حکم ہے اور وہ متفق علیہ بھی ہے یعنی تکبیرات زائدہ میں رفع یدین کرنا۔(طحاوی ج۱ص ۴۱۷)

(ف)...... باقی قنوت فی الوتر کی تکبیر اور عیدین کی تکبیرات کے زائدہ ہونے کی صراحت مندرجہ ذیل کتب میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

کتاب الفقه علی المذاهب الاربعه ج۱ ص٣٤٦ تا ٣٤٨۔ ارواء الغليل ١١٣/٣، ١١٤ مؤلفه ناصر الدين البانی۔ شرح معانی الآثار ٤١٧/١۔ مرعاة ٥٣/٥، ٥٦، ٥٨، ٥٢، ١٧٥۔ التحقيق لابن الجوزی٥٠٧/١، ٥١٢۔ فتاوی عالمگيری ١٥٠/١۔ مبسوط٣٧٥/٢۔ محيط برهانی ٢٢٤/٢۔ بدائع الصنائع ١٠٠/٣۔ تبيين الحقائق ١٠٢/٣، ١٠٣۔ تحفة الفقهاء ١٦٧/١ تا ١٦٩۔ الحاوی فی فقه الشافعی ٤٩١/٢۔ الشرح الكبير للرافعی ٤٦/٥، ٤٩، ٥٠، ٦١، ٩٧۔ المجموع للنووی ١٢٣/٤، ١٢٤۔ حلية العلماء ٣٥/٢، ٢٥٦۔ روضة الطالبين شرح الوجيز۔ تهذيب الاسماء للنووی ٨٧٦/١۔ فتاوی ابن تيميه ٣٦٢/٢٠، ٤٧٩/٢٢، ٢٤٢/٢٤۔

خلاصہ یہ کہ عیدین کی تکبیرات زائدہ میں رفع یدین کرنا احادیث مرفوعہ، آثار صحابہؓ، آثار تابعین، اجماع امت اور قیاس شرعی سے ثابت ہے۔

غیر مقلدین کے فتاوی جات

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عیدین کی نماز میں زوائد تکبیرات کے اندر اکثر اہلحدیث رفع یدین کرتے ہیں بالخصوص شہر دہلی میں جو علمائے ہر فریق اہل حدیث کا مرکز ہے وہاں بھی یہ عمل دیکھا گیا ہے۔ احادیث وآثار سے اس پر کیا دلیل ہے؟ بینوا توجروا

جواب: اہل حدیث اس بارے میں دو روایتیں پیش کرتے ہیں۔ **التلخیص الحبیر** میں صلوٰۃ العیدین میں تکبیرات کے وقت وقفہ کے متعلق ہے۔ (الی قوله) عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ فِیْ التَّکْبِیْرَاتِ۔ رواہ البیھقی الخ دونوں روایتوں میں ایک ایک راوی متکلم فیہ ہے پہلی میں عبداللہ بن لہیعہ وہ صدوق ہے، **خلط بعد احتراق کتبه** سنن کا راوی ہے۔ مسلم نے بھی اس سے مقروناً روایت کی ہے (تقریب التہذیب) دوسری میں بقیہ ابن ولید ہے۔ وہ بھی مسلم وسنن اربعہ کا راوی ہے امام بخاری عِشْنِیْہ بھی تعلیقاً روایت کی ہے "**صدوق کثیر انه لیس عن الضعفاء**" ہے (تقریب التہذیب) یہاں اس کا شیخ محمد بن ولید زبیدی ثقہ ہے۔ صحیحین کا راوی ہے۔ اگرچہ ان دونوں میں کچھ کلام ہے مگر دونوں روایتوں اور دو سندوں کے ملنے سے ہر ایک کو دوسری سے تقویت حاصل ہوگئی ہے۔ گویا ہر واحد "حسن لغیرہ" کے درجہ میں ہے لہذا قابل عمل ہے۔ خصوصاً امام بیہقی وامام ابن منذر کا روایت کر کے اس سے استدلال کرنا اور پھر صدیوں سے محدثین کا اس پر تعامل

قابل عمل ہے۔اور یہ فعل حضرت عمرؓ سے مروی ہے۔ (وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنِّیْ لَا اَدْرِیْ مَا بَقَاءِ یْ فِیْکُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ۔ رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص ۵۶۰) واللہ اعلم بالصواب (**ابوسعید محمد شرف الدین دہلوی**)

(فتاوے ثنائیہ جلد اول ص ۵۲۵)(فتاوی علمائے حدیث ج ۴ ص ۱۷۸،۱۷۹)

سوال : ہمارا معمول ہے کہ ہم اہلحدیث نماز عیدین کی تکبیروں کے ساتھ رفع یدین کرتے ہیں لیکن اس سال نماز عید الفطر کے موقع پر ایک مولوی صاحب نے خطبہ میں بیان کیا کہ تکبیرات عیدین میں رفع یدین کرنے اور نہ کرنے کا کوئی ثبوت نہیں۔ اس کی وضاحت فرمائیں......

جواب: مغنی ابن قدامہ میں ہے۔

رُوِیَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ مَعَ التَّکْبِیْرِ قَالَ اَحْمَدُ فَاَرٰی اَنَّ ھٰذَا الْحَدِیْثَ یَدْخُلُ فِیْہِ ھٰذَا کُلًّا وَرُوِیَ عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ کَانَ یَرْفَعُ فِیْ کُلِّ تَکْبِیْرَۃٍ فِی الْجَنَازَۃِ وَفِی الْعِیْدِ رَوَاہُ الْاَثْرَمُ وَلَا یُعْرَفُ لَہٗ مُخَالِفٌ فِی الصَّحَابَۃِ انتھی

یعنی روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے تھے امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ہر نماز کی تکبیر کو شامل ہے اور حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ جنازے میں اور عیدین میں ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے تھے۔اس کو اثرم نے روایت کیا ہے اور صحابہ کرام میں اس مسئلہ میں حضرت عمرؓ کا خلاف کرنے والا کوئی معلوم نہیں۔

حضرت عمرؓ کے اس فعل کو بیہقی نے بھی جلد ۳ صفحہ ۲۹۳ میں روایت کیا ہے لیکن اس میں ایک راوی ابن لہیعہ ضعیف ہے۔

نیز ابوداؤد، دارقطنی ،بیہقی میں بقیہ کے واسطے سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کی طرف کھڑے ہوتے تو ہر تکبیر میں رکوع سے پہلے ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ نماز پوری ہوجاتی

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ تلخیص الحبیر میں لکھتے ہیں کہ امام ابن المنذر اور امام بیہقی نے اس حدیث سے تکبیرات عیدین میں ہاتھ اٹھانے پر استدلال کیا ہے کیونکہ یہ حدیث عام ہے اور بقیہ کی موافقت ابن اخی الزھری نے بھی کی ہے۔ بقیہ راوی ضعیف ہے لیکن ابن اخی الزھری کی موافقت سے اس کی تلافی ہوگئی۔

(فتاوی اہلحدیث جلد دوم ص۴۰۲)(فتاوی علمائے حدیث جلد۴ ص۱۹۵)

نمازعیدا کیلے پڑھنا جائز نہیں:

نمازعید کے جواز وصحت کے لئے جماعت شرط ہے۔کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر خیر القرون یعنی صحابہ وتابعین اور تبع تابعین کے زمانہ تک ہمیشہ نماز عید جماعت کے ساتھ ادا کرنے کا معمول رہا ہے۔پس نماز عید کی جماعت پر دوام،اجماع عملی اور امت کا تواتر وتوارث واضح دلیل ہے کہ نماز عید کے جواز کے لئے جماعت شرط ہے۔ چنانچہ بدائع الصنائع ج۱ص۶۱۶ میں ہے وَالْجَمَاعَةُ شَرْطٌ لِأَنَّهَا مَا أُدِّيَتْ إِلَّا بِجَمَاعَةٍ ''نماز عید کے لئے جماعت شرط ہے کیونکہ نماز عید کبھی بھی جماعت کے بغیر ادا نہیں کی گئی'' حتی کہ نواب صدیق حسن خان بھی تسلیم کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید ہمیشہ جماعت کے ساتھ پڑھی ہے۔پوری زندگی میں آپ نے ایک مرتبہ بھی بغیر جماعت کے نماز عید نہیں پڑھی،خلفائے راشدین نے بھی بغیر جماعت کے نماز عید نہیں پڑھی،صحابہ کرام نے بھی بغیر جماعت کے نماز عید نہیں پڑھی،تابعین اور تبع تابعین نے بھی بغیر جماعت کے نماز عید نہیں پڑھی لیکن اس کے برعکس غیر مقلدین کا فتوی یہ ہے۔نواب صدیق حسن خان بدور الاہلہ ج ۱ص۸۷ پر لکھتے ہیں ''واصل در ہر نماز صحت او بطور فرادی ست چنانکہ بجماعت صحیح ست ونماز عید نمازی از نماز ہاست پس تنہا وبا جماعت ہر دو صحیح باشد وہر کہ فرادی را صحیح نمیگو ید بروی دلیل ست ونگذ ار دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مگر بجماعت صالح حجت نباشد''یعنی ہر نماز میں قانون یہ ہے کہ وہ جیسا کہ با جماعت صحیح ہے ایسے ہی تنہا تنہا بھی صحیح ہے۔اور نماز عید بھی دوسری نمازوں کی طرح ایک نماز ہے اس لئے یہ بھی تنہا تنہا اور با جماعت دونوں طرح صحیح ہے۔اور جو شخص تنہا تنہا نماز عید پڑھنے کو صحیح نہیں کہتا اس کے

ذمہ دلیل ہے۔اور آنحضرت ﷺ کا ہمیشہ ہمیشہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا عمل حجت بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

قارئین کرام! ذرا غور فرمائیں کہ ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح دائمی عمل ہے یعنی صریح حدیث ہے کہ آپ ہمیشہ نماز عید باجماعت ادا کرتے رہے ہیں ایک مرتبہ بھی آپ نے نماز عید بغیر جماعت کے نہ خود ادا کی نہ کسی دوسرے کو ادا کرنے کا حکم دیا۔ لیکن اس کے مقابلہ میں غیر مقلدین کے نواب صاحب پہلے خود ایک اصول وضع کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ اصل یہ ہے کہ ہر نماز اکیلے اور باجماعت دونوں طرح صحیح ہے پھر باقی نمازوں پر نماز عید کو قیاس کر کے اس میں بھی دونوں طریقوں کے صحیح ہونے کا حکم لگاتے ہیں۔ جو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائمی عمل کو حجت نہ مانے اور اس کے خلاف عمل کو صحیح قرار دے، جو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح صریح مرفوع حدیث کے ہوتے ہوئے اس کے مقابلہ میں قیاس کر کے اپنی رائے و قیاس پر عمل کرے اور حدیث کو چھوڑ دے اس کا غیر مقلدین کے نزدیک شرعی حکم کیا ہے؟ اور جو اس کو اہل حق میں سے مانے اس کا حکم کیا ہے؟

عجیبہ :

غیر مقلدین کے عجائبات میں سے ایک عجیبہ یہ ہے کہ انہوں نے تین طلاق کے مسئلہ میں ایک ضعیف ترین حدیث اور دوسری حدیث کے مفہوم میں تحریف کر کے ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک قرار دے کر حضرت عمر فاروقؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کرامؓ کے تین طلاقوں کے فتاوی کو رد کر دیا۔ اذان جمعہ کے مسئلہ میں عہد نبوت کے عمل کی آڑ میں خلیفہ راشد حضرت عثمانؓ کے عہد میں صحابہ کرامؓ کے اجماع سے شروع ہونے والی پہلی اذان جمعہ کو رد کر دیا اور

حضور ﷺ کے حکم **علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین** والے حکم کی اوراجماع صحابہ کی پروانہ کی۔اورعید باجماعت کے مسئلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائمی عمل کو ردکر کے اپنی رائے اوراپنے قیاس کے پیروکار بن گئے۔

دراصل غیرمقلدین کا طرزعمل بتارہا ہے کہ ان کو نہ قول رسول سے پیار ہے نہ قول صحابہ سے،نہ ان کے دل میں عمل رسول کی اہمیت ہے نہ عمل صحابہ کی۔بلکہ یہ حدیث رسول کی بجائے حدیث نفس اوراپنی رائے وقیاس کے پیروکار ہیں اگر جی میں آئے تو عمل رسول کے پردہ میں صحابہ کرام کے اجماعی عمل وفتوی کوردکردیں اوراگر جی نہ چاہے تو اپنی رائے کے مقابلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائمی عمل کوردکردیں۔

عید کے دن نماز جمعہ کا شرعی حکم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا حال صحیح بخاری میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اتنا طویل قیام کرتے کہ پاؤں مبارک سوج جاتے، اور ساری رات قیام کرنے کے بعد فرماتے اے اللہ! آپ کی ذات عالی کا جو حق عبادت تھا وہ ہم سے ادا نہیں ہو سکا۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سحری وافطاری کھائے بغیر کئی کئی دن لگاتار روزے رکھتے اور اگر گھر میں کسی وقت کچھ درہم، دینار بچ جاتے اور مستحق تک نہ پہنچ سکتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے چین اور پریشان ہو جاتے کہ اگر اسی حالت میں موت آ گئی تو اللہ کے حضور کیسے حاضری دوں گا؟ اسی طرح ابوبکر صدیقؓ اپنے گھر کا پورا اثاثہ محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈھیر کر دیتے ہیں، عمر فاروقؓ اپنا آدھا مال قربان کر دیتے ہیں۔ اللہ جل شانہ کثرت سے نوافل پڑھنے والے خوش نصیب لوگوں کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں سب اہل کتاب برابر نہیں ان میں ایسی جماعت ہے جو رات کو قیام کرتی ہے۔ آیات اللہ کی تلاوت کرتی ہے اور وہ سجدہ ریز ہو جاتی ہے۔ اور ہر چیز میں سبقت کرتی ہے حقیقت کے اعتبار سے یہی نیکوکار ہیں (پ۴) کثرت سے صدقات کرنے والوں کی توصیف وتعریف میں قرآن نے کہا جو لوگ رات دن خفیہ اور اعلانیہ اپنے اموال کو راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں ان کے لئے ان کے رب کے ہاں بڑا اجر ہے ان پر نہ خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہونگے (پ۳)۔ قرآن کریم میں حکم ہے کہ اللہ کا کثرت کے ساتھ ذکر کیا کرو (پ۲۲)۔ نیز فرمایا عقلمند وہ لوگ ہیں جو کھڑے بیٹھے لیٹے یعنی ہر حالت میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

غیر مقلدین کا مزاج قلت عبادت:

لیکن اس کے برعکس غیر مقلدین کی افتادطبع، طبعی مزاج اور جماعتی ذہن کثرت عبادت کے شوق کی بجائے قلت عبادت کا ذوق ہے اور عبادات و معاملات میں عزیمت پر عمل کرنے کی بجائے رخصت پر عمل کر کے ایک طرف تو خواہشات نفس کی تعمیل و تکمیل کرتے ہیں دوسری طرف اپنی اس کمزوری کو چھپانے کیلئے اہل عزیمت حضرات کے بارے میں بدگمانی پیدا کرتے ہیں۔ نیز غیر مقلدین کثرت عبادت، کثرت ذکر اور زیادہ صدقات وخیرات کرنے کو پسند نہیں کرتے۔ چنانچہ غیر مقلدین حضرات کے سرخیل، جناب نواب صدیق حسن خاں اپنے فرقہ موحدین (غیر مقلدین) کی خصوصیات تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''نیز کثرت نوافل نماز وصدقات ووظائف فرقہ موحدین کے یہاں نہیں ہے''

(ترجمان وہابیہ ۶۲)

غیر مقلدین عملاً بھی اپنے اس اصول کو اپنائے ہوئے ہیں چنانچہ (۱) فرض نمازوں کے بعد نوافل نہیں پڑھتے (۲) عشاء کی نماز میں صرف چار فرض دو سنتیں اور ایک وتر پڑھتے ہیں (۳) ان کے نزدیک تراویح نفل ہے جو چاہے پڑھے اور جو چاہے نہ پڑھے (۴) تراویح بیس رکعت کی بجائے آٹھ رکعت پڑھتے ہیں اور اب تو انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ چونکہ وتر اور تراویح ایک نماز ہے لہذا تراویح ایک رکعت بھی جائز ہے (منہاج المسلمین ۲۸۳) (۵) چونکہ ان کے نزدیک تراویح وتہجد ایک نماز ہے اس لئے ماہ رمضان جیسے مقدس مہینہ میں تراویح کے بعد تہجد نہیں پڑھتے (۶) جمعہ کے بعد صرف دو رکعت پڑھتے ہیں (۷) ان کے ہاں شب برائت کے نوافل بدعت ہیں (۸) ان کے ہاں صلوۃ التسبیح بدعت ہے (۹) جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والے پر قضا نہیں صرف اس کے ذمہ توبہ ہے (عرف الجادی ۳۵) (۰) امام بے وضو یا حالت جنابت میں نماز پڑھا دے یا کوئی کافر

(مثلاً قادیانی، رافضی، یہودی، عیسائی، سکھ، ہندو) امام بن کر نماز پڑھادے تو مقتدیوں کی نماز ہوجاتی ہے دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں (نزل الابرار ج۱ ص۱۰۱، ۱۰۲) (۱۱) کپڑوں پر شیرخوار بچہ پیشاب کردے تو صرف اس پر پانی چھڑک دیں (عرف الجادی ۱۰) (۱۲) اگر نمازی کا بدن ناپاک ہو تو اس کی نماز باطل نہیں (بدور الاہلہ ۳۸) (۱۳) سر پر گندگی اٹھا کر نماز پڑھے تو نماز صحیح ہے (بدور الاہلہ ۳۹) (۱۴) نجس کپڑوں میں جان بوجھ کر بلا عذر نماز پڑھے تو نماز صحیح ہے (مذکورہ بالا) (۱۵) نماز کے صحیح ہونے کیلئے جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں (بدور الاہلہ ۴۰) (۱۶) عورت صرف مردوں کی امامت کرے یا مرد صرف عورتوں کی امامت کرے اس کی ممانعت پر کوئی صریح حدیث نہیں (عرف الجادی ۳۷) (۱۷) اگر مرد اکیلا عورت کو نماز پڑھائے تو جائز ہے اس کے منع پر کوئی دلیل نہیں ہے (بدور الاہلہ ۶۲) (۱۸) اگر کسی کا گھر مسجد سے کچھ فاصلے پر ہو تو اس پر جمعہ کی نماز واجب نہیں اگرچہ وہ اذان کی آواز سنتا ہو (عرف الجادی ۴۱) (۱۹) زوال سے پہلے جمعہ جائز ہے (ایضاً) (۲۰) حالت نماز میں ہاتھ کے اشارہ سے سلام کا جوب دینا سنت ہے (۲۱) شراب پاک ہے (نزل الابرار ج۱ ص۳۱) شراب پینے پر حد نہیں (نزل الابرار ج ۲ ص ۲۹۹، کنز الحقائق ۱۰۳، عرف الجادی ۲۱۳، بدور الاہلہ ۴۲۶، الروضۃ الندیہ ج۲ ص۲۸۴، (۲۲) حلال جانور کا آلہ تناسل، خصیتین، مادہ کی پیشاب گاہ، غدود، مثانہ، پتہ، بلا کراہت حلال ہیں (فتاوی نذیریہ ج ۳ ص ۳۲۰، ۳۲۱) (۲۳) مرغ کی قربانی اور انڈے کی قربانی جائز ہے (فتاوی ستاریہ ج۴ ص ۱۴۰) (۲۴) اگر امام نے بھول کر زوال سے پہلے ظہر کی نماز پڑھا دی تو مقتدیوں کی نماز ہوگئی (بدور الاہلہ ۲۳) (۲۵) تنہا نماز عید پڑھنا صحیح ہے اور آنحضرت ﷺ کا نماز عید ہمیشہ باجماعت پڑھنا ہمارے لئے حجت نہیں ہے (بدور الاہلہ ۷۸) (۲۶) خطیب کا خطبہ میں باوضوء ہونا اور سامعین کا خاموش رہنا شرعی دلیل سے ثابت نہیں (بدور الاہلہ ۷۹)

غرضیکہ غیرمقلدین حضرات نے قران وحدیث کی آڑ میں دین پرستی کی بجائے خواہش پرستی اورنفس پرستی کی خوب راہ ہموار کی ہے۔ان کے خواہشاتی مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ جب عیداور جمعہ ایک دن میں جمع ہو جائیں یعنی عید جمعہ کے دن ہوتو ان کے نزدیک عید کے بعد جمعہ کی چھٹی ہے کوئی پڑھے یا نہ پڑھے بلکہ ان کے نزدیک اس دن جمعہ کو چھوڑ نا مردہ سنت کو زندہ کرنا ہے اور نماز ظہر کا چھوڑ دینا بھی پڑھنے کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہے جبکہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک عید کے بعد حسب دستور جمعہ کو اپنے وقت میں پڑھنا فرض ہے عید کی وجہ سے جمعہ کی فرضیت ساقط نہیں ہوتی۔ چونکہ اس سال ۱۷/۳/۲۰۰۰ء۔ ۱۰/۱۲/۱۴۲۰ھ) کو ہماری خوش نصیبی ہے کہ عید وجمعہ جمع ہو رہے ہیں غیرمقلدین حضرات اپنے خودساختہ مذہب کے مطابق ممکن ہے خطبہ عید کے بعد جمعہ وظہر دونوں یا صرف جمعہ کی چھٹی کا اعلان کر کے بے چارے بےعلم مسلمانوں کو پریشان کریں اور کئی مسلمانوں کا جمعہ بلکہ ظہر خراب کر کے اس خوشی کے دن میں شیطان لعین کو بھی غیر شعوری طور پر خوش کریں اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ کتاب وسنت کی روشنی میں اس مسئلہ کی پوری وضاحت کردی جائے تاکہ ہمارے مسلمان بھائی اس پریشانی اور فرقہ واریت کی لعنت سے بچ جائیں اور اپنے جمعہ کو بھی خراب ہونے سے بچالیں اور قران وحدیث کے نام پر دھوکہ دینے والے فقہ دشمن فرقہ کو اور وحدت امت کو پارہ پارہ کرنیوالے عناصر کو بھی پہچان لیں۔

مسئلہ نمبر ۱: جب جمعہ اور عید جمع ہو جائیں تو جن لوگوں پر جمعہ فرض ہے حسب دستور ان پر جمعہ فرض ہی رہتا ہے۔عید کی وجہ سے ان سے جمعہ ساقط نہیں ہوتا

دلیل ۱ :یَا أَیُّهَا الَّذِینَ اٰمَنُوٓا اِذَا نُودِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ الایۃ ”اے ایمان والو! جب نماز جمعہ کیلئے اذان کہی جائے تو دوڑو اللہ کے ذکر کی طرف اور چھوڑ دو خرید وفروخت۔اس آیت کے مطابق مراکز خرید وفروخت

(یعنی شہر، مضافات شہر اور قصبات) میں رہنے والے اہل ایمان پر جمعہ فرض ہے اور یہ فرضیت تمام جمعوں کو شامل ہے اس سے کوئی جمعہ بھی مستثنیٰ نہیں یہ آیت اپنے اس عموم میں قطعی ہے۔ اس کے اس عموم کو اس جیسی قطعی دلیل سے ختم کیا جا سکتا ہے مگر اس سے کمزور درجہ کی کسی دلیل سے اس عموم کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا یہ عام حکم عید کے دن کا جمعہ ہو یا اس کے علاوہ سب کیلئے ہے پس عید والے دن کے جمعہ کی رخصت قران کے اس قطعی حکم کے خلاف ہے۔

دلیل۲ : عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَءُ فِيْ الْعِيْدَيْنِ وَفِيْ الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى وَهَلْ أَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ۔ قَالَ وَاِذَا اجْتَمَعَ الْعِيْدُ وَالْجُمُعَةُ فِيْ يَوْمٍ وَّاحِدٍ يَقْرَءُ بِهِمَا أَيْضًا فِيْ الصَّلٰوتَيْن (صحیح مسلم ۲۸۸/۱، کتاب الجمعہ۔ سنن نسائی ۲۳۲/۱، باب القراء ۃ فی العیدین و۲۳۵/۱، باب اجتماع العیدین۔ جامع ترمذی ۱۱۹/۱، باب القراء ۃ فی العیدین۔ سنن بیھقی ۲۰۱/۳، باب القرأۃ فی صلوۃ الجمعۃ۔ و۲۹۴/۳، باب القرأۃ فی العیدین۔ مصنف ابن ابی شیبہ ۸۱/۲، باب القراء ۃ فی العیدین، حدیث۲۔ و۹۲/۲، باب فی العیدین یجتمعان، حدیث۵۔)

”نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دونوں عیدوں میں اور جمعہ میں سبح اسم ربک الاعلی اور ہل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے اور جب عید و جمعہ ایک دن میں جمع ہو جاتے تو بھی آپ یہ دونوں سورتیں دونوں نمازوں میں پڑھتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس دن عید اور جمعہ جمع ہو جائیں تو نبی پاک ﷺ کی سنت یہ ہے کہ دونوں نمازیں پڑھی جائیں کیونکہ آپ ﷺ دونوں نمازیں پڑھتے تھے۔

دلیل ۳: أَنَّ عَلِيًّا كَانَ اِذَا اجْتَمَعَا فِيْ يَوْمٍ وَّاحِدٍ صَلّٰى فِيْ أَوَّلِ النَّهَارِ الْعِيْدَ وَصَلّٰى فِيْ آخِرِ النَّهَارِ الْجُمُعَةَ

(مصنف عبد الرزاق ۳۰۵/۳)

''محدث عبدالرزاق (جو امام بخاری ؒ کے استاد ہیں اور امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں ان سے تقریبا 120 احادیث روایت کی ہیں) اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ جب ایک دن میں عید اور جمعہ جمع ہو جاتے تو حضرت علیؓ دن کے اول حصہ میں نماز عید پڑھاتے اور دن کے آخری حصہ میں نماز جمعہ پڑھاتے۔ اس سے ثابت ہوا کہ عید و جمعہ کے ایک دن میں جمع ہونے سے جمعہ کی فرضیت' وقت اور طریقہ ادا کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں آتا ہر نماز کو اپنے اپنے وقت میں ادا کرنا ضروری ہے جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں عید اور جمعہ کے اپنے اپنے وقت میں پڑھنے کی صراحت ہے۔ حضرت علیؓ کے زمانہ میں ہزاروں صحابہ کرام اور ہزاروں اکابر تابعین موجود تھے ان میں محدثین، مفسرین، فقہاء بھی تھے۔ انھوں نے بھی حضرت علیؓ کے طریقہ کے مطابق نماز عید و نماز جمعہ پڑھی ہوگی کسی نے بھی نکتہ اعتراض نہیں اٹھایا اس لئے یہ طریقہ اس وقت کے موجود تمام صحابہؓ و تابعین حضرات کا اجماعی طریقہ سمجھا جائیگا۔

مسئلہ ۲:

جن لوگوں پر جمعہ فرض نہیں اگر وہ ایسی جگہ نماز عید آ کر پڑھیں جہاں جمعہ فرض ہے تو امام خطبہ عید کے بعد اگر مناسب سمجھے تو یہ اعلان کر دے کہ دیہاتی لوگ جن پر جمعہ فرض نہیں اگر وہ چاہیں تو جمعہ تک ٹھہر جائیں اور جمعہ پڑھ کر جائیں اور اگر جانا چاہیں تو ان کو جانے کی اجازت ہے۔ خصوصاً جبکہ عید قربانی جمعہ کے دن ہو تو اس دن خطبہ عید کے بعد قربانی کی مصروفیت کی وجہ سے اس اعلان کی ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے لیکن جن لوگوں پر جمعہ فرض ہے ان کے لئے جمعہ کا چھوڑنا ہرگز جائز نہیں اور حسب معمول جمعہ ادا کرنا ضروری اور فرض ہے۔ البتہ دیہاتی لوگ عید کے بعد جمعہ تک انتظار کرتے رہیں تو یہ بھی انکے لئے مشکل ہے اور اگر واپس جا کر دوبارہ آئیں تو اس میں بھی مشقت ہے اور اگر جمعہ کے دن عیدالاضحیٰ ہو تو

بوجہ قربانی مشقت میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے حضور ﷺ نے ایسے لوگوں کے لئے جمعہ کے اختیاری ہونے کا اعلان کیا اور خلفاء راشدین نے بھی یہ اعلان کیا۔

دلیل نمبر ۱ : فَقَالَ أَبُوْ عُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُ مَعَ عُثْمَانَ وَكَانَ ذٰلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِيْهِ عِيْدَانِ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ مِنْ أَهْلِ الْعَوَالِيْ فَيَنْتَظِرْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّرْجِعَ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهٗ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۵، باب ما یوکل من لحوم الاضاحی۔ مصنف عبد الرزاق ج ۳ ص ۳۰۵، باب اجتماع العیدین۔ مؤطا امام مالك ۱٦٥، باب الامر بالصلوة قبل الخطبة فی العیدین۔ مصنف ابن ابی شیبه ج ۲ ص ۹۱، باب فی العیدین یجتمعان حدیث ۲۔ سنن بیهقی ج۳ ص ۳۱۸، باب اجتماع العیدین۔ مؤطا امام محمد ۱۳۹، باب صلوة العیدین وامر الخطبة۔ کتاب الام للامام الشافعی ج۱ ص ۲۳۹، باب اجتماع العیدین)

''ابوعبید کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمانؓ کے پاس حاضر ہوا اور وہ جمعہ کا دن تھا پس آپؓ نے خطبہ سے پہلے نماز عید پڑھائی پھر خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! بے شک یہ ایسا دن ہے جس میں تمہارے لیے دو عیدیں جمع ہیں (یعنی عید اور جمعہ) پس اہل دیہات میں سے جس کو پسند ہو کہ وہ جمعہ کا انتظار کرے وہ انتظار میں بیٹھ جائے اور جس کو واپس لوٹ جانا پسند ہو اس کو میری طرف سے اجازت ہے۔ اس حدیث میں صراحت ہے کہ یہ اجازت اور جمعہ پڑھنے نہ پڑھنے کا اختیار صرف اہل دیہات کیلئے تھا اہل مدینہ کیلئے نہ تھا ورنہ اہل دیہات کی تخصیص بے فائدہ اور بے معنی ہو جاتی ہے۔ نیز اگر یہ اختیار اور جمعہ کی رخصت شریعت کی جانب سے سب کیلئے ہے تو حضرت عثمانؓ کا صرف اہل دیہات کو خاص کرنا خلاف شرع ہو

گا اور اگر حضرت عثمانؓ کا اہل دیہات کو اختیار دینا اہل مدینہ کو اختیار نہ دینا شریعت کے مطابق ہے اور یہی سنت نبویہ اور شریعت کا مسئلہ ہے تو غیر مقلدین کا ایسے موقع پر بلاتفریق سب مسلمانوں کیلئے جمعہ کو اختیاری بنانا اور جمعہ کی چھٹی دینا خلاف شریعت ہوگا۔ پھر بات صرف حضرت عثمانؓ کی نہیں بلکہ اس وقت کے موجود ہزاروں صحابہ کرامؓ وتابعین عظام میں سے کسی ایک نے بھی حضرت عثمانؓ پر اہل دیہات کی تخصیص کرنے پر کوئی روک ٹوک نہیں کی جس کا مطلب یہ ہوا کہ تمام صحابہؓ وتابعین اس اختیار اور جمعہ کی رخصت کو اہل دیہات کیلئے ہی مانتے ہیں۔ ورنہ اہل دیہات کی تخصیص کرنے پر وہ خاموش نہ رہتے۔

اب ایک طرف غیر مقلدین کی جماعت ہے جو ایک دن عید و جمعہ کے جمع ہونے کی صورت میں سب کیلئے جمعہ کو اختیاری بناتے ہیں حتی کہ امام کو بھی اختیار ہے کہ وہ جمعہ پڑھائے یا نہ پڑھائے بلکہ ظہر کا چھوڑ دینا بھی ان کے نزدیک اولی ہے دوسری طرف خلفاء راشدین اور جماعت صحابہؓ وتابعین حضرات ہیں جو جمعہ کا اختیاری ہونا صرف ان لوگوں کیلئے مانتے ہیں جن پر جمعہ فرض نہیں اور جن پر فرض ہے ان کیلئے اختیاری نہیں، ان پر ہر صورت میں جمعہ پڑھنا فرض ہے۔ آپ کو جن کی رفاقت اور جن کے ساتھ انجام پسند ہے اپنے لئے ان کا انتخاب کرلیں۔ لیکن اس آیت کو ضرور ذہن میں رکھیں اور وہ لوگ جو سبقت کرنے والے ہیں یعنی مہاجرین وانصار اور وہ لوگ جنھوں نے خوب ان کی تابعداری کی اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور اللہ نے ان کے لئے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ جمعہ کے دن دو عیدیں تب جمع ہوں گی جب دونوں نمازیں پڑھی جائیں اور اگر نماز عید پڑھی جائے اور جمعہ کی ہر ایک کو رخصت دیدی جائے اور جمعہ چھوڑ دیا جائے تو دو عیدیں کیسے جمع ہوئیں؟

دلیل نمبر۲: عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی الله عنه قَالَ اِجْتَمَعَ عِیْدَانِ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اِنَّهٗ قَدِ اجْتَمَعَ عِیْدُکُمْ هٰذَا وَالْجُمُعَةُ وَاِنَّا مُجَمِّعُوْنَ فَمَنْ شَاءَ أَنْ یُّجَمِّعَ فَلْیُجَمِّعْ فَلَمَّا صَلَّی الْعِیْدَ جَمَّعَ (سنن بیهقی ج۳ ص ۳۱۸، باب اجتماع العیدین۔ سنن ابی داؤد ج۱ ص ۱۵۳، باب اذا وافق یوم الجمعة یوم عید۔ مصنف عبد الرزاق ج۳ ص ۳۰۴۔ مستدرك حاكم ج۱ ص ۲۸۸، باب كيف اذا اجتمع العيد والجمعة)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں دو عیدیں جمع ہو گئیں سو آپ نے فرمایا تمہاری یہ عید اور جمعہ جمع ہو گئے ہیں اور بے شک ہم لازماً جمعہ قائم کریں گے پس جو جمعہ ادا کرنا چاہے وہ جمعہ ادا کرے۔ سو جب آپ نے نماز عید پڑھا دی تو (جمعہ کے وقت میں) جمعہ قائم فرمایا۔ اس حدیث میں اِنَّا ضمیر جمع متکلم ہے جس میں رسول اللہ ﷺ سمیت سب اہل مدینہ شامل ہیں کیونکہ اس سے کسی مدینہ والے کا استثناء نہیں کیا گیا اور پھر جملہ اسمیہ مؤکد ہے جو اس مفہوم کو ادا کرتا ہے کہ ہم سب اہل مدینہ یعنی جن پر جمعہ فرض ہے وہ تو لازماً جمعہ ادا کریں گے البتہ ان کے علاوہ وہ لوگ جن پر جمعہ واجب نہیں ان کو اختیار ہے چاہے جمعہ ادا کریں اور چاہے واپس چلے جائیں چنانچہ آپ ﷺ نے اس اعلان کے بموجب جمعہ کے وقت میں جمعہ ادا فرمایا۔ اور لازماً جمعہ ادا فرمانے کا معنی یہ ہے کہ ان پر جمعہ لازم ہے یہی روایت سنن بیہقی میں موصولا ہے اس میں اَهْلُ الْعَوَالِیْ کی قید مذکور ہے اگرچہ بقول بیہقی یہ ضعیف ہے تاہم مذکورہ بالا مفہوم کی تائید کے لئے کافی ہے۔

دلیل نمبر۳: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهٗ قَالَ قَدِ اجْتَمَعَ عِیْدَانِ فِیْ یَوْمِکُمْ هٰذَا عِیْدَانِ فَمَنْ شَاءَ أَجْزَأَهٗ مِنَ الْجُمُعَةِ وَاِنَّا مُجَمِّعُوْنَ اِنْشَاءَ اللّٰه (سنن ابن ماجه ج۱ ص۹۳)

''حضرت ابن عباسؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اس دن میں دو عیدیں جمع ہوگئی ہیں پس جو چاہے یہ عید ہی اس کے لئے جمعہ کے عوض کافی ہے لیکن ہم لازماً جمعہ ادا کریں گے انشاء اللہ''

انشاء اللہ کا لفظ بتا رہا ہے کہ آپ نے نماز عید کے بعد فوراً جمعہ ادا نہیں فرمایا تھا بلکہ نماز جمعہ کو جمعہ کے وقت میں ہی ادا فرمایا۔ اور انــا مُـجَـمِّـعُـوْن میں جمع متکلم کی ضمیر اور مُـجَـمِّـعُـوْن کا صیغہ جمع سب اہل مدینہ کو شامل ہے اس لئے عید کے بعد جمعہ پڑھنے نہ پڑھنے کا اختیار ان لوگوں کیلئے ہوگا جن پر جمعہ فرض نہیں۔ اگر چہ صیغہ جمع کا مصداق تین افراد سے پورا ہو جاتا ہے مگر عام کو اپنے عموم پر رکھنا اصل ہے اور اس میں تخصیص خلاف اصل ہے اور خلاف اصل کی بجائے اصل پر باقی رکھنا زیادہ بہتر ہے جبکہ یہ عموم مؤید بالدلائل بھی ہے اور تخصیص کا احتمال محض وہم ہے اس پر قران وحدیث سے کوئی دلیل موجود نہیں۔ علاوہ ازیں اگر تین افراد پر فرضیت باقی ہو تو وہ تین کون سے ہوں گے اس تخصیص در تخصیص کے لئے بھی دلیل کی ضرورت ہے۔ نیز جب تین افراد پر جمعہ فرض ہوا تو پھر بھی مطلقاً جمعہ کی فرضیت کو ساقط کرنا غلط ہوا۔

دلیل نمبر ٤ : حفص بن غیاث عن جعفر عن ابیہ کی سند سے نقل کرتے ہیں اِجْتَـمَـعَ عِيْدَانِ عَلٰى عَهْدِ عَلِيّ فَشَهِدَ بِهِمُ الْعِيْدَ ثُمَّ قَالَ اِنَّا مُجَمِّعُوْنَ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَّشْهَدَ فَلْيَشْهَدْ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۹۲)

''حضرت علیؓ کے زمانے میں دو عیدیں جمع ہوگئیں۔ حضرت علیؓ نے ان لوگوں کو نماز عید خود حاضر ہو کر پڑھائی پھر فرمایا ہم لازماً جمعہ ادا کریں گے سو جس کا جمعہ میں حاضر ہونیکا ارادہ ہو وہ حاضر ہو جائے۔

اس اثر میں اِنّـا مُـجَـمِّـعُوْن جمع متکلم کی ضمیر ہے جو سب اہل مدینہ کو شامل ہے لہذا

اس کے مقابل بعد والا جملہ جس میں جمعہ پڑھنے نہ پڑھنے کا اختیار دیا گیا ہے اس کا تعلق ان لوگوں کے ساتھ ہوگا اور وہی اس کے مخاطب ہوں گے جن پر جمعہ فرض نہیں۔

دلیل نمبر۵: عَبۡدُ الرَّزَاقِ عَنِ ابۡنِ جُرَيۡجٍ قَالَ أَخۡبَرَنِیۡ بَعۡضُ أَهۡلِ الۡمَدِيۡنَةِ عَنۡ غَيۡرِ وَاحِدٍ مِّنۡهُ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اِجۡتَمَعَ فِیۡ زَمَانِهٖ يَوۡمُ جُمُعَةٍ وَّيَوۡمُ فِطۡرٍ أَوۡ يَوۡمُ جُمُعَةٍ وَّأَضۡحٰی فَصَلّٰی بِالنَّاسِ الۡعِيۡدَ الۡأَوَّلَ ثُمَّ خَطَبَ فَأَذِنَ لِلۡأَنۡصَارِ فِیۡ الرُّجُوۡعِ اِلَی الۡعَوَالِیۡ وَتَرۡكِ الۡجُمُعَةِ فَلَمۡ يَزَلِ الۡأَمۡرُ عَلٰی ذٰلِكَ بَعۡدُ

(مصنف عبد الرزاق ج٣ ص ٣٠٤)

''امام بخاری کے دادا استاد محدث عبدالرزاق ابن جریج سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مجھے بعض اہل مدینہ نے اور دوسرے بے شمار اہل مدینہ سے خبر دی کہ نبی ﷺ کے زمانے میں جمعہ اور عیدالفطر یا جمعہ اور عید قربانی جمع ہوگئے پس آپ ﷺ نے لوگوں کو پہلی عید پڑھا کر خطبہ دیا پھر انصارؓ کو اپنی بستیوں کی طرف لوٹنے اور جمعہ چھوڑنے کی اجازت دی اس کے بعد ہمیشہ یہی طریقہ جاری رہا''

اس حدیث میں پوری وضاحت ہے کہ نبی ﷺ نے عید پڑھانے کے بعد دیہات سے آئے ہوئے انصارؓ کو واپس جانے اور جمعہ چھوڑنے کی اجازت دی جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اجازت صرف ان لوگوں کیلئے ہے جن پر جمعہ فرض نہیں نہ کہ ان لوگوں کیلئے جن پر جمعہ فرض ہے اور اس بات کے راوی بے شمار صحابہ کرامؓ ہیں اس حدیث میں یہ بھی وضاحت ہے کہ آپ کے اس اعلان کے بعد ہمیشہ یہی طریقہ جاری رہا کہ جب بھی عید اور جمعہ جمع ہو جاتے تو عید کے بعد اہل دیہات یعنی جن لوگوں پر جمعہ فرض نہیں ان کو جمعہ پڑھنے اور نہ پڑھنے کا اختیار دے دیا جاتا ہے اور اہل دیہات کو اختیار دینا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ عید و جمعہ جمع ہونیکی صورت میں عید ادا کرنے کے باوجود مدینہ میں جمعہ ضرور پڑھا جاتا تھا اور نہ اہل

دیہات کو جمعہ پڑھنے نہ پڑھنے کے اختیار دینے کا کیا مطلب؟لہذا دیہاتیوں کواختیار دیناہی تقاضا کرتا ہے کہ اہل شہر پر جمعہ قائم کرنا فرض ہے تا کہ اگر وہ جمعہ میں شامل ہونا چاہیں تو شامل ہوسکیں اور اگر جمعہ کی فرضیت بالکل ساقط ہوجائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر جمعہ کوئی بھی نہ پڑھے تو جائز ہے اب سوال یہ ہے کہ اندریں حالت جمعہ پڑھنے والی شق کو کیوں ذکر کیا گیا؟ یعنی آپ نے کیوں فرمایا کہ جو چاہے جمعہ ہمارے ساتھ پڑھ کر جائے اور اگر یہ کہا جائے کہ چندافراد پر جمعہ کی فرضیت کا باقی رہنا ضروری ہے تا کہ جمعہ پڑھنے والی شق پر عمل ہو سکے تو یہ حدیث عام نہ رہی بلکہ **عام مخصوص منه البعض** بن گئی اور حنفی حضرات بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ حدیث عام نہیں بلکہ اہل عوالی اور جن پر جمعہ فرض نہیں ان کے ساتھ خاص ہے۔فرق یہ ہے کہ حنفیوں نے جو تخصیص کی ہے اس پر دوسری احادیث دلیل ہیں یعنی وہ احادیث جن میں اہل عوالی کی قید ہے جبکہ غیر مقلدین نے جو تخصیص کی ہے وہ بلا دلیل ہے۔اب فیصلہ کر لیں کون ہے عقل ورائے کا پیروکار اور کون ہے حدیث کا پیروکار؟

دلیل نمبر٦: عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ اِجْتَمَعَ عِيْدَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّجْلِسَ مِنْ أَهْلِ الْعَالِيَةِ فَلْيَجْلِسْ فِيْ غَيْرِ حَرَجٍ (كتاب الام للشافعي ج١ ص ٢٣٩۔ سنن بيهقي ج٣ ص ٣١٨)

’’حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دوعیدیں (عید و جمعہ) جمع ہوگئیں سو آپ نے فرمایا اہل دیہات میں سے جو بغیر تکلیف کے بیٹھنا چاہے وہ بیٹھ جائے (اور جو جانا چاہے وہ چلا جائے)‘‘

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی یہ حدیث مرسل تابعی ہے جب تابعی صحابی کا واسطہ چھوڑ کر نبی پاک ﷺ کی طرف نسبت کر کے حدیث بیان کرے ایسی حدیث کو مرسل تابعی کہا جاتا ہے۔اور جمہور کے نزدیک بالخصوص حنفیہ کے نزدیک ایسی حدیث حجت ہے خصوصاً

جب تابعی نہایت ثقہ ہوتو اس کے حجت ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا کیونکہ نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بولنا بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ متقی عادل خلیفہ جو دنیوی امور میں ذرابرابر خیانت نہیں کرتا، جھوٹ نہیں بولتا، کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بول دے اور دین میں خیانت کرلے پس یقیناً یہ حدیث صحیح اور حق ہے۔اور ان کو اس کے صحیح وحق ہونے کا اتنا یقین ہے کہ وہ صحابی کے نام ذکر کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے اس یقین واعتماد کی بناء پر وہ صحابی پر ذمہ داری ڈالنے کی بجائے خود اپنے اوپر ذمہ داری لے رہے ہیں ہاں اگر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کوئی اور مشکوک آدمی ہوتا جو ورع وتقوی، دیانت وامانت، صدق وصفا، ضبط وعدالت، اخلاق ومروت کی صفات عالیہ سے عاری ہوتا یا کم ازکم ان صفات میں کمزور ہوتا تو پھر بھی شک وشبہ کی گنجائش ہوسکتی تھی لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تو ان صفات عالیہ میں بہت اونچا مقام رکھتے ہیں اس لئے ان کی بیان کردہ مرسل حدیث، حدیث موصول کی طرح حجت ہے اور حدیث موصول کے حکم میں ہے اسی لئے حنفیہ کا سنہری اصول ہے کہ ثقہ تابعی کی مرسل روایت حجت ہے آپ دیکھ لیں اس حدیث میں نبی پاک ﷺ نے اہل عالیہ'' کو اختیار دیا ہے اور اہل عالیہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو مدینہ سے تقریبا تین میل سے لیکر آٹھ میل دور تک رہنے والے دیہاتی باشندے ہیں جن پر جمعہ فرض نہ تھا۔(عمدۃ القاری ۱۶۱/۲۱)

دلیل نمبر۷ : ان احادیث میں عیدان کا لفظ آیا ہے کہ جمعہ کے دن میں دو عیدیں جمع ہوئیں۔ یہ دوعیدیں تبھی بنتی ہیں کہ نماز عید کی طرح نماز جمعہ بھی پڑھی جائے اور اگر نماز جمعہ نہ پڑھی جائے تو دوعیدیں کیسے جمع ہوئیں؟ اور دوعیدوں کے جمع ہونے کا کیا مطلب؟

دلیل نمبر ۸: نماز عید مستقل واجب ہے اور نماز جمعہ مستقل واجب ہے عبادت ہونے کے اعتبار سے دونوں مستقل حیثیت رکھتے ہیں تو ایک کی وجہ سے دوسرے کو

ساقط نہیں کیا جا سکتا۔ خصوصا جبکہ دونوں کا وقت ہی جدا جدا ہے۔

دلیل نمبر۹ : نماز عید کا شرعی حکم نماز جمعہ کے مقابلہ میں کم درجہ کا ہے یعنی نماز عید سنت یا واجب ہے حالانکہ جمعہ بالاتفاق فرض ہے اور کمزور درجہ کے حکم کی وجہ سے اس سے قوی حکم کا ساقط ہو جانا بعید از عقل ہے لوہے سے لکڑی کو تو کاٹا جا سکتا ہے مگر لکڑی سے لوہے کو نہیں کاٹا جا سکتا لیکن غیر مقلدین حضرات ہیں جو لکڑی سے لوہے کو اور کپڑے سے قینچی کو کاٹتے ہیں۔

دلیل نمبر۱۰: نماز عید خبر واحد سے ثابت ہے جو ظنی دلیل ہے جبکہ جمعہ قرآن کی قطعی دلیل سے ثابت ہے لہذا خبر واحد کی وجہ سے قرآن کے قطعی حکم کو ترک نہیں کیا جائیگا۔

محدثین وفقہاء حضرات کی تحقیق:

(1)...... وَاِنَّمَا رَخَّصَ عُثْمَانُ فِیْ الْجُمُعَةِ لِأَهْلِ الْعَالِيَةِ لِأَنَّهُمْ لَيْسُوْا مِنْ أَهْلِ الْمِصْرِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِیْ حَنِيْفَةَ (مؤطا امام محمد ١٤٠) حضرت عثمانؓ نے نماز جمعہ کی دیہات والوں کو رخصت دی تھی کیونکہ وہ اہل شہر نہیں تھے (یعنی ان پر جمعہ فرض نہیں تھا)

(2)......اِنَّمَا كَانُوْا يَأْتُوْنَ الْعِيْدَ وَالْجُمُعَةَ مِنْ مَوَاضِعَ لَا يَجِبُ عَلَيْهِمُ الْمَجِیْءُ فَأَخْبَرَ بِمَا لَهُمْ فِیْ ذَالِكَ (عمدة القاری ج۲۱ ص ١٦١) یعنی جن لوگوں کو اختیار دیا گیا یہ صرف وہ لوگ تھے جو ایسی جگہوں سے عید و جمعہ کے لئے آئے تھے کہ ان پر آنا واجب نہ تھا۔ سو آپ نے ان کو ان کے اصل حکم سے آگاہ کیا

(3)...... جامع صغیر میں امام محمد ؒ نے فرمایا تھا کہ جب عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہو جائیں تو اول سنت دوسرا فرض ہے۔ یہ بھی فرمایا وَلَا يُتْرَكُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا۔ ان دونوں میں سے کوئی بھی چھوڑا نہ جائیگا۔ چونکہ امام محمد ؒ نے نماز عید کے لئے سنت کا لفظ استعمال فرمایا تھا حالانکہ نماز عید واجب ہے اس لئے علامہ زیلعی ؒ نے اس مقام میں لفظ سنت کی وضاحت

کرتے ہوئے فرمایا کہ سنت سے مراد یہ ہے کہ نماز عید کا وجوب ثابت بالسنۃ ہے اور اس کا قرینہ بعد کا جملہ ''ولایترک واحد منہما ہے'' (تبیین الحقائق ج ا ص ۲۲۴)

(4)...... قَالَ الشَّافِعِیُّ وَإِذَا کَانَ یَوْمُ الْفِطْرِ یَوْمُ الْجُمُعَةِ الخ...... امام شافعی عِشِیْد فرمایا جب عید الفطر کا دن جمعہ کا دن ہو تو امام نماز عید کے وقت میں نماز عید پڑھائے۔ ثُمَّ أَذِنَ لِمَنْ حَضَرَهٗ مِنْ غَيْرِ أَهْلِ الْمِصْرِ فِيْ أَنْ يَّنْصَرِفُوْا اِنْ شَاءُوْا اِلٰى أَهْلِيْهِمْ الخ یعنی نماز عید کے بعد پھر جو لوگ غیر شہری (دیہاتی) نماز عید کیلئے حاضر ہوئے ہیں ان کو اجازت دے دے کہ اگر وہ چاہیں تو اپنے گھروں کو لوٹ جائیں اور دوبارہ جمعہ کیلئے نہ آئیں اور یہ بھی ان کو اختیار ہے کہ وہ جمعہ تک ٹھہرے رہیں یا گھر جا کر پھر جمعہ ادا کرنے کیلئے واپس آئیں اور اگر نہ بھی آئیں تو بھی کوئی حرج نہیں (کتاب الام ج ا ص ۲۳۹)

(5)...... قَالَ الشَّافِعِيُّ وَلَا يَجُوْزُ هٰذَا لِأَحَدٍ مِنْ أَهْلِ الْمِصْرِ أَنْ يَّدَعُوْا أَنْ يُّجَمِّعُوْا إِلَّا مِنْ عُذْرٍ يَجُوْزُ لَهُمْ تَرْكُ الْجُمُعَةِ وَإِنْ كَانَ يَوْمُ الْعِيْدِ (کتاب الام ج ۱ ص ۲۳۹) امام شافعی عِشِیْد فرمایا اگرچہ عید کا دن ہو تب بھی اہل شہر میں سے کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ جمعہ کو چھوڑے ہاں مگر کسی ایسے عذر سے جس کی وجہ سے جمعہ کا ترک جائز ہو۔

(مثلاً بیماری، سفر وغیرہ)

(6)...... قَالَ الشَّافِعِيُّ وَهٰكَذَا إِنْ كَانَ يَوْمُ الْأَضْحٰى لَا يَخْتَلِفُ إِذَا كَانَ بِبَلَدٍ يُجَمَّعُ فِيْهِ الْجُمُعَةُ وَيُصَلَّى الْعِيْدُ(ایضاً) امام شافعی عِشِیْد فرمایا اسی طرح اگر عید الاضحیٰ اور جمعہ کا دن ایک ہو تو شہر میں جمعہ بھی ادا کیا جائے اور نماز عید بھی پڑھی جائے۔

(7)...... حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ فرماتے ہیں وَأَيْضًا فَظَاهِرُ الْحَدِيْثِ فِيْ كَوْنِهِمْ مِنْ أَهْلِ الْعَوَالِيْ أَنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا مِمَّنْ تَجِبُ عَلَيْهِمُ الْجُمُعَةُ لِبُعْدِ مَنَازِلِهِمْ عَنِ الْمَسْجِدِ (فتح الباری شرح صحیح البخاری ج۱۵ ص۲۲) حدیث کے ظاہری

الفاظ ''مِنْ أَهْلِ الْعَوَالِيْ'' سے پتہ چل رہا ہے کہ ان لوگوں پر جمعہ واجب نہ تھا کیونکہ ان کے گھر مسجد سے دور تھے۔

(8)...... بخاری کے شارح علامہ قسطلانی فرماتے ہیں نَعَمْ يَحْتَمِلُ أَنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا مِمَّنْ تَجِبُ عَلَيْهِمُ الْجُمُعَةُ لِبُعْدِ مَنَازِلِهِمْ عَنِ الْجُمُعَةِ (ارشاد الساری شرح صحیح البخاری ج۸ ص ۳۱۰) ہاں احتمال ہے کہ (حضرت عثمانؓ نے جن کو جمعہ چھوڑنے کی اجازت دی) یہ لوگ ان میں سے نہ تھے جن پر جمعہ واجب ہوتا ہے کیونکہ ان کے گھر وجوب جمعہ کے مواضع سے دور تھے۔

(9)...... وَفِي الْمِعْرَاجِ قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ سُقُوْطُ الْجُمُعَةِ بِالْعِيْدِ مَهْجُوْرٌ وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّ ذَالِكَ فِيْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ وَمَنْ لَّا تَجِبُ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ (معارف السنن ج٤ ص ٤٣٢) المعراج میں ہے ابن عبدالبر نے کہا ہے جمعہ کا عید کی وجہ سے ساقط ہونا متروک ہے اور حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ جمعہ کا ساقط ہونا اہل دیہات اور ان لوگوں کے بارہ میں ہے جن پر جمعہ واجب نہیں

(10)...... **وَقَالَ أَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ تَجِبُ الْجُمُعَةُ لِعُمُوْمِ الْآيَةِ وَالْأَخْبَارِ الدَّالَّةِ** عَلٰى وُجُوْبِهَا وَلِأَنَّهُمَا صَلَاتَانِ وَاجِبَتَانِ فَلَمْ يَسْقُطْ أَحَدُهُمَا بِالْآخَرِ (المغنی لابن قدامه حنبلی ج٢ ص٢١٢) اکثر فقہاء نے کہا جمعہ واجب ہے آیت جمعہ کے عموم کی وجہ سے اور ان احادیث کے عموم کی وجہ سے جو وجوب جمعہ پر دلالت کرتی ہیں اور اس لئے کہ یہ دونوں نمازیں واجب ہیں پس ان میں ایک دوسری نماز کی وجہ سے ساقط نہ ہوگی۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب فرماتے ہیں کہ اگر چہ بعض شارحین حدیث نے سقوط جمعہ کی نسبت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کی ہے لیکن مجھے فقہ حنبلی کی کتب میں امام احمد کا یہ قول نہیں ملا (اوجز المسالک ج۳ ص۳۴۴)

(11)...... فقہ مالکی کی کتاب الشرح الکبیر میں ہے وہ اعذار جن کی وجہ سے جمعہ اور عید کا چھوڑنا جائز نہیں جمعہ وعید کا جمع ہونا ہے اگرچہ امام جمعہ چھوڑنے کی اجازت کیوں نہ دے دے کیونکہ امام کو اس بات کا حق نہیں (بحوالہ اوجز المسالک ج ۳ ص ۳۴۳)

(12)...... **قَالَ الطَّحَاوِی فِیْ مُشْکِلِهٖ أَنَّ الْمُرَادَ بِالرُّخْصَةِ فِیْ تَرْكِ الْجُمُعَةِ الـــــخ** امام طحاوی ؒ اپنی کتاب مشکل الآثار میں فرمایا ہے کہ جن لوگوں کو ترک جمعہ کی رخصت دی گئی ہے ان سے مراد دیہاتی لوگ ہیں جن کے گھر مدینہ سے دور ہیں یعنی وہ لوگ جن پر جمعہ واجب نہیں کیونکہ وہ غیر شہری ہیں اور جمعہ صرف شہر والوں پر واجب ہوتا ہے (بحوالہ اوجز المسالک ج ۳ ص ۳۴۴)

(13)...... جب عید کا دن اور جمعہ کا دن ایک ہو اور اہل دیہات نماز عید کیلئے حاضر ہوں اور نماز پڑھنے کے بعد واپس جانے کی صورت میں ان کا جمعہ فوت ہو تو ایسے لوگوں کیلئے جائز ہے کہ وہ لوٹ جائیں اور جمعہ چھوڑ دیں (اتحاف السادۃ ج ۳ ص ۴۱۱)

غیر مقلدین کی مردہ سنت:

(۱) آپ حضرات نبی پاک ﷺ اور خلفاء راشدین، ائمہ اربعہ اور محدثین وفقہاء کی سنت شرعیہ اور سنت نبویہ کتاب وسنت کی روشنی میں معلوم کر چکے ہیں کہ جب عید وجمعہ ایک دن میں جمع ہو جائیں تو نماز عید کے بعد جن پر جمعہ واجب نہیں ان کو اختیار ہے کہ جمعہ پڑھیں یا نہ پڑھیں لیکن جن پر جمعہ واجب ہے وہ لازماً پڑھیں گے ان سے فرضیت ساقط نہیں ہوتی۔ لگا تار اسی پر عمل ہوتا آ رہا ہے۔ نبی پاک ﷺ کی اس زندہ سنت کے مقابلے میں غیر مقلدین کی مردہ سنت جس کو وہ زندہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ان کی معتبر کتب کے حوالہ جات سے ملاحظہ فرمائیں۔

(۲)...... غیر مقلد نواب نور الحسن خان لکھتے ہیں۔ ''وچوں جمعہ وعید فراہم آیند در یک روز

جمعہ رخصت باشد وظاہر آں است کہ ایں رخصت وعام است از برائے امام وسائر مردم“
(عرف الجادی ۴۳) اور جب جمعہ اور عید ایک ہی دن میں جمع ہو جائیں تو جمعہ کی چھٹی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ چھٹی امام اور تمام لوگوں کیلئے ہے۔

(۳)...... غیر مقلدین کے مایہ ناز محدث شیخ الکل فی الکل سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی کا مصدقہ فتوی ہے۔”جب عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہو جاویں تو اس دن اختیار ہے جس کا جی چاہے جمعہ پڑھے اور جس کا جی نہ چاہے نہ پڑھے۔ اور ایسے دنوں میں جو نماز جمعہ ادا نہیں کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ایک مردہ سنت کو زندہ کرتا ہوں سو اس کا یہ کہنا اچھا ہے“

(فتاوی نذیریہ ج ا ص ۵۷۳، کتاب الجمعۃ)

غیر مقلدین کے مایہ ناز محدث اور صحاح ستہ کے اردو مترجم علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں

” وَالْـجُمُعَةُ فِیْ یَوْمِ الْعِیْدِ رُخْصَةٌ مُطْلَقًا لِأَهْلِ الْبَلَدِ وَغَیْرِهِمْ فَـاِنْ شَـاءَ صَـلَّى الْعِیْدَ وَالْجُمُعَةَ كِلَیْهِمَا وَاِنْ شَاءَ صَلَّى الْعِیْدَ فَـقَـطْ وَلَـمْ یُصَلِّ الْجُمُعَةَ وَفِیْ سُقُوْطِ الظُّهْرِ خِلَافٌ وَالْحَقُّ جَوَازُ التَّرْكِ أَیْضاً “(نزل الابرار ج١ ص١٥٥)

عید کے دن میں جمعہ کی بالکل چھٹی ہے اہل شہر اور غیر اہل شہر سب کیلئے۔ پس اگر کوئی چاہے تو عید و جمعہ دونوں پڑھے اور اگر چاہے تو فقط عید پڑھے اور جمعہ نہ پڑھے اور ظہر کے ساقط ہونے میں اختلاف ہے لیکن حق بات یہ ہے کہ ظہر کا چھوڑنا بھی جائز ہے۔

(یعنی نہ جمعہ پڑھے نہ ظہر)

(۴)......نواب صدیق حسن خان کے استاد علامہ شوکانی لکھتے ہیں

” فِیْـهِ أَنَّ صَـلٰـوةَ الْجُمُعَةِ فِیْ یَوْمِ الْعِیْدِ یَجُوْزُ تَرْكُهَا وَظَاهِرُ الْـحَـدِیْثَیْـنِ عَـدْمُ الْـفَـرْقِ بَیْنَ مَنْ صَلَّى الْعِیْدَ وَمَنْ لَّمْ یُصَلِّ

وَبَيْنَ الْإِمَامِ وَغَيْرِهِ لِأَنَّ قَوْلَهُ مَنْ شَاءَ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الرُّخْصَةَ تَعُمُّ كُلَّ وَاحِدٍ "(نیل الاوطار ج۳ ص ۳۰۰)

یعنی نماز جمعہ کا عید کے دن چھوڑنا جائز ہے اور دونوں حدیثوں کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز جمعہ کی رخصت میں کوئی فرق نہیں نماز عید پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو، امام ہو یا غیر امام ہو کیونکہ '' مَنْ شَاءَ ' کا لفظ دلالت کرتا کہ جمعہ کی رخصت ہر ایک کو شامل ہے۔

دھوکہ نمبر ۱ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں غیر مقلدین جو عوام الناس کو دھوکے دیتے ہیں ان کی حقیقت بھی واضح کی جائے۔ ان کا پہلا دھوکہ یہ ہے کہ حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے نماز عید پڑھا کر جمعہ کی رخصت دیتے ہوئے فرمایا'' مَنْ شَاءَ اَنْ يُّصَلِّيَ فَلْيُصَلِّ ''جو نماز جمعہ پڑھنا چاہے وہ پڑھ لے اس میں '' من شاء '' عام ہے سب کو شامل ہے لہذا بلا تفریق رخصت سب کیلئے ہے۔

جواب نمبر(۱)......اولاً عرض یہ ہے کہ اس کی سند میں ایاس بن ابی رملہ شامی راوی ہے جو مجہول ہے۔ ابن المنذر کہتے ہیں زید بن ارقم کی حدیث ثابت نہیں کیونکہ ایاس مجہول ہے **کذا فی المیزان فی ترجمۃ ایاس**۔ اسی طرح خلاصہ اور تقریب میں مجہول لکھا ہے۔ نیز علامہ شوکانی فرماتے ہیں وَفِيْ اِسْنَادِهٖ اِيَاسُ بْنُ رَمْلَةَ وَهُوَ مَجْهُوْلٌ "(نیل الاوطار ج۳ص۳۰۰) اگرچہ بعض نے اس کا ایک شاگرد بتایا ہے لیکن اس سے جہالت دور نہیں ہوتی۔ اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ بھی التلخیص ج۱ص۱۴۶ میں مجہول لکھا ہے۔

جواب نمبر(۲)...... ثانیاً مذکورہ بالا دلائل کی وجہ سے من شاء سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر جمعہ فرض نہیں۔ نیز جمعہ کے اختیاری ہونے کی صورت میں جمعہ پڑھنے والی شق پر عمل تبھی ہوسکتا ہے کہ جمعہ کی فرضیت باقی ہو اور جمعہ قائم کیا جائے۔

جواب نمبر (۳)......ثالثاً ''مَنْ''، ضروری نہیں کہ عموم کیلئے ہو جیسے قرآن کریم میں ہے أَمَّنْ خَلَقَ۔ أَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ۔ أَمَّنْ يَّبْدَءُ الْخَلْقَ۔اوران جیسی دوسری آیات میں صرف اللہ تعالیٰ کی ذات مراد ہے۔

دھوکہ نمبر ۲ : حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو چاہے نماز عیداس کے لیے جمعہ کے عوض کافی ہے اور ہم لازماً جمعہ پڑھیں گے

جواب نمبر (۱)...... اولاً عرض یہ ہے کہ یہ حدیث انتہائی ضعیف ہے اس کی سند میں بقیہ بن ولید راوی ہے اس کے متعلق ابن حبان فرماتے ہیں لا یحتج بہ اور ابو مسہر فرماتے ہیں ''أَحَادِيْثُ بَقِيَّةَ غَيْرُ نَقِيَّةٍ فَكُنْ مِنْهَا تَقِيَّةً'' یعنی بقیہ کی احادیث ضعف سے خالی نہیں پس ان سے بچ کے رہ۔ نیز بقیہ مدلس راوی ہے (اتحاف السادۃ ج ۳ ص ۴۰۹) اور علامہ شوکانی فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا صحیح یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے اور غیر مقلدین کے نزدیک تدلیس اور ارسال میں سے ہر ایک موجب ضعف ہے۔ جبکہ اس حدیث میں دونوں وجہیں جمع ہیں تو ان کے نزدیک اس میں ڈبل ضعف ہوا۔

جواب نمبر (۲)...... ثانیاً ''اِنَّا مُجَمِّعُوْن'' قرینہ ہے کہ یہ اختیار اہل مدینہ کیلئے نہیں تھا بلکہ اہل عوالی کیلئے تھا جن پر جمعہ فرض ہی نہ تھا۔

دھوکہ نمبر۳: حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے نماز عید پڑھائی جمعہ نہ پڑھایا۔حضرت ابن عباسؓ نے یہ سن کر فرمایا اس نے سنت پر عمل کیا ہے۔

جواب نمبر (۱)...... اولاً جواب یہ ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک صحابہ کرامؓ کی موقوف احادیث حجت نہیں۔ عرف الجادی ص ۱۰۱ میں ہے'' دراصول متقرر شدہ کہ قول صحابی حجت نیست''۔ یعنی طے شدہ، پکا اصول ہے کہ صحابی کا قول حجت نہیں (وص ۳۸۔

الروضۃ الندیۃ ج اص ۷۷، ۲۵۴، وج ۲ ص ۲۹۔ بدور الاہلہ ۳۹، ۱۲۹، ۱۳۹، ۹۴، ۹۵، ۲۸)

نیز غیر مقلدین کے نزدیک فہم صحابی حجت نہیں (شمع محمدی قدیم ص ۹، وجدید ص ۱۹)

جواب نمبر (۲)...... ثانیاً حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ زمانہ نبوت میں بچے تھے پس ممکن ہے کہ جب نبی ﷺ کی جانب سے اعلان کیا گیا کہ تم میں سے جو چاہے نماز جمعہ پڑھے اور جو چاہے لوٹ جائے یہ خطاب صرف اہل دیہات کیلئے تھا لیکن یہ دونوں حضرات اس کی پوری مراد نہ سمجھ سکے اور اس کو ہر ایک کیلئے سمجھ لیا تو اسی اپنی بچپن والی سماعت وفہم کے مطابق حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے عمل کیا اور عبداللہ بن عباسؓ نے تصدیق کی اور فرمایا اصاب السنۃ اس سے مراد یہ ہے کہ نبی ﷺ کی جانب سے جو اعلان ہوا تھا یہ عمل اس کے مطابق ہے حالانکہ وہ اعلان اہل دیہات کے لئے تھا جبکہ ان ہر دو حضرات نے بچپن کی وجہ سے اس کو عام سمجھ لیا تھا اور اب تک وہی بات ان کے ذہن میں تھی۔

جواب نمبر (۳)...... ثالثاً حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہ اثر متضاد ہے۔ ابوداؤد میں دوسندوں کے ساتھ اس اثر کو نقل کیا گیا ہے ایک میں ہے کہ حضرت ابن زبیرؓ نے دن کے اول حصہ میں نماز عید پڑھائی پھر ہم جمعہ کے لئے گئے تو وہ جمعہ کے لئے تشریف نہ لائے بالآخر ہم نے ظہر کی نماز فرداً فرداً پڑھ لی دوسرے میں ہے کہ حضرت ابن زبیرؓ نے دونوں نمازیں دن کے شروع میں اکٹھی پڑھا دیں اور جب متضاد مرفوع حدیث دلیل نہیں بن سکتی تو فرضیت جمعہ کے مضبوط ترین دلائل کے مقابلہ میں ایک متضاد اثر کیسے دلیل بن سکتا ہے۔

جواب نمبر (۴)...... رابعاً غیر مقلدین کا اصول ہے کہ کتاب وسنت کے مقابلہ میں بڑے سے بڑے صحابی کا قول بھی مردود ہوگا چنانچہ غیر مقلد مولوی عبدالرحمٰن صحیح ایمان

کی علامت یہ لکھتا ہے کہ ''خدا اور رسول ﷺ کے فرمان کے خلاف خواہ کسی جلیل القدر صحابی کی بات بھی ہو اس کو بھی رد کر دیا جائے'' (میں اہل حدیث کیوں ہوا ص۲۰) اور غیر مقلد مولوی محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں۔ ''دوستو! اگر اس پر اصرار ہے کہ نہیں حضرت عمرؓ نے یہ فتوی (کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی ہیں) ابدالآباد کے لئے شرعی طور پر حکم دیا ہے تو ہم کہتے ہیں پھر آپ اور ہم اسے کیوں مانیں؟ ہم فاروقی تو نہیں محمدی ہیں ہم نے ان کا کلمہ تو نہیں پڑھا بلکہ آنحضرت ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے'' (نکاح محمدی ۹۰، فتاوی ثنائیہ ج۲ ص۲۵۲) لیکن جمعہ ساقط کرنے کے مسئلہ میں کتاب وسنت کو چھوڑ کر حضرت ابن زبیرؓ کے موقوف متضاد اثر پر اصرار کیوں ہے؟ اس کو سوائے ضد کے کوئی اور عنوان بھی دیا جا سکتا ہے؟

مشترکہ جواب نمبر 1۔ علاوہ ازیں اگر ان روایات کو عام رکھا جائے اور اس عموم کی وجہ سے سب کو جمعہ کی چھٹی دے دی جائے تو ان کا عموم قرآن کے عموم سے ٹکراتا ہے کیونکہ یَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ الخ کا عموم تقاضا کرتا ہے کہ سب جمعے فرض ہیں کوئی جمعہ بھی اس فرضیت سے مستثنی نہیں اور ضعیف احادیث یا آثار موقوفہ کی وجہ سے اس قطعی عموم کو ختم نہیں کیا جا سکتا لہذا قرآن کے قطعی عموم میں تاویلیں کرنے کی بجائے ان احادیث ضعیفہ اور آثار موقوفہ میں تاویل کر لینا بہتر ہے۔

مشترکہ جواب نمبر 2۔ نیز غیر مقلدین کے موقف کے مطابق احادیث میں تضاد پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ **اهل العوالی، اهل العالیه، انا مجمعون** سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم ان لوگوں کے لئے تھا جن پر جمعہ فرض نہ تھا اور جب غیر مقلدین کی پیش کردہ احادیث کو عام رکھا جائے تو دونوں قسم کی حدیثوں میں تضاد پیدا ہو جاتا ہے جبکہ جمہور امت کے موقف کے مطابق تضاد کی بجائے ان احادیث میں توافق پیدا ہو جاتا ہے پس جن حدیثوں میں اہل

دیہات کیلئے جمعہ کے اختیاری ہونے کی صراحت ہے ان کے قرینہ سے عام الفاظ والی احادیث میں بھی تخصیص کی جائے اور ان کو عام نہ رکھا جائے بلکہ ان کا مصداق ان لوگوں کو بنایا جائے جن پر جمعہ فرض نہیں تو سب احادیث میں موافقت ہو جاتی ہے۔

مشترکہ جواب نمبر 3۔ یہ بات بھی غور طلب ہے کہ غیر مقلدین کی پیش کردہ روایات میں معنوی اعتبار سے کافی ابہام ہے کہ جمعہ چھوڑنے کے بعد نماز ظہر پڑھیں گے یا نہیں؟ جمعہ چھوڑنا امام کیلئے جائز ہے یا نہیں؟ سب مقتدیوں کیلئے جمعہ چھوڑنا جائز ہے یا کچھ مقتدیوں پر ادا کرنا ضروری ہے کیونکہ ''اِنَّا مُجَمِّعُوْن'' جمع کا صیغہ ہے جس کا تقاضا ہے کہ سب مقتدیوں پر یا کم از کم تین مقتدیوں پر جمعہ فرض ہے۔

نیز یہ بات بھی وضاحت طلب ہے کہ نماز عید پڑھنے والوں کے لئے رخصت ہے یا کوئی نماز عید نہ پڑھے تب بھی اس کیلئے رخصت ہے۔اس لئے ان سب امور میں قائلین رخصت کے درمیان اختلاف ہے پس بہتر یہ ہے کہ صحیح، محکم، مفصل، موافق قرآن، اوفق بعمل الصحابہ والخلفاء الراشدین، احادیث کو اصل قرار دے کر مبہم وضعیف احادیث میں تاویل کر کے ان کو اول قسم کی احادیث کے ساتھ جوڑا جائے اور قاعدہ بھی یہی ہے کہ مبہم کو مفصل پر، محتمل کو محکم پر، ضعیف کو قوی پر محمول کیا جاتا ہے۔

ترکِ جمعہ پر وعید:

نبی پاک ﷺ نے جمعہ چھوڑنے والوں کے بارہ میں ارشاد فرمایا میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں نماز پڑھانے کا کسی اور کو حکم دوں پھر میں خود جمعہ چھوڑنے والے لوگوں پر ان کے گھروں کو جلا دوں (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۶۲)

انعامی چیلنج:

ہم غیر مقلدین کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کوئی ایسی صحیح مرفوع متصل غیر معارض حدیث پیش کریں جس میں یہ صراحت ہو کہ عید و جمعہ جمع ہونے کی صورت میں جمعہ کے ترک کا جواز ان لوگوں کیلئے بھی ہے جن پر جمعہ فرض ہے اوران لوگوں کیلئے بھی ہے جن پر جمعہ فرض نہیں۔ اگر وہ ایسی مفصل صحیح مرفوع متصل غیر معارض حدیث پیش کر دیں تو ہم ان کو ان کے مذہب کے مطابق ان کی مرغوب فیہ غذا یعنی کپورے، آلہ.....وغیرہ جن کو حنفی حرام سمجھتے ہیں لیکن غیر مقلدین بلا کراہت حلال مانتے ہیں (فتاوی نذیریہ ج۳ ص۳۲۰، ۳۲۱) کھلائیں گے اور کھلا کر غیر مقلدین کی اس مردہ سنت کو زندہ کرنے میں ان کا تعاون کریں گے اوران کو سچا اہل حدیث بھی تسلیم کرلیں گے۔

اللہ کی رحمت، دن ایک عیدیں دو — غیر مقلدو قوم ہے بے خبر، دھوکہ نہ دو

یہ ہیں کذاب و دجال، دیکھ تو صحیح مسلم کو — لاتے ہیں حدیثیں وہ خبر نہ جن کی آباء کو

پیغمبر دو جہاں فرما گئے اہل ایماں کو — قریب آنے نہ دو اس ٹولہ شیطاں کو

گر ہوگا تو، اے مسلماں! قریب ان کے — چھین لیں گے تجھ سے وہ دین و ایماں کو

جو ہوگا ان کے قریب، ہوگا حق سے بعید — کریگا خوش شیطاں کو۔ ناراض رحمٰں کو

غیر مقلدین کے مسائل عید:

(1)......عید کے روز غسل کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں (عرف الجادی ص ۴۶، بدور الاہلہ ص ۳۲) سوال یہ ہے کہ جو غیر مقلدین عید کے روز غسل کرتے ہیں بالخصوص وہ غیر مقلدین جو عید کے دن غسل کو مستحب سمجھتے ہیں وہ بدعتی ہیں یا نہیں؟ ان پر بدعتی ہونے کا فتویٰ غیر مقلدین نے اب تک کیوں نہیں لگایا؟

(2)......اگر کسی جگہ اکیلا آدمی ہو تو وہ بھی نماز عید پڑھ سکتا ہے (عرف الجادی ص ۲۴۲) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری زندگی میں اکیلے نماز عید پڑھی ہے؟ یا خلفاء راشدین میں سے کسی خلیفہ راشد نے اکیلے نماز عید پڑھی ہے؟ یا ایسا کرنے کا حکم دیا ہے اگر جواب نفی میں ہے تو غیر مقلدین کا یہ فتویٰ بدعت کے زمرے میں آتا ہے یا نہیں؟ جبکہ اس کا قرآن وحدیث سے کوئی ثبوت بھی نہیں ہے۔

(3)......اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز عید باجماعت پڑھتے تھے پھر بھی اگر تنہا تنہا پڑھی جائے تو صحیح ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا باجماعت پڑھنا کوئی حجت نہیں ہے (بدور الاہلہ ص ۷۸) کیا غیر مقلدین اس فتویٰ سے منکرین حدیث اور بدعتی ہوئے ہیں یا نہیں؟ تعجب ہے کہ حنفی اگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی جزوی فعل کو ادا نہ کریں تو تارک سنت بن جائیں لیکن غیر مقلدین آپ کے دائمی عمل کو ترک کریں اور اس کے برخلاف عمل کرنے کا فتویٰ دیں تو وہ پھر بھی متبع سنت؟ کیا انصاف یہی ہے کہ دینے کے باٹ اور لینے کے اور۔

(4)......خطبہ میں خطیب کا باوضوء ہونا اور عید کے خطبہ میں سامعین کا خاموش رہنا شرعی دلیل سے ثابت نہیں (بدور الاہلہ ص ۷۹) سوال یہ ہے کہ جو خطیب باوضو ہو کر خطبہ دیتے ہیں اور اسے مستحب عمل سمجھتے ہیں اور جو سامعین بغیر دلیل شرعی کے خطبہ کے وقت خاموش رہتے ہیں اور خاموش رہنے کو مستحب عمل سمجھتے ہیں وہ غیر مقلدین کے فتوی کے مطابق گناہ گار ہیں یا نہیں؟ وہ بدعتی ہیں یا نہیں؟ ان پر کونسی حد ہے؟

لطیفہ :

میں یہ مسئلہ لکھ رہا تھا کہ چند دوست آ گئے انہوں نے کہا مولانا بڑے تعجب کی بات ہے وہ خطبہ کیسا ہو گا جس میں خطیب بے وضو ہو اور سامعین شور مچا رہے ہوں میں نے کہا جب خطیب ناپاک ہو تو اس کا خطبہ بھی............اس پر شور نہیں ہو گا تو اور کیا ہو گا۔ ویسے آپ حضرات کو تعجب نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ خطیب کی بات ہے۔ غیر مقلدین کے نزدیک تو امام کا پاک ہونا بھی شرط نہیں۔ وہ کہنے لگے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا آپ ہو سکتا کی بات کرتے ہیں؟ غیر مقلدین کے مذہب میں ایسا ہے۔ یہ سن کر انہوں نے آہستہ آہستہ آپس میں کوئی بات کی پھر ان میں سے ایک نے کہا مولانا سچی بات یہ ہے کہ ہمارے پڑوس میں اہل حدیثوں کی مسجد ہے ہم اہل حدیث امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں لیکن آپ کی اس بات نے ہمیں پریشان کر دیا ہے اب آپ مہربانی فرمائیں۔ ہمیں اہل حدیث مذہب کے مطابق امامت کی شرطیں بتائیں اور پورے ثبوت کے ساتھ بتائیں۔ میں نے کہا میرے بھائی! آپ کیسا ثبوت چاہتے ہیں؟ آپ کے ہاں ثبوت کا معیار کیا ہے؟ جناب یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ کسی مذہب کی حقیقت جاننے کے لئے معیار اس کا لٹریچر ہوتا ہے۔ بہت اچھا میں انشاءاللہ غیر مقلدین حضرات کے مذہبی لٹریچر اور ان کی معتبر اور مایہ ناز کتب کے حوالہ سے ان کی شرائط امامت پیش کرتا ہوں آپ ذرا توجہ فرمائیے : جناب ہم سراپا توجہ ہیں

:دیکھئے بھائی ! یہ میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے۔ ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات مکتبہ نذیریہ لاہور سے چھپی ہے۔اس میں ص ۵۹ پر نزل الابرار کا، ص ۴۹ پر عرف الجادی کا، ص ٦٦ پر بدور الاہلہ کا اور ص ٦٧ پر الروضۃ الندیہ کا اہل حدیث کی علمی خدمات کے طور پر اندراج ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ کتابیں یقیناً اہل حدیث مذہب کی ہیں اور بڑی معتبر ہیں اسی لئے ان کو بڑے فخر کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔آپ ذرا قریب ہو جایئے تاکہ آپ بچشم خود ان کتابوں میں مسائل دیکھیں اور پڑھیں۔

۱-----اس کتاب کا نام نزل الابرار من فقہ النبی المختار ہے (نیک لوگوں کا ناشتہ نبی مختار کی فقہ سے)اس کے صفحہ ۱۰۱ جلد نمبر ا میں لکھا ہے کہ جب امام کا بے وضو ہونا ظاہر ہو جائے تو امام نماز لوٹالے، مقتدی کو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

۲-----اس کتاب میں ہے کہ اگر امام بے وضو ہونے کی حالت میں نماز پڑھا دے تو مقتدیوں کو بتانے کی ضرورت نہیں۔

۳----اس کتاب کے صفحہ ۱۰۲ جلد ا میں ہے کہ اگر امام جنابت کی حالت میں نماز پڑھادے تو مقتدیوں کی نماز ہو جاتی ہے۔

۴----اس کتاب میں ہے کہ اگر نماز کی کوئی شرط یا نماز کا کوئی رکن امام چھوڑ دے تو مقتدیوں کی نماز ہو جاتی ہے۔

۵------اس کتاب میں ہے کہ اگر نماز پڑھا دی پھر بتایا کہ میں کافر ہوں تو مقتدیوں کی نماز ہوگئی وہ دوبارہ نماز نہ پڑھیں۔

۶------عرف الجادی ص ۲۱، ۲۲ میں ہے کہ کپڑا یا جگہ ناپاک ہو یا ستر کھلا ہوا ہو، نماز پڑھ لی تو نماز صحیح ہے اعادے کی ضرورت نہیں۔

۷---- بدور الاہلہ ص ۳۸ میں ہے اگر نمازی ناپاک بدن کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل نہیں۔

۸-----ص ۳۹ پر ہے کہ سر پر گندگی اٹھا کر نماز پڑھے تو نماز صحیح ہے۔

۹----ص ۳۹ پر ہے کہ نجس کپڑوں میں قصدا بلا عذر نماز پڑھے تو نماز صحیح ہے۔

۱۰----ص ۴۰ پر ہے کہ نماز کے صحیح ہونے کے لئے جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں۔

۱۱----الروضۃ الندیہ ص۱۲۴ جلد۱ میں ہے کہ اگر امام کی نماز فاسد ہو جائے تو مقتدیوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں آتا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ غیر مقلدین کے نزدیک امام کے بدن، کپڑے، جگہ، مصلے کا پاک ہونا شرط نہیں، ستر کا ڈھانپنا، پڑھا ہوا ہونا یا نماز کا طریقہ جاننا، قبلہ رخ ہونا بھی شرط نہیں حتی کہ مسلمان ہونا بھی شرط نہیں۔ انہوں نے تائید کرتے ہوئے کہا واقعی ان کے مسائل سے یو نہی معلوم ہوتا ہے۔ اچھا مولانا یہ تو آپ نے بتایا ہے کہ اہل حدیث مذہب میں اگر امام میں یہ شرطیں نہ ہوں تو بھی مقتدیوں کی نماز ہو جاتی ہے۔ اب یہ بتائیں کہ امام کے لئے اہل حدیث مذہب میں کوئی شرط ایسی ہے کہ جس کے بغیر امامت درست نہ ہو؟ جی ہاں جناب! ایک چیز شرط ہے کہ وہ بجو کو حلال جانتا ہو ورنہ اس کی امامت جائز نہیں۔

۱۲----فتاوی ستاریہ ص۱۲۱ ج ۲ میں ہے کہ جو شخص بجو کا کھانا حلال نہ جانے وہ منافق بے دین ہے اس کی امامت ہرگز جائز نہیں۔ کیا اس کا ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات میں اندراج ہے؟ جی ہاں اہل حدیث کی علمی خدمات کے ص۲۱۴ پر اندراج ہے۔ وہ توبہ توبہ بھی کر رہے تھے اور ایک دوسرے کو کہہ رہے تھے ہماری توبہ آئندہ ان کے پیچھے ہم نماز نہیں پڑھیں گے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ پچھلی نمازیں بھی دہرانی پڑیں گی۔

(5) عید کی ہر تکبیر میں رفع یدین کرنا کسی حدیث مرفوع صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ ہاں حضرت ابن عمرؓ کا ہر تکبیر میں رفع یدین کرنا سند صحیح سے ثابت ہے مگر یہ حضرت ابن عمرؓ کا فعل ہے (جو حجت نہیں) (فتاوی نذیریہ ج۱ ص۴۵۵، فتاوی علمائے حدیث ج ۴ ص ۱۷۹، فتاوی ثنائیہ ج۱ ص ۵۲۵)

حل طلب سوال یہ ہے کہ حضرت عبد اللہؓ نے ایک ایسا فعل اختیار کیا ہے جو غیر مقلدین کے نزدیک شرعی دلیل سے ثابت نہیں کیونکہ ان کے نزدیک شرعی دلیل قرآن پاک یا صحیح حدیث ہے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا تکبیرات عیدین میں رفع یدین کرنا بقول غیر مقلدین نہ قرآن سے ثابت ہے نہ صحیح حدیث سے تو کیا اس سے عبداللہ بن عمرؓ بدعت کے مرتکب ہوئے ہیں یا نہیں؟

صلوۃ الرسول صادق سیالکوٹی ص۴۱۰، رحمانی نماز ص۲۱۵، مؤلفہ حافظ عبد الرحمٰن، نماز نبوی ص ۲۲۸ مؤلفہ سید شفیق الرحمٰن میں تکبیرات عیدین میں رفع یدین کرنے کا حکم مذکور ہے۔ جبکہ بقول میاں صاحب یہ رفع یدین کسی مرفوع صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ تو اب سوال یہ ہے کہ جو عمل مرفوع صحیح حدیث سے ثابت نہ ہو اس کو نماز کا جز و بنانا بدعت ہے یا نہیں؟ اور تکبیرات عیدین میں رفع یدین کے قائلین بدعتی ہیں یا نہیں؟ اور اگر صحیح مرفوع حدیث سے یہ رفع یدین ثابت ہے مگر میاں نذیر حسین انکار کر رہے ہیں تو وہ منکر حدیث ہوئے ہیں یا نہیں؟ نیز ان میں سے سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے؟

غیر مقلدین کو چاہیے کہ وہ اپنے مذکورہ بالا مسائل عید پر قرآن سے یا حدیث سے صریح ثبوت پیش کریں ورنہ ان کے بدعت ہونے کا اقرار کر کے ان سے اعلانیہ توبہ کریں اور فقہ اور فقہا کے خلاف بدزبانی سے باز آجائیں۔ عدل وانصاف کا تقاضا یہی ہے اور حنفی خواص وعوام کو چاہیے کہ وہ محض قرآن وحدیث کا نام سن کر غیر مقلدین کے دھوکے میں نہ آئیں۔

نماز عید کے متعلق ۱۴ سوالات:

ہماری غیر مقلدین حضرات سے گذارش ہے کہ اگر وہ ہم سے فقہ چھڑانا چاہتے ہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ فقہ میں حل شدہ اجتہادی مسائل کو اپنے اصول اور دعوی کے مطابق قرآن کریم کی صریح آیات یا صحیح صریح مرفوع احادیث سے حل کر دیں یعنی ایسی آیات واحادیث سے کہ جن میں ان کی اپنی یا امتیوں کی رائے شامل نہ ہوتو ہم فقہ کو چھوڑ دیں گے۔ اسی لئے ہم نے سوالات کے جواب کیلئے دو خانے بنا دیے ہیں پہلے خانہ میں فقہی جواب درج ہے دوسرا خانہ غیر مقلدین کے جوابات کیلئے خالی چھوڑ دیا ہے تا کہ وہ ہر مسئلہ کے جواب میں صریح آیت یا صحیح صریح مرفوع حدیث تحریر کر دیں۔ہم وعدہ کرتے ہیں کہ وہ جس اجتہادی مسئلہ کے جواب میں مطلوبہ صریح دلیل تحریر کر دیں گے ہم فوراً پہلے خانہ کے فقہی جواب پر کانٹا لگا کر اس کو چھوڑ دیں گے اور اگر وہ جواب میں صریح آیت یا صحیح صریح مرفوع حدیث پیش نہ کر سکیں تو اپنے جواب کے خانہ میں لکھ دیں گے کہ ہمیں اس مسئلہ پر کوئی صریح آیت یا صریح حدیث نہیں مل سکی اس لئے ہم اس مسئلہ کے فقہی جواب کو تسلیم کرتے ہیں ہمیں امید ہے کہ منصف مزاج غیر مقلدین اس معقول بات کو مان لیں گے اور مان کر فقہ کو پورے طور پر نہیں تو انشاءاللہ نوے فیصد مسائل فقہ ماننے پر مجبور ہو جائیں گے اور جو متعصب اور ضدی مزاج غیر مقلدین ہیں وہ ان دونوں باتوں سے کسی بات کو بھی قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں گے اور نہ ہو سکتے ہیں۔۔اوہ دن ڈبا......جس دن گھوڑی چڑھیا کُبّا۔

سوال ۱۔۲ نماز عید فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب؟ نیز ان چار امور کی تعریف بھی کریں۔

جواب : اصح قول یہ ہے کہ نماز عید واجب ہے (فتاوی عالمگیری ج ا ص ۱۴۹) ان چار امور کی تعریف جاننے سے پہلے دلائل کی چار قسمیں معلوم کر لیں۔ دلائل نقلیہ کی چار قسمیں ہیں (۱) قَطْعِیُّ الثُّبُوْت، قَطْعِیُّ الدَّلَالَة یعنی ایسی دلیل جس کا ثبوت بھی قطعی ہو اور اس کی اپنے مفہوم و مقصود پر دلالت بھی قطعی ہو جیسے قرآن کریم کی وہ آیات جو مفسر و محکم ہیں اور وہ سنت متواترہ جس کا مفہوم قطعی ہو (۲) قَطْعِیُّ الثُّبُوْت، ظَنِّیُّ الدَّلَالَة یعنی ایسی دلیل جس کا ثبوت قطعی ہو لیکن اس کی اپنے مفہوم پر دلالت قطعی نہ ہو بلکہ اس میں مفہوم کے اعتبار سے اس کے خلاف دوسرا احتمال بھی ہو جیسے وہ آیات جو مؤوّل ہیں (مثلاً ثَلٰثَةُ قُرُوْء کی دلالت حیض والے معنی پر ظنی ہے کہ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ طہر والا معنی مراد ہو (۳) ظَنِّیُّ الثُّبُوْت، قَطْعِیُّ الدَّلَالَة یعنی ایسی دلیل جس کا ثبوت ظنی ہو یعنی اس میں عدم ثبوت کا شبہ ہو لیکن مفہوم پر دلالت قطعی ہو جیسے وہ اخبار آحاد جن کا مفہوم قطعی ہو (۴) ظَنِّیُّ الثُّبُوْت، ظَنِّیُّ الدَّلَالَة یعنی ایسی دلیل جس کا ثبوت اور دلالت دونوں ظنی ہوں جیسے وہ اخبار آحاد جن کا مفہوم ظنی ہے۔ اب ان چار امور کی تعریفات ملاحظہ فرمائیں

الفرض بمَا ثَبَتَ لُزُوْمُهٗ بِدَلِيْلٍ قَطْعِيِّ الثُّبُوْتِ وَالدَّلَالَةِ وَيُكَفَّرُ جَاحِدُهٗ وَيُعَذَّبُ تَارِكُهٗ۔ فرض وہ ہے جس کا لزوم قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ دلیل کے ساتھ ثابت ہو اس کا منکر کافر اور تارک مستحق عذاب ہوتا ہے۔ حرام کی تعرف بھی یہی ہے یعنی جس کی حرمت قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ دلیل کے ساتھ ثابت ہو اس کا منکر کافر اور مرتکب عذاب کا مستحق ہوتا ہے۔

الواجب :مَا ثَبَتَ بِدَلِيْلٍ قَطْعِيِّ الثُّبُوْتِ وَظَنِّيِّ الدَّلَالَةِ أَوْ ظَنِّيِّ الثُّبُوْتِ وَقَطْعِيِّ الدَّلَالَةِ وَلَا يُكَفَّرُ جَاحِدُهٗ وَيُضَلَّلُ وَيُعَذَّبُ تَارِكُهٗ۔ واجب وہ ہے جس کا لزوم ایسی دلیل سے ثابت ہو جو قطعی الثبوت ظنی الدلالت ہو یا ظنی الثبوت قطعی الدلالت ہو

اس کا منکر کافر نہیں ہوتا بلکہ گمراہ ہوتا ہے اور اس کا تارک مستحق عذاب۔مکروہ تحریمہ کی تعریف بھی یہی ہے صرف اتنا فرق ہے کہ واجب میں لزوم ثابت ہوتا ہے اور مکروہ تحریمہ میں کراہت ثابت ہوتی ہے۔

سنت اور مستحب : انکی تعریف یہ ہے مَاثَبَتَ بِدَلِیْلٍ ظَنِّیِّ الثُّبُوْتِ وَالدَّلَالَةِ۔ سنت اور مستحب وہ ہے جو ایسی دلیل سے ثابت ہو جو ظنی الثبوت اور ظنی الدلالت ہو پھر اگر اس فعل کو حضورؐ نے اکثر کیا ہو اور کبھی کبھار ترک کیا ہو اور اس کا تارک مستحق عتاب ہو تو سنت مؤکدہ ہے اور اگر حضور ﷺ یا صحابہؓ نے اس فعل کو کبھی کیا کبھی ترک کیا اور اس فعل کو اچھا سمجھا تو یہ مستحب ہے۔اور اگر کسی فعل کی کراہت ظنی الثبوت ظنی الدلالۃ دلیل سے ثابت ہو تو اس کا نام مکروہ تنزیہہ ہے (فتاوی شامی ج ا ص ۲۱۵،۲۳۰۔التعریفات الفِقْھِیّہ ۳۲۸، ۴۴۹۔ کتاب التعریفات للسید الجرجانی الحنفی۱۱۸،۱۷۴،۸۸)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال ۳: اگر ایک آدمی نے تکبیر تحریمہ سے پہلے نیت کی مثلاً گھر سے چلتے وقت یا وضوء کرنے سے پہلے پھر وضوء کر کے مسجد میں آکر بغیر جدید نیت کے نماز عید شروع کر دی تو نماز ہو جائیگی یا نہیں؟

جواب: فتاوی عالمگیری ص ۶۷ میں لکھا ہے۔ہمارے علماء کا اس پر اجماع ہے کہ افضل یہ ہے کہ نیت نماز کے شروع کیساتھ متصل ہو اور اگر تکبیر تحریمہ سے پہلے نیت کر لی تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ نیت کے بعد کوئی ایسا کام کر لے جو برائے نماز نہیں مثلاً نیت کے بعد کھانا کھالیا، پانی پی لیا، گپ شپ میں مشغول ہو گیا، کوئی سودا خرید کیا تو اس نیت کا اعتبار نہیں اور نماز جائز نہ ہوگی۔دوسری صورت یہ کہ نیت کے بعد ایسا کام کرے جو نماز کیلئے کیا جاتا ہے مثلاً نیت کے بعد وضوء کیا اور مسجد میں آکر تکبیر کہی لیکن دل میں دوبارہ نیت کا

استحضار نہیں کیا تو وہی پہلی نیت کافی ہے اور نماز جائز ہے۔

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال ٤: ایک امام نے دل میں زید اور خالد کو امامت نہ کرانے کی نیت کی لیکن جب نماز شروع ہوئی تو زید اور خالد بھی نماز میں شریک ہوگئے جبکہ امام نے ان کو نماز نہ پڑھانے کی نیت کی ہے تو زید اور خالد کی نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب: زید اور خالد کی نماز جائز ہے کیونکہ امام کے لئے ہر آدمی کی امامت کی نیت کرنا ضروری نہیں اس لئے خاص آدمیوں کی نیت نہ کرنے کا اعتبار نہیں۔

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال ٥: ایک امام کے پیچھے عورتوں نے نماز عید کی اقتداء کی جبکہ امام نے عورتوں کی امامت کی نیت نہیں کی تو عورتوں کی نماز ہوجائیگی یا نہیں؟

جواب: اگر امام نے عورتوں کی امامت کی نیت نہیں کی تو عورتوں کی نماز جائز نہیں (فتاوی عالمگیری ج ١ ص ٦٦)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال ٦: ایک آدمی نے متعین امام کی اقتداء کی نیت کی مثلاً مقتدی نے سمجھا کہ زید نماز عید پڑھا رہا ہے اس نے زید کے پیچھے اقتداء کرلی بعد میں پتہ چلا کہ وہ زید نہیں بلکہ خالد ہے تو اس کی نماز ہوجائے گی یا نہیں؟

جواب: اس مقتدی کی نماز جائز نہیں ہے (فتاوی عالمگیری ج ١ ص ٦٧)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال ٧: ایک ہی شہر میں دو یا تین جگہ نماز عید پڑھانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: دوجگہ میں بالاتفاق جائز ہے تین جگہ میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز نہیں (فتاوی عالمگیری ج۱ص۱۵۰)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال۸: نماز عید کی طرف جاتے ہوئے تکبیریں جہراً کہی جائیں یا سراً؟

جواب: عیدالاضحیٰ کی نماز ہو تو جہراً کہنا اور عیدالفطر کی نماز ہو تو سراً کہنا مستحب ہے (فتاوی عالمگیری ج۱ص۱۵۰)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال۹: اگر ایک آدمی نے فجر کی نماز نہیں پڑھی تو اس کی نماز عید جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر صبح کی نماز نہیں پڑھی تو نماز عید جائز ہے (عالمگیری ۱۵۰)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال۱۰: اگر کوئی آدمی نماز عید سے پہلے صبح کی نماز یا کوئی اور نماز قضاء کرے تو جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ حدیث میں صراحتاً نماز عید سے پہلے نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔

جواب: نماز عید سے پہلے فرض نماز کو قضاء کرنا جائز ہے۔ ممانعت نفلی نماز سے ہے (عالمگیری ج۱ص۱۵۰)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال۱۱: اگر امام نے نماز عید سے پہلے خطبہ پڑھا بعد میں نماز پڑھائی تو نماز ہو جائیگی یا نہیں؟

جواب: نماز جائز ہے۔ مگر خطبہ پہلے پڑھنا مکروہ ہے (عالمگیری ۱۵۰)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال۱۲: اگر خطبہ نماز عید سے پہلے پڑھا تو نماز کے بعد خطبہ دوبارہ پڑھا جائے گا یا نہیں؟

جواب: نماز کے بعد دوبارہ خطبہ نہیں پڑھا جائے گا (عالمگیری ۱۵۰)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال ۱۳: اگر امام نے خطبہ بالکل نہیں پڑھا نہ نماز سے پہلے اور نہ نماز کے بعد تو نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب: خطبہ کے بغیر نماز جائز ہے مگر مکروہ ہے (عالمگیری ۱۵۰)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال ۱٤: زائد تکبیرات میں دو تکبیروں کے درمیان کتنا وقفہ کیا جائے؟ اس وقفہ میں تسبیح پڑھی جائیگی یا نہیں؟ اگر تسبیح پڑھی جائیگی تو وہ کونسی تسبیح ہے اور کتنی مرتبہ پڑھنا مسنون ہے؟ وہ فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب؟

جواب: دو تکبیروں کے درمیان تین تسبیحات کی مقدار وقفہ کرے اور خاموش رہے (عالمگیری ۱۵۰)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال ۱۵: تکبیر کے بعد ہاتھ باندھیں یا چھوڑ دیں؟

جواب: دو تکبیروں کے درمیان ہاتھ چھوڑ دیں (عالمگیری ۱۵۰)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال ۱٦: نماز عید کے بعد امام دو خطبے پڑھے گا یا ایک اگر دو خطبے ہیں تو درمیان میں بیٹھے گا یا نہیں؟ اگر بیٹھے گا تو وقفہ کتنا کرے گا؟

جواب: نماز عید کے بعد دو خطبے ہیں۔ اور ان کے درمیان تھوڑی سی دیر بیٹھے (عالمگیری ۱۵۰)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال۱۷ : نماز عید کا خطبہ کیسے شروع کیا جائے اور کیسے ختم کیا جائے؟

جواب : بہتر یہ ہے کہ پہلے خطبہ کے شروع میں لگا تار نو تکبیریں کہے اور دوسرے خطبہ کے شروع میں سات تکبیریں کہے دوسرے خطبہ کے اخیر میں چودہ تکبیریں کہے (البحر الرائق ج۱ص۱۷۵۔ عالمگیری ج۱ص۱۵۰)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال۱۸ : اگر ایک مقتدی نماز عید میں اس وقت پہنچا جب امام رکوع میں چلا گیا تو وہ تکبیریں کہے گا یا نہیں؟

جواب : پہلے سیدھا کھڑا ہو کر تکبیر تحریمہ کہے پھر اگر تکبیریں کہہ کر رکوع میں شامل ہو سکتا ہے تو تکبیریں کہہ کر رکوع میں شامل ہو جائے اور اگر رکوع کے فوت ہونے کا ظن غالب ہو تو رکوع میں شامل ہو جائے اور رکوع میں بغیر رفع یدین کے تکبیریں کہے (عالمگیری ج۱ص۱۵۱)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال۱۹ : مقتدی رکوع میں تسبیحات وتکبیرات دونوں کہے یا صرف تکبیرات کہے؟

جواب : اگر امام کے رکوع سے اٹھنے سے پہلے دونوں کو جمع کر سکتا ہے تو دونوں کہے اور اگر دونوں نہ کہہ سکتا ہو تو تسبیحات چھوڑ دیں اور تکبیریں کہیں (بدائع الصنائع ج۱ص۶۲۲)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال۲۰ : اگر رکوع میں مقتدی نے کچھ تکبیریں کہی تھیں کہ امام نے رکوع سے سر اٹھا لیا تو وہ کیا کرے؟

جواب : مقتدی باقی تکبیریں چھوڑ دے اور وہ بھی رکوع سے سر اٹھا لے (عالمگیری۱۵۱)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال۲۱ : اگر امام کے ساتھ شامل ہوا رکوع کے بعد قومہ کی حالت میں تو مقتدی

تکبیروں کا کیا کرے؟

جــــواب: جب سلام کے بعد ایک رکعت قضاء کرے گا تو اس میں تکبیریں بھی کہے گا۔ (عالمگیری ۱۵۱)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال ۲۲: تکبیرات عید فرض ہیں یا واجب یا سنت یا مستحب؟

جواب: تکبیرات عید واجب ہیں (عالمگیری ۱۵۱)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال ۲۳: اگر امام نماز عید میں تکبیریں کہنا بھول گیا اور مکمل قراءۃ کر لی تو وہ کیا کرے؟

جــــواب: قراءۃ کے بعد یا رکوع میں تکبیرات کہہ لے (عالمگیری ۱۵۱) اور دوبارہ قراءۃ کرنے کی ضرورت نہیں (بدائع الصنائع ج ا ص ۶۲۲)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال ۲۴: اگر نماز جنازہ اور نماز عید جمع ہو جائیں تو کونسی نماز پہلے پڑھی جائے؟

جواب: نماز عید پہلے پڑھی جائے اور نماز جنازہ خطبہ سے پہلے پڑھا جائے گا (عالمگیری ۱۵۲)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال ۲۵: نماز عید کے اندر ثناء، تکبیرات، تعوذ میں ترتیب کیا ہے؟

جواب: پہلے ثناء، بعد ازاں تکبیرات اس کے بعد تعوذ وغیرہ (بدائع الصنائع ج ا ص ۶۱۹)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال ۲۶: امام تکبیرات کہنا بھول گیا اور فاتحہ شروع کر لی پھر اس کو تکبیریں یاد آئیں اور اس نے تکبیریں کہہ لیں تو وہ فاتحہ دوبارہ پڑھے گا یا نہیں؟

جواب: سورۃ فاتحہ دوبارہ پڑھے گا پہلے پڑھی ہوئی سورۃ فاتحہ کا اعتبار نہیں (بدائع الصنائع ج۱ص۶۲۳)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال۲۷: اگر مقتدی نماز عید کے اندر تشہد یا سجدہ سہو میں یا سجدہ سہو کے بعد اور سلام سے پہلے نماز عید میں شامل ہوا تو اس نے نماز عید کو پایا ہے یا نہیں؟

جواب: س نے نماز عید کو پالیا ہے اس لئے وہ سلام کے بعد نماز عید تکبیرات کے ساتھ مکمل کرے (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ج۱ص۶۷۷، عالمگیری ج۱ص۱۵۱)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال۲۸: نماز عید کا وقت اتنا تنگ ہے کہ اگر امام وضوء کرتا ہے تو وقت نکل جائے گا یا اتنا کم رہ جائے گا جس میں نماز عید ادا نہیں کرسکتا وہ امام تیمّم کر کے نماز عید پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: ایسا امام بوجہ مجبوری تیمّم کر کے نماز عید پڑھا سکتا ہے (عالمگیری ج۱ص۳۱)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال۲۹: پانی موجود ہے مگر مقتدی وضوء کرتا ہے تو اس کی نماز عید کی جماعت فوت ہونے کا خوف ہے اس صورت میں وہ تیمّم کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: ایسا مقتدی تیمّم کر کے نماز عید کی جماعت میں شامل ہوسکتا ہے (عالمگیری۱ ۳)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال۳۰: نماز عید کے اندر رکوع کی تکبیر میں رفع یدین ہے یا نہیں؟

جواب: نماز عید میں رکوع کی تکبیر میں رفع یدین نہیں ہے (عالمگیری ج۱ص۱۵۱)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال۳۱: بہتر یہ ہے کہ عید کا خطبہ منبر پر نہ دیا جائے لیکن اگر کوئی امام منبر پر خطبہ

دیدے تو وہی خطبہ کافی ہے یا خطبہ دوبارہ پڑھا جائے؟

جواب: اگر امام نے منبر پر خطبہ دیا ہے تو دوبارہ خطبہ کی ضرورت نہیں (عالمگیری ج ا ص ۱۵۰۔ بدائع الصنائع ج ا ص ۶۲۶)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال ۳۲: اکیلے نماز عید پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز عید تنہا پڑھنا جائز نہیں کیونکہ نماز عید کے لئے جماعت شرط ہے (بدائع الصنائع ج ا ص ۶۱۶)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال ۳۳: اگر امام نے تکبیرات عید چھوڑ دیں یا زیادہ کہہ دیں یا کم کہیں تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟

جواب: ان تینوں صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے (البحر الرائق ج ۲ ص ۱۰۳۔ عالمگیری ج ا ص ۱۲۸)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال ۳۴: اگر امام نے پہلے رکوع یا دوسرے رکوع کی تکبیر چھوڑ دی تو سجدہ سہو واجب ہو گا یا نہیں؟

جواب: اگر پہلی رکعت کے رکوع میں تکبیر چھوٹ جائے تو سجدہ سہو واجب نہیں اور اگر دوسرے رکوع کی تکبیر چھوٹ گئی تو سجدہ سہو واجب ہے (البحر الرائق ج ۲ ص ۱۰۴۔ عالمگیری ج ا ص ۱۲۶)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال ۳۵: اگر تکبیرات عید میں رفع یدین نہ کیا تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ سجدہ سہو واجب ہے نہیں؟

جواب: نماز جائز ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے (البحر الرائق ج ۲ ص ۱۰۶)

غیر مقلدین قرآن و حدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال ۳۶: اگر نماز عید میں ثناء، تعوذ، بسم اللہ، آمین میں سے کوئی رہ جائے یا یہ ساری چیزیں رہ جائیں تو نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نماز عید صحیح ہے دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں (البحر الرائق ج ۲ ص ۱۰۶۔ عالمگیری ج ۱ ص ۱۲۶)

غیر مقلدین قرآن و حدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال ۳۷: اگر امام نماز عید میں رکوع یا سجدہ کی تسبیحات بھول جائے تو نماز ہو جائیگی یا نہیں؟

جواب: نماز عید ہو جائیگی (البحر الرائق ج ۲ ص ۱۰۶)

غیر مقلدین قرآن و حدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال ۳۸: اگر امام بھول کر فاتحہ کا کچھ حصہ چھوڑ دے تو سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں؟

جواب: اگر فاتحہ کا اکثر حصہ پڑھ لیا ہے تو سجدہ سہو واجب نہیں اور اگر اکثر حصہ نہیں پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہے (عالمگیری ج ۱ ص ۱۲۶)

غیر مقلدین قرآن و حدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال ۳۹: اگر پہلی رکعت میں فاتحہ کے ساتھ ایک سورۃ ملائی دوسری رکعت میں اس سے پہلے والی سورۃ پڑھی تو نماز ہو جائیگی یا نہیں؟ سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں؟

جواب: نماز ہو جائیگی اور اس صورت میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے (عالمگیری ج ۱ ص ۱۲۶)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال ٤٠: اگر مقتدی تکبیرات عید بھول جائے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں؟

جواب: مقتدی پر سجدہ سہو واجب نہیں (عالمگیری ج ا ص ۱۲۸)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

سوال ٤١: اگر امام نے بھول کر فاتحہ پڑھنے کے بعد رکوع کر لیا اور سورۃ چھوڑ دی تو نماز ہو جائیگی یا نہیں؟ اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟

جواب: نماز ہو جائیگی مگر سجدہ سہو واجب ہے (عالمگیری ج ا ص ۱۲۶)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں ....

غیر مقلدین کے 19 مسائل عید اوران پر سوالات:

غیر مقلدین کا دعوی یہ ہے کہ تمام مقلدین خواہ حنفی، شافعی ہوں یا مالکی اور حنبلی ہوں سب ائمہ مجتہدین کی آراء واقوال پر عمل کرتے ہیں جو غلط بھی ہو سکتے ہیں لیکن اہل حدیث مذہب میں کسی امام کی رائے پر عمل نہیں ہوتا بلکہ خالص اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل ہوتا ہے جو غلطی سے معصوم ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ محض دعوی ہی دعوی ہے ہم جب غیر مقلدین کی کتابوں کو دیکھتے ہیں تو ان میں بے شمار مسائل ایسے ہیں جن کی بنیاد غیر مقلدین کی اپنی یا امتیوں کی رائے پر ہوتی ہے۔ اپنی یا امتیوں کی رائے کے بغیر وہ ان مسئلوں کو خالص قرآن وحدیث سے ثابت نہیں کر سکتے۔ بالآخر وہ عاجز آ کر کہد یا کرتے ہیں کہ ہم ان کو نہیں مانتے۔ ان کتابوں کو آگ لگا دو۔ مقصد یہ کہ یہ مسائل غلط ہیں وہ اس انداز سے اپنی جان چھڑاتے ہیں اس لئے میں نے انداز یہ رکھا ہے کہ اگر یہ مسئلہ صحیح ہے تو اس کی صحت پر اور اگر غلط ہے تو اس کے غلط ہونے پر نیز جو اس کا صحیح حکم ہے اس پر قرآن وحدیث کی صحیح صریح دلیل پیش کریں۔ صریح کا مطلب یہ کہ اس میں اپنی یا کسی امتی کی رائے شامل نہ ہو۔ اس کے لئے ہمارا رسالہ ''میں اہل حدیث کیوں نہیں ہوا؟'' کا مطالعہ کیجئے

(۱) صادق سیالکوٹی نے صلوۃ الرسول ص ۴۱۰ پر اور نواب صدیق حسن خان نے بدورالاہلہ ص ۷۸ پر لکھا ہے اکیلے نماز عید پڑھنا جائز ہے۔

اگر یہ مسئلہ صحیح ہے تو اس کی صحت پر اور اگر غلط ہے تو اس کے غلط ہونے پر صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں۔

(۲) نواب صدیق حسن خان نے بدورالاہلہ ص ۷۸ میں لکھا ہے اگر تنہا تنہا نماز عید پڑھی جائے تو صحیح ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ نماز عید جماعت کے ساتھ پڑھنا کوئی حجت نہیں۔

جو آدمی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دائمی عمل کو حجت نہیں مانتا اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ وہ اہل حدیث ہے یا منکر حدیث؟

(۳) نماز عید سے پہلے نعت یا تلاوت قرآن مجید یا پھر وعظ یہ سب خطبہ میں شامل ہیں (فتاوی اہل حدیث ج ۲ ص ۳۹۵۔ فتاوی علمائے حدیث ج ۴ ص ۱۹۸)

اس پر صحیح صریح مرفوع حدیث سے دلیل پیش کریں۔

(۴) صادق سیالکوٹی نے صلوۃ الرسول ص ۴۱۱ میں لکھا ہے عیدین کا خطبہ منبر پر نہ پڑھیں (صحیح مسلم)

کیا غیر مقلدین صحیح مسلم کا یہ حوالہ پیش کر کے اپنے صادق کو سچا ثابت کر سکتے ہیں یا وہ صرف نام کا صادق ہے اور کام کے لحاظ سے صادق کی ضد ہے۔

(۵) فتاوی علمائے حدیث ج ۴ ص ۲۰۰ پر لکھا ہے کہ مرد یا عورت کو عیدگاہ یا مسجد سے روکنے والا بہت بڑا کافر اور بڑا سرکش ہے۔ روکنے والا اللہ جل شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا دشمن ہوگا۔

حضرت عائشہؓ، حضرت عمرؓ، اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ عورتوں کو عیدگاہ و مسجد میں جانے سے روکتے تھے۔ کیا یہ بڑے کافر، بڑے سرکش اور اللہ و رسول کے بہت بڑے دشمن ہیں؟ عورتوں کو مسجد سے روکنے کی وجہ سے یہ اہل سنت ہیں یا اہل بدعت؟

پانچ وقت کی فرض نماز کی جماعت زیادہ مؤکد ہے یا نماز عید کی جماعت زیادہ مؤکد ہے؟ اگر نماز عید کی جماعت زیادہ مؤکد ہے تو اس پر صحیح صریح مرفوع حدیث پیش فرمائیں اور اگر پانچ وقت فرض نماز کی جماعت زیادہ مؤکد ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ عورتوں کو گھر میں نماز پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اس میں ثواب زیادہ بتایا گیا ہے۔ اور بقول غیر مقلدین نماز عید کیلئے عورتوں کو عیدگاہ میں جانا واجب ہے۔

عورتوں کو گھروں میں نماز عید پڑھنے کی ترغیب دیں یا باہر میدان میں جا کر نماز پڑھنے کی ترغیب دیں۔تعلیمات اوراحادیث نبویہ کا تقاضا کیا ہے؟

عورتوں کو گھر میں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے یا مسجد میں؟

جو صحابہ کرامؓ مسجد میں جانے سے عورتوں کو روکتے تھے ان کے پاس قرآن وحدیث کی دلیل تھی یا محض قیاس تھا اگر قرآن وحدیث کی دلیل تھی تو وہ پیش فرمائیں اور اگر محض قیاس تھا تو دین میں قیاس کرنیوالے کا شرعی حکم کیا ہے؟

(٦) فتاوی ستاریہ ج۱ص ۱۳۷ و ۱۳۸ میں لکھا ہے یہ جو چھ تکبیریں ہیں یہ مذھی گھڑی گھڑائی ہیں خدااوررسول ﷺ کی طرف سے یہ حکم قطعانہیں اور جوکوئی کہے کہ یہ حکم خدااوررسول کا ہےتو وہ شخص بڑا کاذب بلکہ اکذب ہے۔

اس پر ہمارا سوال یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، حضرت ابوموسی اشعریؓ، حضرت حذیفہؓ، حضرت ابومسعود انصاریؓ وغیرہ صحابہ کرامؓ وتابعین عظام رحمہم اللہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ احناف حضرات رحمہم اللہ چھ تکبیروں کی تعلیم دیتے تھے یہ اہل سنت ہیں یا اہل بدعت؟ یہ کاذب واکذب ہیں یانہیں؟

احادیث مبارکہ میں نماز عید کے دوطریقے آتے ہیں ان میں سے غیر مقلدین نے صرف بارہ تکبیروں والا ایک طریقہ اختیار کررکھا ہے۔کیا نبی پاک ﷺ نے اس طریقہ کو حق دوسرے کو باطل یااس کوراجح اوردوسرے کومرجوح فرمایا ہے۔اگرایسا ہےتو اس فیصلہ کی صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں۔اوراگراس کے متعلق نبی پاک ﷺ نے کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تو غیر مقلدین اس خاص طریقہ کواختیارکرنے اوردوسرے طریقہ کوچھوڑنے میں اپنی یادوسرے امتیوں کی رائے کی تقلید کرکے اپنے فتوی (کہ تقلید شرک ہے) کے مطابق کیوں مشرک بنے ہوئے ہیں؟

غیر مقلدین کے علاوہ پوری امت کے اہلسنت والجماعت فقہاء، محدثین، مفسرین، صوفیاء حضرات میں سے کسی نے غیر مقلدین کی طرح نماز عید کی چھ تکبیروں کو من گھڑت اور اس کے قائلین کو کاذب واکذب کہا ہوتو اس کا نام پیش کریں اور اگر ایک نام بھی کسی سنی معتبر عالم کا پیش نہیں کر سکتے تو پھر خود فیصلہ کریں کہ چھ تکبیروں کے قائل کاذب واکذب ہیں یا ان کو یہ مکروہ لقب دینے والے خود کاذب واکذب ہیں؟ یہ اہلسنت والجماعت ہیں یا اہل بدعت ہیں؟ یہ اہل حدیث ہیں یا منکر حدیث ہیں؟

حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں مدینہ کے اندر فیصلہ ہوا کہ جنازہ کی چار تکبیریں ہیں جیسا کہ نماز عید کی ہر رکعت میں چار تکبیریں ہیں (پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ اور تین زائد تکبیریں۔ دوسری رکعت میں تین زائد تکبیریں اور رکوع کی تکبیر۔ ہر رکعت میں ایک اصلی اور تین زائد ہیں تو دونوں رکعتوں کی زائد تکبیریں چھ بنتی ہیں) کیا اس پر کسی صحابی نے اعتراض یا انکار کیا تھا۔ ذرا اس صحابی کا نام بتائیں اور اس کے اعتراض وانکار والے لفظ بھی بتا دیں اور اگر کسی صحابی نے انکار نہیں کیا تو صحابہ کرامؓ کا اس بات پر اجماع ہو گیا کہ نماز عید کی ہر رکعت میں چار تکبیریں ہیں جو آدمی صحابہ کرامؓ کے اس اجماعی مسئلہ کو جھوٹ اور من گھڑت کہے اور اس کے قائلین کو کاذب واکذب بتائے وہ اہل سنت میں سے ہے یا نہیں؟ وہ رافضیوں کی طرح منکر صحابہؓ ہے یا نہیں؟

(۷) صادق سیالکوٹی نے صلوۃ الرسول ص ۴۱۰ پر لکھا ہے کہ عیدین میں سورۃ ق، سورۃ قمر، سورۃ الاعلی، سورۃ الغاشیہ کا پڑھنا آیا ہے۔

اگر کوئی امام ان چار سورتوں کے علاوہ دوسری سورتیں نماز میں پڑھ لے تو اس کی اور مقتدیوں کی نماز کا کیا حکم ہے؟ صحیح صریح مرفوع حدیث سے جواب دیں اپنے فتوے کے مطابق قیاس کر کے شیطان نہ بنیں اور اپنی رائے یا امتیوں کی آراء، اقوال کی تقلید کر کے

مشرک نہ بنیں۔

(۸) دونوں مسجدیں بیت المقدس اور مکہ معظمہ کی عید گاہ سے افضل ہیں اور سوا ان کے عید گاہ مساجد دیگر سے افضل ہے حتی کہ مسجد نبوی سے بھی۔(فتاوی علمائے حدیث ج۴ص۱۶۵)

اس فضیلت پر صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں۔

(۹) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اب عورتوں کے جو نئے حالات بن چکے ہیں اگر یہ حالات رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہو جاتے تو آپ ﷺ عورتوں کو مساجد سے روک دیتے (صحیح بخاری ۱/۱۲۰۔ صحیح مسلم ۱/۱۸۳) اس حدیث کا جواب لکھتے ہیں حضرت عائشہؓ کا یوں فرمانا اس سبب سے تھا کہ مطابقت فہم رسول اللہ ﷺ ساتھ فہم اپنے کے ضروری نہ جانا (فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۷۵)

جو مرد و زن اپنے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان فہم دین میں مطابقت وموافقت ضروری نہ جانے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ صحیح صریح مرفوع حدیث پیش فرمائیں۔ ایسا شخص متبع رسول ہے یا غیر متبع؟ مسلمان ہے یا کافر؟

(۱۰) حضرت عائشہؓ کی مذکورہ حدیث کے بارے میں لکھا ہے یہ حضرت عائشہ اپنے فہم سے فرماتی ہیں اور فہم صحابہ حجت شرعی نہیں ہے (فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۷۶)

ہمارا سوال یہ ہے کہ وہ صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہو کہ تمہارے لئے صحابہ کرامؓ کا فہم حجت نہیں ہے دوسرا سوال یہ ہے کہ غیر مقلدین کا فہم یہ ہے کہ عورتوں کے حالات خواہ کیسے ہی دگرگوں ہوں عورتوں کو عید گاہ اور مساجد سے نہ روکا جائے بلکہ ان حالات پر کنٹرول کیا جائے جبکہ موجودہ حالات میں کنٹرول ہوتا نظر نہیں آتا جبکہ حضرت عائشہؓ اور دیگر صحابہ کا فہم یہ تھا کہ عورتوں کے بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر ان کو مساجد سے روک دینا چاہیے۔ غیر مقلدین کا فہم، فہم صحابہؓ سے ٹکرا

گیا تو فہم صحابہؓ کا اعتبار ہوگا یا غیر مقلدین کے فہم کا؟

رسول اللہ ﷺ کا عورتوں کو گھروں میں نماز پڑھنے کی ترغیب دینا اور بعض صحابہؓ کا عورتوں کو مساجد سے روکنا اس بات کی دلیل ہے کہ عورتوں پر مسجد اور عیدگاہ میں جانا فرض، واجب نہ تھا۔ زیادہ سے زیادہ خلاف اولی اور خلاف افضل ہونے کے باوجود جائز تھا لیکن غیر مقلدین کے نزدیک عورتوں کیلئے عیدگاہ اور مساجد میں جانا ضروری اور لازم ہے۔ سوال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کا فہم مقدم ہوگا یا غیر مقلدین کا؟ فہم رسول اور فہم اصحاب رسول پر عمل ہوگا یا غیر مقلدین کے فہم پر؟

(۱۱) ایک آدمی عید پڑھائے دوسرا خطبہ دے تو جائز ہے (فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۸۰)

اس پر صحیح صریح مرفوع حدیث مطلوب ہے۔

(۱۲) ہر تکبیر پر رفع یدین کر کے سینہ پر ہاتھ باندھے (فتاوی علمائے حدیث ۴/۲۰۲)

صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں۔

(۱۳) مسنون یہی ہے کہ خطبے دو ہوں۔ مگر بھول کر ایک ہی پڑھا گیا تو کوئی حرج نہیں (فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۸۰)

صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں۔

(۱۴) اگر کوئی سبحانک اللہم سے پہلے تکبیریں کہہ لے تو بھی کوئی حرج نہیں (فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۹۵)

اس پر صحیح صریح مرفوع حدیث سے ثبوت پیش کریں۔

(۱۵) غیر مقلدین سے مسئلہ پوچھا گیا کہ عید کے روز بعد نماز سب لوگ معانقہ، مصافحہ کرتے ہیں۔ اس کو سنت سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ صرف اظہار خوشی کے لئے کرتے ہیں ایسا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کے جواب میں لکھا مصافحہ بعد سلام آیا ہے عید کے روز بھی بنیت

تکمیل سلام مصافحہ کریں تو جائز ہے (فتاوی علمائے حدیث بحوالہ فتاوی ثنائیہ ۱/۴۵۰)

ادھر ادھر کی باتوں کی بجائے نماز عید کے سلام کے بعد مصافحہ کے جواز کی صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں۔

(۱۶) غیر مقلد مفتیوں سے نماز عید کے بعد دعا کا مسئلہ پوچھا گیا۔اس کا جواب یہ لکھا نماز کے بعد وقت مبارک اور قبولیت دعا کا ہے (فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۸۰)

غیر مقلدین صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں کہ نماز عید میں دعا نماز کے بعد ہے خطبہ کے بعد نہیں قیاس اور اپنی یا کسی امتی کی رائے پیش نہ کریں۔

(۱۷) محدث عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں عورت کی امامت میں عورتوں کیلئے علیحدہ نماز پڑھنا جائز ہے (فتاوی اہلحدیث ۲/۶۲)

ہمارا سوال یہ ہے کہ صحیح بخاری کے اندر حضرت ام عطیہؓ کی حدیث میں ہے فیشھدن جماعۃ المسلمین کہ وہ مسلمان مردوں کی جماعت میں حاضر ہوں۔روپڑی صاحب عورتوں کو مردوں کی جماعت سے علیحدہ جماعت کی اجازت دے رہے ہیں اس فتوی سے وہ اس حدیث کے منکر ہوئے ہیں یا نہیں؟

(۱۸) مولانا عبدالجبار غزنوی نے چار چیزیں لکھی ہیں جن میں عورتوں کیلئے عیدگاہ میں جانا گناہ ہے۔۱۔عورت سے خوف فتنہ کا ہو۔۲۔عورت پر خوف فتنہ کا ہو۔۳۔راستہ میں تزاحم رجال ہو۔۴۔عیدگاہ پر مردوں کا اژدہام ہو (فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۸۴)

مذکورہ بالا چار عورتوں کے مستثنی ہونے کی کوئی صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں۔

مولانا غزنوی ان چار عورتوں کو عیدگاہ جانے سے منع کر رہے ہیں اور ان کو گناہ کی وعید سنا رہے ہیں۔جبکہ فتاوی علمائے حدیث ۴/۲۰۰،۲۰۱ پر ایک فتوی ہے جس پر تقریبا ۱۸ غیر مقلدین علماء کے تائیدی دستخط ہیں اس فتوے میں لکھا ہے کہ عورتوں کو مسجد وعیدگاہ سے

روکنے والا بہت بڑا کافر، بڑا سرکش اور اللہ جل شانہ اور رسول ﷺ کا بہت دشمن ہوگا۔
سوال یہ ہے کہ مذکورہ بالا چار صورتوں میں مولانا غزنوی نے عورتوں کو عیدگاہ و مساجد سے روکا ہے وہ بڑے کافر، بڑے سرکش اور اللہ ورسول کے بڑے دشمن ہیں یا نہیں؟

(۱۹) ایک امام نے نماز عید پڑھائی اور دوسرے شخص نے خطبہ پڑھا تو عندالضرورۃ جائز ہے کوئی حرج نہیں (فتاوی علمائے حدیث ۱۸۰/۴) اس پر قرآن وحدیث کی صریح دلیل مطلوب ہے۔

نماز عید کے 16 مسائل میں

غیر مقلدین کے تضادات:

غیر مقلدین کا ائمہ مجتہدین پر الزام ہے کہ انہوں نے دین میں اختلاف پیدا کر کے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ جبکہ ہم اہلحدیث خالص قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہیں جس میں کوئی اختلاف نہیں۔ ذیل میں ہم نے نماز عید کے مسائل میں غیر مقلدین کے اختلافات وتضادات پیش کر کے بتا دیا ہے کہ غیر مقلدین نے جس جرم اور الزام کی وجہ سے فقہ وفقہاء سے نفرت کی ہے وہ خود اس کی زد میں ہیں۔ جبکہ ائمہ مجتہدین کا اختلاف نہ جرم ہے نہ اس سے دین کے ٹکڑے ہوئے ہیں کیونکہ قرآن کریم میں جس تفرقہ سے منع کیا گیا ہے وہ تفرقہ اعتقادی ہے اس سے دین کے ٹکڑے ہوتے ہیں اور ائمہ مجتہدین کے درمیان جو اختلاف ہے وہ اجتہادی ہے جو رحمت ہے اور باعث اجر ہے۔ جبکہ غیر مقلدین کا اختلاف غیر مجتہدین کا اختلاف ہے جو باعث عذاب ہے۔

(تضاد نمبر 1)　ملعون ہے ملعون نہیں

مسجد میں نماز عید پڑھنے کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ ایسا کرنے والا ملعون ہے دوسرا یہ کہ بالاتفاق جائز ہے۔ مسجد میں عید پڑھنا ترک سنت ہے اور تارک سنت ملعون اور محروم الشفاعت اور قابل ملامت وعتاب اور مستحق عذاب وضلالت ہے۔ حق تعالی ہم سب کو طریقہ سنت پر چلاوے اور مؤاخذہ ترک سنت سے بچاوے۔

(فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۶۵)

مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں ''ترک سنن سے رفع درجات میں کمی رہتی ہے مواخذہ نہیں ہوگا'' (فتاوی ثنائیہ ۱/۶۲۸)

''مسجد میں نماز عید پڑھنے والا ملعون، محروم الشفاعت، مستحق عذاب وضلالت ہے'' (فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۶۵)

مولانا عبدالجبار غزنوی لکھتے ہیں ''ہر چند سنت وافضل عید کی نماز صحرا میں ہے مگر مسجد میں پڑھنے کا جواز بلاخلاف ہے'' (ایضاً ص ۱۸۴)

مولانا عبداللہ روپڑی فرماتے ہیں ''اگر بارش وغیرہ کا عذر ہو تو عید کی نماز مسجد میں پڑھنی جائز ہے'' (فتاوی اہلحدیث ج ۲ ص ۵۹)

(تضاد نمبر 2) دو خطبے مسنون ہیں مسنون نہیں۔

''مسنون یہی ہے کہ خطبے دو ہوں'' (فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۸۰)

''عیدین میں دو خطبوں کا پڑھنا کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں'' (فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۸۷)

(تضاد نمبر 3) تکبیر تحریمہ سات تکبیروں میں شامل ہے شامل نہیں۔

''تکبیر افتتاح (تکبیر تحریمہ) کے سات تکبیروں سے خارج ہونے کے واسطے کوئی بین دلیل چاہیے اور جب کوئی دلیل بین (ظاہر) نہیں پائی جاتی تو صاف ظاہر ہے کہ تکبیر افتتاح انہی سات تکبیروں میں داخل ہے'' (فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۸۵) (اس کے مطابق پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ چھ تکبیریں کہے۔ ناقل) جبکہ فتاوی علمائے حدیث ۴/۲۰۲ میں لکھا ہے کہ ''تکبیر تحریمہ کے علاوہ سات تکبیریں کہے''

(تضاد نمبر 4) نماز عید سے پہلے وعظ جائز ہے جائز نہیں۔

نمازعید سے پہلے وعظ ونصیحت کے متعلق غیر مقلدین کے درمیان اختلاف ہے بعض غیر مقلدین جائز کہتے ہیں اور بعض ناجائز کہتے ہیں۔ چنانچہ ایک سوال کیا گیا کہ عیدگاہ میں نمازعید سے قبل کسی قسم کی نماز پڑھنا یا وعظ ونصیحت کرنا یا تبلیغی خدمات کیلئے عیدگاہ میں کوئی اجتماعی کارروائی کرنا، چندہ جمع کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے "عیدگاہ میں نمازعید سے قبل یا بعد کوئی نماز نہیں، وعظ ونصیحت یا تبلیغی مہم کے سلسلے میں کوئی مذاکرہ کرنا یا کارخیر کیلئے چندہ جمع کرنا جائز ہے"

(فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۸۱ بحوالہ ترجمان دہلی جلد ۷ شمارہ ۱۷)

سوال ہوا کہ آجکل بعض مولوی نمازعید سے پہلے خطبہ بیان کرتے ہیں کیا نمازعید سے پہلے تلاوت قرآن، کوئی وعظ، خطبہ اور نعت وغیرہ پڑھنا جائز ہے؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے "نمازعید سے پہلے خطبہ خلاف سنت ہے اور آگے لکھا ہے نعت یا تلاوت قرآن مجید یا پھر وعظ یہ سب خطبہ میں شامل ہیں" (یعنی نماز سے پہلے یہ خطبہ کی طرح ہیں لہذا یہ بھی ناجائز ہیں) (فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۹۸)

(تضادنمبر 5) عیدگاہ میں میں منبر سنت ہے سنت نہیں۔

عیدگاہ میں منبر لیجانے کے متعلق غیر مقلدین کا ایک قول یہ ہے کہ سنت ہے دوسرا قول یہ ہے کہ خلاف سنت ہے۔ چنانچہ لکھا ہے "اس کے متعلق خیال یہ ہے کہ عیدگاہ میں منبر لے جانا مسنون طریقہ ہے" پھر آگے لکھا ہے "یعنی اس حدیث سے عیدگاہ میں منبر کا ثبوت ملتا ہے اور رسول اللہ ﷺ اس پر خطبہ دیتے تھے" (فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۹۹)

ایک اور سوال کے جواب میں لکھا گیا "اس حدیث سے کئی مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز خطبہ سے پہلے ہے۔ دوسرا یہ کہ عیدگاہ میں منبر خلاف سنت ہے"

(فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۹۸ بحوالہ فتاوی اہلحدیث ۲/۳۹۳)

(تضاد نمبر 6) تکبیروں کے وقفہ میں خاموش رہیں ذکر کریں۔

اس مسئلے میں غیر مقلدین کے درمیان اختلاف ہے کہ دو تکبیروں کے درمیان وقفہ میں خاموش رہیں یا کچھ پڑھیں بعض غیر مقلد علماء کا قول یہ ہے کہ خاموش رہیں اور بعض کا قول یہ ہے کہ کوئی ذکر پڑھیں۔ رحمانی نماز مؤلفہ حافظ عبدالرحمٰن ص ۲۱۵ میں لکھا ہے ''ان تکبیروں کے ساتھ رفع یدین کی جاتی ہے اور ان کے درمیان وقفہ میں پڑھا کچھ نہیں جاتا''
........'' ہر دو تکبیروں کے درمیان اللہ کی حمد کرے اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے ''(فتاوی علمائے حدیث ۱۸۶/۴، بحوالہ فتاوی غزنویہ ۹۲، ۹۳)

(تضاد نمبر 7) تکبیروں کے وقفہ میں ذکر متعین نہیں ذکر متعین ہے۔

دو تکبیروں کے درمیان ذکر کی تعیین عدم تعیین میں بھی اختلاف وتضاد ہے۔ مولانا عبداللہ روپڑی صاحب لکھتے ہیں ''اور ذکر کوئی معین نہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھے یا کوئی اور ذکر کرے سب صحیح ہے''

(فتاوی علمائے حدیث ۱۹۶/۴ بحوالہ فتاوی علمائے اہلحدیث ۴۰۰/۲)

''اور زائد تکبیروں کے درمیان یہ دعا پڑھے جو کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حذیفہؓ، اور ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے الله اكبر كبيراً والحمد لله كثيراً وسبحان الله بُكْرَةً وَّاَصِيْلاً وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ تَسْلِيْمًا كَثِيْراً''

(فتاوی علمائے حدیث ۲۰۲/۴، ۱۹۶)

(تضاد نمبر 8) زائد تکبیروں میں رفع یدین ہے رفع یدین نہیں ہے۔

زائد تکبیروں میں رفع یدین کرنے اور نہ کرنے میں اختلاف ہے۔۔۔''اور تکبیرات عیدین میں رفع یدین نہ کرنا چاہیے کیونکہ ثابت نہیں'' (فتاوی نذیریہ ۴۵۴/۱۔ نیز

فتاوی علمائے حدیث ۱۵۸/۳) ''تکبیرات عیدین میں رفع یدین کی کوئی مرفوع صریح صحیح یا ضعیف روایت وارد نہیں'' (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص ۹، ۱۸۔ شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ)

''ہر تکبیر کے بعد رفع یدین کرنا سنت ہے'' (فتاوی ثنائیہ ۶۱۳/۱۔ صلوۃ الرسول ص ۴۱۰۔ نماز نبوی ص ۲۶۲، فتاوی علمائے حدیث ۱۵۶/۳)

(تضاد نمبر 9) عید کے دن جمعہ فرض ہے فرض نہیں ہے۔

اگر عید اور جمعہ جمع ہو جائیں تو بعض غیر مقلد علماء کہتے ہیں اس دن جمعہ معاف ہے چاہے کوئی پڑھے چاہے نہ پڑھے جبکہ بعض کے نزدیک جمعہ فرض ہی رہتا ہے چنانچہ نواب نور الحسن خان لکھتے ہیں'' وچوں جمعہ وعید فراہم آیند در یک روز جمعہ رخصت باشد وظاہر آنست کہ ایں رخصت عام است از برائے امام وسائر مردم'' (عرف الجادی ۴۳) جب جمعہ اور عید ایک ہی دن میں جمع ہو جائیں تو جمعہ کی رخصت ہے اور یہ رخصت امام اور سب لوگوں کیلئے ہے نیز ملاحظہ کیجئے صلوۃ الرسول ص ۴۰۶، نماز نبوی ص ۲۵۹)

دوسرا نظریہ یہ ہے کہ عید اور جمعہ دونوں ضروری ہیں چنانچہ غیر مقلد عالم مولانا عنایت اللہ اثری نے اس پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے **القول السدید فی وجوب الجمعة وان وافقها یوم العید** (یعنی درست بات یہ ہے کہ اگر جمعہ کے دن عید آجائے تب بھی جمعہ پڑھنا ضروری ہے)

(تضاد نمبر 10) جمعہ کی رخصت عید پڑھنے والوں کیلئے ہے سب کیلئے ہے۔

اگر جمعہ اور عید جمع ہو جائیں تو بعض غیر مقلد علماء کا قول یہ ہے کہ عید پڑھنے والے لوگوں کیلئے جمعہ کی رخصت ہے جبکہ بعض غیر مقلد علماء کا خیال یہ ہے کہ نماز عید پڑھنے اور نہ پڑھنے والے سب لوگوں کیلئے رخصت ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر شفیق الرحمٰن لکھتے ہیں'' عید اگر جمعہ

کے دن ہوتو نماز عید پڑھنے کے بعد جمعہ پڑھ لیں یا ظہر، اختیار ہے‘‘(نماز نبوی ۲۵۹)اور صادق سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں’’اگر عید کے روز جمعہ ہوتو عید کی نماز پڑھنے کے بعد جمعہ پڑھیں اور اگر جمعہ نہ پڑھیں ظہر پڑھ لیں تو بھی جائز ہے‘‘(صلوۃ الرسول ۴۰۶)

جبکہ غیر مقلد عالم علامہ شوکانی لکھتے ہیں’’ **وَظَاهِرُ الْحَدِيْثِ عَدَمُ الْفَرْقِ بَيْنَ مَنْ صَلَّى الْعِيْدَ وَمَنْ لَّمْ يُصَلِّ وَبَيْنَ الْإِمَامِ وَغَيْرِهٖ**‘‘(نیل الاوطار ۳/۳۰۰)اور دونوں حدیثوں کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ رخصت میں کوئی فرق نہیں نماز عید پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو نیز امام ہو یا غیر امام۔

(تضاد نمبر 11)عید کے دن ظہر کی رخصت نہیں ظہر کی رخصت ہے۔

غیر مقلدین کے درمیان اس میں بھی اختلاف ہے کہ عید اور جمعہ کے جمع ہونے کی صورت میں صرف جمعہ کی رخصت ہے یا جمعہ اور ظہر دونوں کی رخصت ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ فقط جمعہ کی رخصت ہے لیکن ظہر کی نماز پڑھنا ضروری ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جمعہ اور ظہر دونوں کی رخصت ہے۔ چنانچہ اپنے اس اختلاف کا خود غیر مقلدین نے اعتراف بھی کیا ہے۔ فتاوی اہلحدیث ۲/۰۷ میں ایک سوال وجواب لکھا ہے سوال میں محمد سید پسروری صاحب لکھتے ہیں ’’ہمارے ہاں دو صاحب علم بزرگوں کے ارشادات اس سلسلہ میں جدا گانہ ہیں ایک صاحب فرماتے ہیں عید کے دن صرف جمعہ کی رخصت ہے نماز ظہر پڑھنی ضروری ہے دوسرے صاحب فرماتے ہیں جمعہ ظہر کے قائمقام ہے جب عید کے دن جمعہ معاف ہے تو نماز ظہر بھی معاف ہونی چاہئے‘‘ اسی طرح کا ایک سوال بھیجا گیا کہ’’ہمارے خطیب صاحب جو اہلحدیث ہیں انہوں نے کہا ہے کہ عید پڑھ لی جائے اور جمعہ اور ظہر دونوں معاف ہیں‘‘ (الاعتصام ص ۱۰۷۔ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ)اور غیر مقلدین کے محسن اعظم جناب غیر مقلد عالم محدث نواب وحید الزمان نزل الابرار ۱/۱۵۵، میں لکھتے ہیں

’’ وَالْجُمُعَةُ فِيْ يَوْمِ الْعِيْدِ رُخْصَةٌ مُطْلَقًا لِأَهْلِ الْبَلَدِ وَغَيْرِهِمْ فَإِنْ شَاءَ صَلَّى الْعِيْدَ وَالْجُمُعَةَ كِلَيْهِمَا وَإِنْ شَاءَ صَلَّى الْعِيْدَ فَقَطْ وَلَمْ يُصَلِّ الْجُمُعَةَ وَفِيْ سُقُوْطِ الظُّهْرِ خِلَافٌ وَالْحَقُّ جَوَازُ التَّرْكِ أَيْضاً ‘‘ عید کے دن جمعہ کی بالکل رخصت ہے اہل شہر اور غیر اہل شہر سب کے لئے پس اگر کوئی چاہے تو عید و جمعہ دونوں پڑھے اور اگر چاہے تو فقط عید پڑھے اور جمعہ نہ پڑھے اور ظہر کے ساقط ہونے میں اختلاف ہے لیکن حق بات یہ ہے کہ ظہر کا چھوڑ نا بھی جائز ہے (یعنی نہ جمعہ پڑھے اور نہ ظہر)۔اس کے برعکس غیر مقلدین کے مجتہد العصر محدث حافظ عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں ’’ پس عید اور جمعہ ایک دن جمع ہو جائیں تو ایسی صورت میں جمعہ کی رخصت ہے پڑھے یا نہ لیکن اگر جمعہ نہ پڑھے تو ظہر ضرور پڑھنی چاہئے‘‘ (فتاوی اہلحدیث ۲/۷۱)

(تضاد نمبر 12) صحابہ کا قول وفعل حجت نہیں حجت ہے۔

صحابہ کرامؓ کے اقوال کو حجت ماننے اور نہ ماننے کا تضاد۔میاں نذیر حسین صاحب تکبیرات عید کے رفع یدین کے بارے میں لکھتے ہیں ’’عیدین کی ہر تکبیر میں رفع یدین کرنا کسی حدیث مرفوع صحیح سے ثابت نہیں ہے ہاں حضرت ابن عمرؓ کا ہر تکبیر میں رفع یدین کرنا بسند صحیح ثابت ہے مگر یہ حضرت ابن عمر کا فعل ہے‘‘ (جو غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں)

اس کے برعکس ڈاکٹر سید شفیق الرحمٰن نماز نبوی ص ۲۵۹، پر عید کے دن غسل کے متعلق حدیث مرفوع کی بجائے حضرت علیؓ کے قول اور حضرت ابن عمرؓ کے فعل سے استدلال کرتے ہیں۔ان میں سے کون حق پر ہے اور کون باطل پر ہے؟ یہ فیصلہ اپنے اصولوں کے مطابق خود غیر مقلدین کریں۔

(تضاد نمبر 13) عورتوں کا عیدگاہ جانا مستحب ہے فرض ہے۔

میاں نذیر حسین لکھتے ہیں کہ عورتوں پر عیدگاہ جانا مستحب ہے (فتاوی علمائے حدیث

۱۷۳/۴۔ اور علامہ محمد رئیس بنارسی فرماتے ہیں عورتوں پر نماز عید اور عیدگاہ جانا فرض ہے۔ موصوف لکھتے ہیں ''لہذا فرض وواجب ہے کہ عورتیں نماز عید کے لئے عیدگاہ جائیں (سلفی تحقیقی جائزہ ص ۷۹۸)

(تضاد نمبر 14) عورتوں کا عیدگاہ جانا کثرت ظاہر کرنے کیلئے ہے نماز کا فرض ادا کرنے کیلئے ہے۔

میاں نذیر حسین فرماتے ہیں ''عیدگاہ جانا شوکت اسلام کے اظہار کے لئے ہے۔ لکھتے ہیں ''اسی اظہار شوکت اسلام کے لئے مستحب ہے جانا ہر ہر شخصوں کا عیدگاہ میں حتی کہ لڑکے اور عورتیں اور پردہ دار اور حیض والیاں'' (فتاوی علمائے حدیث ۱۷۳/۴) جبکہ علامہ محمد رئیس بنارسی فرماتے ہیں کہ نماز عید اور عیدگاہ جانا فرض ہے لہذا اس فرض کی ادائیگی کے لئے جائیں (سلفی تحقیقی جائزہ ص ۷۹۸)

(تضاد نمبر 15) عورتوں کا مسجد میں جانا جائز ہے واجب ہے۔

میاں نذیر حسین فرماتے ہیں ''حضوری مسجد عورتوں کو جائز ہے اور مستحب یہ ہے کہ گھر میں نماز ادا کریں (فتاوی علمائے حدیث ۱۷۴/۴) اور مولانا محمد علی امرتسری کا فتوی جس پر ۱۸ غیر مقلد علماء کے دستخط ہیں اس میں لکھا ہے ''جب عورت مسجد میں نماز پڑھنے کے واسطے اذن مانگے تو مرد پر واجب ہے کہ اذن دے اگر نہیں دے گا تو گناہ گار ہوگا (فتاوی علمائے حدیث ۲۰۰/۴)

(تضاد نمبر 16) عورتوں کا مسجد میں جانا رات کے ساتھ مفید ہے رات میں مفید نہیں ہے

میاں نذیر حسین کے نزدیک عورتوں کو مسجد کی اجازت رات کے ساتھ مقید

ہے۔علامہ محمد رئیس کے نزدیک رات کے ساتھ مقید نہیں۔میاں صاحب فرماتے ہیں''
جوامور موجب فساد تھے شارع نے خود ان کی اصلاح کر دی خوشبو سے منع کیا۔اور
اجازت کو رات کے ساتھ مقید فرمایا (فتاوی علمائے حدیث ۱۷۴/۴) جبکہ علامہ محمد رئیس
بنارسی لکھتے ہیں''اور بعض روایات میں رات والی قید اتفاقی ہے اور حضرت ابن عمر وام
سلمہ ام المؤمنین کی روایت میں مطلقاً عورتوں کو مسجد جانے کی اجازت کا ذکر ہے ان
میں کوئی قید نہیں (سلفی تحقیقی جائزہ ص۷۸۳)

مسائل عید میں غیر مقلدین کا ضعیف حدیثوں پر عمل:

غیر مقلدین کی عادت ہے کہ مقلدین ان کے سامنے صحیح حدیث بھی پیش کریں تو وہ اس کو ضعیف کہہ کر رد کر دیتے ہیں حالانکہ وہ خود بہت سی ضعیف حدیثوں پر عمل کرتے ہیں۔ ان میں بعض ضعیف حدیثیں ایسی ہیں جن کے ضعف کا وہ خود اقرار کرتے ہیں اور کچھ ایسی ضعیف حدیثیں ہیں جو فی الواقع ضعیف ہیں مگر وہ ان کی صحت کا غلط دعوی بھی کرتے ہیں اور ان پر عمل بھی۔ان کی اس روش سے پتہ چلتا ہے کہ غیر مقلدین کے ہاں حدیث پر عمل کرنے اور نہ کرنے کا معیار خواہش نفس ہے اگر حدیث صحیح ہو مگر ان کی خواہش کے خلاف ہو تو اس کو رد کر دیتے ہیں اور اگر ان کی خواہش کے مطابق ہو تو ضعیف پر بھی عمل کر لیتے ہیں۔ہم مسائل عید کے تناظر میں ان کی اس خواہش پرستی کی ہلکی سی جھلک دکھانا چاہتے ہیں۔انہوں نے مسائل عید میں کتنی ہی ضعیف حدیثیں ہیں جن کے ضعف کا اقرار کیا ہے اور پھر ان پر عمل بھی کیا ہے۔اور کتنی ہی ضعیف حدیثیں ایسی ہیں کہ انہوں نے ان کی صحت کا غلط اور بے بنیاد دعوی بھی کیا ہے اور عمل بھی کیا ہے۔

(۱)عیدین کی نماز میں ہر تکبیر پر رفع یدین کرنا چاہئے حدیث " لَا تُرْفَعُ الْأَيْدِيْ اِلَّا فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ" گو ضعیف ہے مگر عمل اس پر ہے (فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۷۸)

(۲) غیر مقلدین کے شیخ الحدیث ابوسعید شرف الدین دہلوی سے سوال کیا گیا کہ عیدین کی نماز میں زوائد تکبیرات کے اندر اکثر اہلحدیث رفع یدین کرتے ہیں احادیث وآثار سے اس پر کیا دلیل ہے؟ اس کے جواب میں جناب شرف الدین صاحب لکھتے ہیں "اہل حدیث اس بارے میں دو روایتیں پیش کرتے ہیں.....دونوں روایتوں میں ایک ایک

راوی متکلم فیہ ہے۔پہلی میں عبد اللہ بن لَہِیْعَہ ......دوسری میں بقیہ بن ولید ہے''۔(فتاوی علمائے حدیث ۱۷۹/۴۔بحوالہ فتاوی ثنائیہ ۵۲۵/۱)

(۳) مولانا داؤد غزنوی کے والد مولانا عبدالجبار غزنوی اپنے فتوی میں لکھتے ہیں'' جمعہ کے خطبہ کی طرح عیدین کے بھی دو خطبے ہیں'' اس پر حضرت جابرؓ سے مرفوع حدیث اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی موقوف حدیث لکھ کر فرماتے ہیں''اگر چہ یہ سب روایتیں ضعیف ہیں'' (فتاوی علمائے حدیث ۱۸۳/۴،بحوالہ فتاوی غزنویہ ص ۹۸،۹۹)

(۴) مولانا عبدالجبار غزنوی سے سوال کیا گیا کہ نماز عید بلا عذر از روئے قرآن وحدیث مسجد میں سنت ہے یا جنگل میں؟اس کے جواب میں مولانا موصوف لکھتے ہیں''بلا عذر مسجد میں نماز عید کی پڑھنی خلاف سنت ہے رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں کہ آپ نے مسجد میں عید کی نماز پڑھی ہو ہاں ایک ضعیف حدیث میں وارد ہے کہ بارش کے عذر سے آپ نے مسجد میں عید کی نماز پڑھی (رواہ ابو ہریرۃ) اس کو ابو داؤد نے اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔لیکن تلخیص میں اس کی اسناد کو ضعیف کہا ہے چونکہ یہ حدیث معمول بہ امت ہے لہذا باوجود ضعف کے قابل استدلال ولائق حجت ہے''

(فتاوی علمائے حدیث ۱۸۴/۴،بحوالہ فتاوی غزنویہ ۹۵)

(۵) فتاوی علمائے حدیث ۱۸۷/۴، پر لکھا ہے''عیدین میں دو خطبوں کا پڑھنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں'' پھر اس کی وضاحت میں لکھا ....''.ابن ماجہ وغیرہ کی حدیث میں عید کے دو خطبوں کی نص موجود ہے اگر چہ اس کی سند میں کچھ کلام ہے لیکن قیاس کے موافق ہے اور تعامل امت سے تقویت حاصل ہے''

(نوٹ) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مرفوع حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں بیس رکعت اور وتر پڑھا کرتے تھے اس کی سند ضعیف ہے مگر بیس تراویح پر امت

کا تعامل ہے اس سے یہ حدیث قوی ہو جاتی ہے لہذا یہ حدیث قابل استدلال ولائق حجت ہے۔ جب ہم یہ بات ان سے کہتے ہیں تو وہ ضعیف، ضعیف کا شور مچا کر اس حدیث کو رد کرتے ہیں مگر خود تعامل امت اور قیاس کی موافقت کی وجہ سے ضعیف حدیث کو قوی بھی بتا رہے ہیں اور عمل بھی کر رہے ہیں۔

(۶) غیر مقلدین سے سوال کیا گیا کہ نماز عید کی زائد تکبیروں میں رفع یدین کا کیا حکم ہے؟ تو اس کے جواب میں لکھا کہ عیدین کی تکبیروں میں رفع یدین کرنا حضرت عمرؓ کے فعل سے ثابت ہے لیکن اس میں ایک راوی ابن لہیعہ ضعیف ہے امام بیہقی نے سنن بیہقی کے ج ۳/ص ۲۹۳، پر لکھا ہے کہ یہ منقطع ہے۔ ایک مرفوع حدیث ابو داؤد، دارقطنی، بیہقی میں ہے لیکن اس کی سند میں بقیہ راوی ضعیف ہے........پھر اس عمل کی صورت یہ نکالی...."لیکن ابن اخی الزہری کی موافقت سے اس کی تلافی ہوگئی۔ (فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۹۵)

(۷) تکبیرات عید کے درمیان ذکر کے متعلق لکھتے ہیں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہر دو تکبیروں کے ساتھ اللہ تعالی کا ذکر ہے۔ اس کو بیہقی نے ذکر کیا ہے۔ اس روایت کی سند میں بعض راویوں کے حالات معلوم نہیں (یعنی بعض راوی مجہول ہیں) اگر چہ یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن علماء کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ ہلکے درجے کی ضعیف روایت پر فضائل اعمال میں عمل درست ہے جب کہ اس کے خلاف کوئی صحیح روایت موجود نہ ہو (فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۹۶) عجیب بات ہے کہ محدثین حضرات کا مسلمہ اصول ہے کہ جہالت راوی موجب ضعف ہے لیکن غیر مقلدین کے نفس کی خواہش تھی کہ تکبیرات کے درمیان ذکر کیا جائے۔ حدیث تلاش کی تو اس کے بعض راوی مجہول تھے جس کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف ہوگئی تو ان کو چاہئے تھا کہ جیسے دوسری بیسیوں حدیثیں انہوں نے ضعیف کہہ کر رد کی ہیں وہ اس ضعیف حدیث پر بھی عمل نہ کرتے لیکن خواہش نفس کی تکمیل کیلئے انہوں نے اولاً اس

ضعف پر پردہ ڈالنے کیلئے راوی کا صراحتاً نام لینے کی بجائے بعض راوی کا عنوان رکھا پھر صاف مجہول کا لفظ بھی استعمال نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ بعض راویوں کا حال معلوم نہیں۔ پھر اس ضعف کو ہلکے درجے کا ضعف قرار دیا۔ اور مسائل کی حدیث تھی جس کو انہوں نے دریافت کردہ مسئلہ کے جواب میں لکھا ہے لیکن اس کو فضائل کی حدیث بنا کر اس پر مسلمہ اصول چسپاں کر کے اپنے لئے اس ضعیف حدیث پر عمل کا راستہ نکالنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن دوسری طرف حضرت حذیفہؓ، اور ابوموسی اشعریؓ کی چھ تکبیرات والی حدیث کو اس وجہ سے ناقابل عمل قرار دیدیا کہ اس کی سند میں ابو عائشہ راوی مجہول ہے۔ کتنا بڑا ظلم ہے کہ لینے کے باٹ اور، دینے کے اور

(۸) نماز عید کی پہلی رکعت میں سات، دوسری رکعت میں پانچ تکبیروں پر اکثر غیر مقلدین علماء نے حضرت عمرو بن عوف کی مرفوع حدیث اپنی کتابوں میں لکھی ہے۔ حالانکہ اس کی سند میں کثیر بن عبد اللہ راوی انتہائی ضعیف ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تقریب التہذیب ۲۸۵، میں لکھتے ہیں **کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف المزنی المدنی ضعیف** نیز فرماتے ہیں **مِنْهُمْ مَنْ نَسَبَ اِلَی الْكِذْب** (بعض نے ان کو جھوٹا کہا ہے) حافظ عسقلانی نے تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۴۲۲،۴۲۳، پر اس کے متعلق محدثین کی مفصل جرح نقل کی ہے۔

۱۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں **مُنْكَرُ الْحَدِيْث لَيْسَ بِشَيْءٍ** ۲۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے عبد اللہ بن احمد فرماتے ہیں **ضَرَبَ أَبِيْ عَلٰى حَدِيْثِ كَثِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فِي الْمُسْنَدِ وَلَمْ يُحَدِّثْنَا عَنْهُ** میرے باپ نے مسند میں کثیر بن عبد اللہ کی حدیث سے اعراض کیا ہے اور اس سے ہمارے سامنے کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ ۳۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو خیثمہ کو کہا **لَا تُحَدِّثْ عَنْهُ شَيْئاً** اس سے کوئی حدیث بھی آگے بیان نہ کر۔ ۴۔ یحی بن معین فرماتے

ہیں وھو ضعیف الحدیث اور کبھی یوں کہالیس بشیء۔ ۵۔امام ابوداؤد سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کان احدَ الکذّابیْن وہ بہت جھوٹے لوگوں میں سے ایک تھا۔۶۔امام شافعی رحمہ اللہ کہا ذاك احدُ الکذّابین....... احدُ أرْکَانِ الکِذْب یہ پرلے درجے کے جھوٹوں میں سے ہے، جھوٹ کا ایک ستون ہے۔۷۔ابوزرعہ نے کہا وَاھِی الْحَدِیث لیس بقویٍّ حدیث میں کمزور ہے قوی نہیں ہے۔۸۔امام ابوحاتم فرماتے ہیں لیس بالمَتِین حدیث میں پختہ نہیں۔۹۔امام نسائی اور امام دار قطنی فرماتے ہیں مَتْرُوْكُ الْحَدِیْث نیز امام نسائی نے کہا لَیْسَ بِثِقَةٍ۔۱۰۔امام ابن حبان رحمہ اللہ کہا اس کے پاس عن ابیہ عن جدہ کی سند سے ایک من گھڑت نوشتہ تھا جس سے وہ حدیث بیان کرتا تھا۔جس کا کتب حدیث میں ذکر کرنا اور اس سے روایت کرنا حلال نہیں مگر از راہ تعجب۔ رَوٰی عَنْ أَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ نُسْخَةً مَوْضُوْعَةً لَا یَحِلُّ ذِکْرُھَا فِی الْکُتُبِ وَلَا الرِّوَایَةُ عَنْهُ۔۱۱۔مطرف فرماتے ہیں رَأَیْتُهٗ وَکَانَ کَثِیْرَالْخُصُوْمَةِ وَلَمْ یَکُنْ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِنَا یَاءْ خُذُ عَنْهُ۔ میں نے اس کو دیکھا وہ بہت جھگڑالو تھا اور ہمارے اصحاب میں سے کوئی بھی اس سے حدیث نہیں لیتا تھا۔۱۲۔ابن عمران قاضی نے اسے کہا یَا کَثِیْرُ أَنْتَ رَجُلٌ بَطَّالٌ تُخَاصِمُ فِیْمَا لَا تَعْرِفُ وَتَدَّعِیْ مَا لَیْسَ لَكَ وَلَیْسَ عِنْدَكَ مَا یُطْلَبُ اے کثیر! تو بے کار ترین آدمی ہے۔ایسے امور میں جھگڑا کرتا ہے جن کا تجھے پتہ نہیں ہوتا اور جس کا آپ دعوی کرتے ہیں وہ آپ میں نہیں نہ آپ کے پاس کوئی ایسا کمال ہے جو طلب کیا جائے۔۱۳۔ ضَعَّفَهٗ عَلِیُّ بْنُ الْمَدِیْنِی، علی بن مدینی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ ۱۴۔ابن سعد نے کہا قَلِیْلُ الْحَدِیْثِ یُسْتَضْعَفُ، اس کے پاس حدیثیں تھوڑی ہیں ان میں بھی کمزور سمجھا جاتا ہے۔۱۵۔ابن السکن نے کہا یہ عن ابیہ عن جدہ کی سند سے حدیثیں روایت کرتا ہے لیکن اس پر اعتراض ہے۔۱۶۔امام حاکم فرماتے ہیں حَدَّثَ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ

جَدِّہٖ نُسْخَةٌ فِيْهَا مَنَاكِيْرُ، کثیر بن عبداللہ کے پاس عن ابیہ عن جدہ کی سند سے ایک حدیثوں کا مجموعہ ہے جس میں منکر حدیثیں ہیں۔۱۷۔ ضَعَّفَهُ السَّاجِي وَيَعْقُوْبُ بْنُ سُفْيَانَ وَابْنُ الْبَرْقِي۔ اس کو محدث ساجی، یعقوب بن سفیان اور ابن البرقی نے ضعیف قرار دیا ہے۔۱۸۔ وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ مُجْمَعٌ عَلٰى ضُعْفِهٖ، ابن عبدالبر نے کہا اس کے ضعف پر اجماع ہے۔۱۹۔ ابن حزم نے کہا سَاقِطٌ مُتَّفَقٌ عَلٰى اِطْرَاحِهٖ وَأَنَّ الرِّوَايَةَ عَنْهُ لَا تَحِلُّ، درجہ اعتبار سے گرا ہوا ہے اس گرانے پر اور اس بات پر سب متفق ہیں کہ اس سے حدیث نقل کرنا حلال نہیں ہے۔

خود غیر مقلدین نے بھی اس کے ضعف کو نقل کیا ہے چنانچہ غیر مقلد محدث مولانا عبد الرحمٰن مبارکپوری اپنی کتاب تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی کے ۱/ ۳۷۶، پر لکھتے ہیں قَالَ الْحَافِظُ فِيْ التَّقْرِيْبِ ضَعِيْفٌ مِنْهُمْ مَنْ نَسَبَهُ اِلَى الْكِذْبِ قُلْتُ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ هُوَ رُكْنٌ مِنْ اَرْكَانِ الْكِذْبِ وَقَالَ اِبْنُ حِبَّانٍ لَهٗ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ نُسْخَةٌ مَّوْضُوْعَةٌ كَذَا فِيْ الْمِيْزَانِ۔ حافظ نے تقریب میں کہا ہے کہ کثیر بن عبداللہ ضعیف ہے اور بعض نے جھوٹا قرار دیا ہے۔ میں کہتا ہوں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ابوداؤد نے کہا ہے کہ یہ جھوٹ کے ستونوں میں ایک ستون ہے اور ابن حبان نے کہا اس کے پاس عن ابیہ عن جدہ کی سند والا ایک من گھڑت نوشتہ تھا جس سے یہ حدیثیں بیان کرتا تھا۔ حافظ زبیر علی زئی اور مبشر احمد ربانی نے صلوۃ الرسول کے حاشیہ تسہیل الوصول میں لکھا اس کی سند میں کثیر بن عبداللہ کی وجہ سے سخت ضعیف ہے (ص ۴۳۸) اتنی ضعیف ترین حدیث لیکن غیر مقلدین نے اس کو ایک مضبوط دلیل کے طور پر اس حدیث کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ ملاحظہ کیجئے (۱) مولانا یونس دہلوی مدرس مدرسہ حضرت میاں صاحب۔ اہل حدیث گزٹ دہلی ج ۸ شمارہ ۱۶۔ فتاوی علمائے حدیث ۴/ ۱۸۸۔۲۔ فتاوی علمائے حدیث ۴/ ۱۹۳۔۳۔ فتاوی

اہلحدیث ۳۹۸/۲۔۴۔صلوۃ الرسول صادق سیالکوٹی ص ۴۱۱۔۵۔فتاوی ثنائیہ ۵۸۲/۱۔۶۔ رسول اکرم کی نماز مؤلفہ مولانا محمد اسماعیل سلفی ص ۱۲۲۔۷۔تسہیل الوصول الی تخریج صلوۃ الرسول ص ۴۳۸، ۴۴۰۔اور حیرانی کی بات ہے کہ تسہیل الوصول میں زبیر علی زئی اور مبشر ربانی دونوں نے لکھا کہ یہ حدیث صحیح ہے یعنی ضعیف ترین حدیث سے استدلال بھی کیا ہے اور اس کو صحیح بھی لکھ دیا ہے۔

(۸) بارہ تکبیروں کے اثبات پر جعفر بن محمد کے طریق سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں اور خود تسلیم کرتے ہیں کہ یہ مرسل ہے (یعنی تابعی نے صحابی کا واسطہ چھوڑ کر بیان کی ہے) چنانچہ فتاوی علمائے حدیث ۱۹۴/۱، فتاوی علمائے اہلحدیث ۶۳/۲، صلوۃ الرسول صادق سیالکوٹی ص ۴۱۲، پر ہے **وعن جعفر بن محمد مرسلاً** امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں **وھذا منقطع** اس کے باوجود صلوۃ الرسول مع حاشیہ تسہیل الوصول ص ۴۴۱، میں لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

اگر اذان طلوع الفجر سے پہلے کہہ دی جائے تو دوبارہ کہی جائے گی یا نہیں۔حنفیہ کے نزدیک دوبارہ کہی جائے گی لیکن غیر مقلدین کے نزدیک دوبارہ کہنے کی ضرورت نہیں اس پر حنفیہ کی ایک دلیل مرسل حدیث ہے یعنی حدیث حمید کہ بلال ؓ نے اندھیرے میں اذان کہہ دی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اذان کی جگہ واپس جا کر اعلان کریں کہ بندہ سے غفلت ہوگئی۔مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری اس کے جواب میں لکھتے ہیں **كَوْنُهٗ مُرْسَلاً يَكْفِيْ لِضُعْفِهٖ وَعَدْمُ صُلُوْحِهٖ لِلْاِحْتِجَاجِ** (ابکار المنن ص ۹۷) اس کا مرسل ہونا اس کے ضعف کے لئے اور احتجاج کی عدم صلاحیت کے لئے کافی ہے۔خود مرسل روایت پیش کی تو اس کو صحیح لکھ دیا اور جب احناف نے دلیل میں مرسل روایت پیش کی تو اس کو ضعیف کہہ کر رد کر دیا ہے۔

(۹) نماز نبوی ترتیب ڈاکٹر سید شفیق الرحمٰن، تحقیق وتخریج حافظ زبیر علی زئی، تصحیح وتنقیح حافظ صلاح الدین یوسف اور الشیخ عبدالصمد رفیقی، غیر مقلدین کی ان اصحاب اربعہ کی تحقیقی کتاب کے ص ۲۶۲، پر تنبیہ کے عنوان کے تحت لکھا ہے ''رسول اللہ ﷺ سے الفاظ تکبیر کی صراحت دراقطنی میں یوں آئی ہے اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد، اس حدیث کو امام ذہبی نے سخت ضعیف بلکہ موضوع (من گھڑت) کہا ہے (نماز نبوی مطبوعہ دارالسلام لاہور ص ۲۶۲)

اس حدیث کے سخت ضعیف اور موضوع ہونے کے باوجود صلوۃ الرسول صادق سیالکوٹی ص ۴۰۹، پر لکھا ہے عید گاہ کو جاتے اور واپس آتے ہوئے اونچی آواز سے یہ تکبیر پڑھتے رہیں اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد، (دارقطنی) اور رحمانی نماز مؤلفہ حافظ عبدالرحمٰن ۲۱۳، پر لکھا ہے آٹھویں تاریخ ذی الحجہ سے لیکر تیرھویں کی عصر تک پنجگانہ نمازوں کے بعد تین تین دفعہ حسب ذیل تکبیریں کہی جاتی ہیں یعنی اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد،

(۱۰) مولانا داؤد غزنوی کے والد حضرت مولانا عبدالجبار غزنوی مسجد میں نماز عید پڑھنے کی حدیث کو ضعیف بھی بتاتے ہیں پھر اس پر عمل بھی جائز بتاتے ہیں چنانچہ موصوف فرماتے ہیں بلا عذر مسجد میں نماز عید کی پڑھنی خلاف سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں کہ آپ نے مسجد میں عید کی نماز پڑھی ہو۔ ہاں ایک حدیث ضعیف میں وارد ہے کہ بارش کے عذر سے آپ نے مسجد میں عید کی نماز پڑھی......... یہ روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے ہے اس کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ تلخیص میں اس کی اسناد کو ضعیف کہا ہے۔ ہر چند سنت وافضل عید کی نماز صحرا میں ہے مگر مسجد میں پڑھنے کا جواز بلا خلاف ہے (فتاوی علمائے حدیث ۱۸۴/۴ بحوالہ فتاوی غزنویہ ص ۹۵) اسی طرح غیر مقلدین کے مجتہد العصر

محدث روپڑی صاحب لکھتے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بارش ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے نماز عید مسجد میں پڑھائی (مشکوۃ) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کی نماز میدان میں پڑھنی چاہئے۔ البتہ اگر بارش وغیرہ کا عذر ہو تو عید کی نماز مسجد میں پڑھنی جائز ہے (فتاوی اہلحدیث ۲/۵۹)

غیر مقلد مصنف محمد قاسم خواجہ لکھتے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت آتی ہے ایک دفعہ بارش کی وجہ سے نبی ﷺ نے مسجد میں نماز عید پڑھائی تھی (ابوداؤد ۱/۴۵۱، یہ روایت گو ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایک راوی عیسی بن عبدالاعلی بن ابی فروہ مجہول ہے تاہم اسی پر عمل ہے کیونکہ یہ ایک مجبوری ہے (حی علی الصلوۃ ۱۵۴)

قارئین کرام! آپ نے دیکھا غزنوی صاحب اس حدیث کے ضعف کو کتنی فراخدلی کے ساتھ تسلیم کر رہے ہیں اور پھر بتاتے ہیں کہ اس سے اتنا مضبوط اور پختہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ سب نے اس کو مانا ہے۔ کسی ایک نے بھی اس میں اختلاف نہیں کیا۔ اس سے پتہ چل گیا کہ احادیث رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے نہ کرنے کا معیار قوۃ سند اور ضعف سند نہیں بلکہ فقہاء کی فقہی تحقیق ہے پس اگر فقہاء کی تحقیق میں حدیث معمول بہ ہے تو اس پر عمل کیا جائے گا خواہ وہ سنداً ضعیف ہو اور اگر فقہاء کی تحقیق کے مطابق وہ غیر معمول بہ ہے تو اس پر عمل نہ کیا جائے گا اگر چہ وہ سنداً قوی ہو بشرطیکہ وہ حدیث موضوع نہ ہو اور اگر فقہاء کے درمیان کسی حدیث کے معمول بہ یا غیر معمول بہ ہونے کے بارے میں اختلاف ہو تو غیر فقیہ وغیر مجتہد آدمی کو چاہئے کہ وہ مجتہدین میں سے جس مجتہد وفقیہ کو کتاب وسنت کا زیادہ ماہر سمجھتا ہے اس پر اعتماد کر کے اس کی رہنمائی میں اس کی تحقیق کے مطابق حدیث پر عمل کرے جیسے نابینا آدمی جو خود آنکھوں کی روشنی سے محروم ہوتا ہے۔ مگر کسی بااعتماد بینا پر اعتماد کر کے اس کی رہنمائی میں سفر طے کرتا ہے اسی طرح جو مسلمان آدمی اجتہاد وفقاہت کی روشنی سے محروم ہو وہ مجتہدین میں سے ماہر ترین مجتہد پر اعتماد کر کے اس کی رہنمائی میں دین پر عمل کرے اور اگر

خود بھی اجتہاد نہیں کر سکتا اور کسی مجتہد پر اعتماد بھی نہیں کرتا اس کی مثال اس اندھے کی طرح ہے جس کو خود نظر نہیں آتا اور دوسرے کسی نظر والے پر اعتماد بھی نہیں کرتا بلکہ اٹکل پچولڑا کر چلنا شروع کر دیتا ہے کبھی گڑھے میں گرتا ہے کبھی دیوار میں ٹکر مارتا ہے اور کبھی کانٹوں سے پاؤں زخمی کراتا ہے اتنی تکلیفیں، مشقتیں اٹھانے کے باوجود کوئی پتہ نہیں کہ منزل مقصود پر پہنچتا بھی ہے یا نہیں یا پھر اس کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جو ڈرائیوری سیکھے بغیر ڈرائیونگ شروع کر دیتا ہے اس کا انجام گاڑی اور جان دونوں تباہ۔ اسی طرح قوتِ اجتہاد کے بغیر جو آدمی اجتہاد کرتا ہے اس کا دین وایمان دونوں تباہ... اناڑی ڈرائیور اور اناڑی مجتہد کا انجام جان وایمان کی ہلاکت و بربادی کے سوا کچھ نہیں۔ پس دین پر مکمل اور صحیح طور پر عمل کرنے کا طریقہ یا اجتہاد ہے یا مجتہد پر اعتماد۔ مجتہد خود اجتہاد کرے گا اور غیر مجتہد ماہر پر اعتماد کرے گا۔ اس کی مزید وضاحت دیکھنی ہو تو بارہ مسائل حصہ اول کے مقدمے کا مطالعہ کیجئے۔

(۱۱) تکبیرات عید میں رفع یدین کے متعلق ڈاکٹر سید شفیق الرحمٰن رقم طراز ہیں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نماز عیدین کی زائد تکبیرات میں رفع الیدین کرنے پر جس حدیث سے استدلال کیا ہے اس میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے جو رکوع میں جانے سے پہلے کہتے (نماز نبوی ۲۶۴) حالانکہ اس حدیث کی سند میں بقیہ راوی ہے جو انتہائی ضعیف ہے ایک تو بقیہ مدلس ہے اور صیغہ عن کے ساتھ روایت کر رہا ہے۔ اور ابن حبان کہتے ہیں **لا یُحْتَجُّ بِہٖ**۔ ابومسہر فرماتے ہیں **بَقِيَّةُ غَيْرُ نَقِيَّةٍ فَكُنْ مِنْهَا عَلٰى تَقِيَّةٍ**، بقیہ صاف آدمی نہیں سو اس کی حدیثوں سے بچتا رہ۔ اور ابن عیینہ فرماتے ہیں **لَا تَسْمَعُوْا مِنْ بَقِيَّةَ مَا كَانَ فِيْ سُنَّةٍ وَاسْمَعُوْا مِنْهُ مَا كَانَ فِيْ ثَوَابٍ وَّغَيْرِهٖ** سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ قانون شریعت کے بارے میں بقیہ سے حدیث مت سنو۔ البتہ ثواب وغیرہ کے متعلق اس سے حدیثیں سنو۔ لیکن ڈاکٹر شفیق صاحب اتنی ضعیف حدیث کی بنیاد پر مسئلہ بتا اور لکھ رہے ہیں۔

نمازعید کے 10 مسائل میں

غیر مقلدین کے قیاسات اوراجتہادات:

غیر مقلدین نے فقہ وفقہاء کے خلاف اپنی تحریک کو مؤثر اور پر کشش بنانے کے لئے دعوی کیا ہے کہ اہل حدیث مذہب کی بنیاد خالص قرآن وحدیث پر ہے۔ مجتہدین کی آراء وقیاسات پر نہیں کیونکہ مجتہدین سے غلطی ہوسکتی ہے، اللہ ورسول اللہ ﷺ سے غلطی کا امکان نہیں کہ اللہ اوراللہ کے رسول ﷺ معصوم ہیں۔ مجتہدین معصوم نہیں۔ لہذا حق اور سچ مذہب وہی ہوگا جو خالص قرآن وحدیث یعنی وحی پر مبنی ہو، جس میں نہ امتیو ں کے قیاسات کا دخل ہواور نہ امتیو ں کی آراء کا آمیزہ شامل ہواور وہ اہل حدیث مذہب ہے۔ پس اہل حدیث مذہب، قرآن وحدیث، وحی الٰہی، دین محمدی کے مختلف عنوان ہیں۔ اہل حدیث مذہب قرآن وحدیث اور وحی الٰہی سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جبکہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی مذاہب کی بنیاد مجتہدین کے قیاسات وآراء پر ہے۔

چنانچہ مولانا محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں ’’ سنئے جناب! بزرگوں کی، مجتہدین اوراماموں کی رائے، قیاس، اجتہادواستنباط اوران کے اقوال تو کہاں؟ شریعت اسلام میں تو خود پیغمبر ﷺ بھی اپنی طرف سے بغیر وحی کے کچھ فرمائیں تو وہ بھی حجت نہیں (طریق محمدی ۵۷ ط لاہور)۔ مولانا جونا گڑھی مزید لکھتے ہیں تعجب ہے کہ جس دین میں نبی کی رائے حجت نہ ہو اس دین والے آج ایک امتی کی رائے کودلیل سمجھنے لگے (طریق محمدی ۵۹)

جولوگ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر اپنے خودساختہ نظریات وقیاسات پرعمل کرتے ہیں

ان کی مذمت کرتے ہوئے حضرت عبداللہ نے فرمایا ثُمَّ یَحْدُثُ قَوْمٌ یَقِیْسُوْنَ الْأُمُوْرَ بِرَأْیِھِمْ فَیُھْدَمُ الْإِسْلَامُ وَیُثْلَمُ یعنی پھر ایسے لوگ ہوں گے کہ (جاہل اور غیر مجتہد ہونے کے باوجود) دینی مسائل میں قیاس دوڑانے لگیں گے ان کے ہاتھوں اسلام ٹوٹ جائے گا اور اس میں سوراخ ہو جائیں گے (طریق محمدی ۵۹) لیکن مولانا جونا گڑھی نے اس قول کو ائمہ مجتہدین کے قیاس واجتہاد پر فٹ کر دیا ہے۔

مدرسہ تجوید القرآن رحمانیہ اہلحدیث اسلامیہ پارک پونچھ روڈ لاہور کے رسالہ کفن ودفن کے مسائل واحکام سلسلہ مطبوعات نمبر ۴ کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔ رسول اکرم ﷺ نے نجات کا جو راستہ متعین فرمایا افسوس اسے چھوڑ کر حنفیت، مالکیت، شافعیت اور حنبلیت کو اختیار کیا جا رہا ہے جس وقت آنحضرت ﷺ نے راہ نجات کا تعین فرمایا۔ کیا اس وقت ان مذاہب کا کوئی وجود تھا (رسالہ کفن ودفن ص ۳۹)

قارئین کرام مقلدین کے مذہب کی بنیاد مجتہدین کے اجتہاد پر ہے اور مجتہدین سے خطا ہو سکتی ہے۔ اہل حدیث کی بنیاد کسی مجتہد کے اجتہاد پر نہیں بلکہ صرف اور صرف قرآن وحدیث پر ہے (رسالہ کفن ودفن ص ۴۰)

غیر مقلدین کا مذکورہ بالا دعوی اتنا بڑا جھوٹ ہے کہ یہ سن کر شیطان بھی شرما گیا ہوگا۔ ہم نے غیر مقلدین کے اس دعوی کی تحقیق کرنے کے لئے ان کی کتابوں میں مسائل عید کا مطالعہ کیا تو ہمیں متعدد ایسے مسائل نظر آئے جن میں غیر مقلدین نے خود قیاس واجتہاد کر کے یا دوسرے امتیوں کی تقلید کر کے ان کے قیاس واجتہاد پر عمل کیا ہے اور دوسروں سے بھی عمل کرانے کی کوشش کی ہے۔ ذیل میں غیر مقلدین کے قیاسی مسائل ملاحظہ کیجئے۔

(۱) نماز عید میں عورت امامت کرا سکتی ہے یا نہیں؟ چونکہ نماز عید کے بارے ایسی کوئی صریح نص نہیں تھی تو انہوں نے اس کا قیاس کیا پانچ وقتی نماز کی امامت پر اور قیاس کر

کے جواز کا فتوی دیا۔ چنانچہ غیر مقلدین کے مجتہد العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑی سے پوچھا گیا کہ عورتیں علیحدہ ہو کر کسی عورت کی امامت میں نماز عید پڑھ سکتی ہیں یا نہیں؟ موصوف نے جواب دیا کسی عورت کی امامت میں عورتوں کی علیحدہ نماز عید کے متعلق کوئی واقعہ نہ ملے تو اس سے اس کا عدم جواز یا بدعت ہونا لازم نہیں آتا۔ پانچ وقتی نماز میں رسول اللہ ﷺ نے ام ورقہ کو علیحدہ امامت کی اجازت دی تھی چنانچہ ابوداؤد میں ہے اور حضرت عائشہؓ بھی رمضان میں امامت کراتی تھی پس پانچ وقتی نماز سے استدلال ہوسکتا ہے کیونکہ جب ایک نماز میں ایک چیز ثابت ہو جائے تو سب نمازیں اس میں یکساں ہوتی ہیں۔(فتاوی اہلحدیث ۶۲/۲) اس مسئلہ میں غیر مقلد مفتی نے نماز عید میں عورت کی امامت کا قیاس کیا ہے عورت کی پانچ وقتی نماز کی امامت پر۔ کیا اس قیاس کو خالص قرآن کہیں گے یا خالص حدیث؟ اس کو روپڑی اجتہاد کہیں گے یا وحی الہی؟

(۲) تکبیرات میں ہر تکبیر میں رفع یدین کرنے کے بعد ہاتھ باندھیں یا کھلے رکھیں؟

چونکہ اس بارے میں کوئی صریح حدیث نہ تھی تو غیر مقلدین نے دوسری نمازوں پر قیاس کر کے ہاتھ باندھنے کا حکم دیا۔ اور قیاس بھی بڑے عجیب انداز سے کیا ہے۔ پہلے اس پر زور لگایا کہ دو تکبیروں کے درمیان حمد وثناء ہے اس پر صحیح مرفوع حدیث نہ مل سکی تو اپنے اصول کو چھوڑ کر چند صحابہ کرامؓ جو غیر معصوم امتی ہیں ان کے قول وفعل کو لیکر دو تکبیروں کے درمیان حمد وثناء کا نظریہ بنایا اس کے بعد قیاس کیا کہ چونکہ باقی نمازوں میں حمد وثنا کے وقت ہاتھ باندھے جاتے ہیں اور چونکہ دو تکبیروں کے درمیان بھی حمد وثنا ہے لہذا اس میں بھی ہاتھ باندھے جائیں گے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ چونکہ (دو تکبیروں کے درمیان) ثنا اور حمد کا پڑھنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم مثل عبد اللہ بن مسعود وحذیفہ اور ابوموسی سے قولاً وفعلاً صحیح اسنادوں کے ساتھ ثابت ہے اور دوسری نمازوں میں تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا اور حمد پڑھنے کے

وقت ہاتھوں کا باندھنا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے لہذا اس پر قیاس کر کے اور جمہور امت کی اقتدا (تقلید۔ناقل) کے لحاظ سے قول راجح ہاتھوں کا باندھنا ہی معلوم ہوتا ہے۔

(فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۸۶)

(۳) غیر مقلدین نے عید کے دو خطبوں کا قیاس کیا ہے جمعہ کے دو خطبوں پر چنانچہ فرماتے ہیں دو خطبوں کی روایتیں اگرچہ ضعیف ہیں مگر جمعہ پر قیاس سے اس مسئلہ کی تائید ہوتی ہے کہ عیدین کے جمعہ کی طرح دو خطبے پڑھے جائیں (فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۹۷)

(۴) عیدگاہ میں نماز ادا کرنا سنت وشعائر اسلام سے ہے (فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۶۸) عیدگاہ میں نماز عید کو شعائر اسلام میں سے کہا ہے یہ قرآن میں ہے یا حدیث میں؟ اگر قرآن وحدیث میں اس کی صراحت ہے تو وہ پیش کریں اور اگر اس پر قرآن وحدیث کی صریح دلیل نہیں تو یہ غیر مقلدین کا اپنا یا دوسرے امتیوں کا اجتہاد ہے اس سے ان کا یہ دعوی کہ اہل حدیث خالص قرآن وحدیث کے پیروکار ہیں اور دوسرے مذہبوں والے مجتہدین کے اجتہاد پر عمل کرتے ہیں، باطل ہو گیا۔

(۵)......میاں نذیر حسین نے فتوی دیا ہے کہ جو لوگ مسجد میں عید کی نماز ادا کرتے ہیں وہ البتہ تارک السنۃ ہیں، بدعتی نہیں کہے جا سکتے (فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۶۸، بحوالہ فتاوی نذیریہ ۱/۶۲۸) غیر مقلدین اگر اپنے مذکورہ بالا دعوے میں سچے ہیں تو وہ اس پر قرآن وحدیث کی صریح دلیل پیش کریں اور اگر قرآن وحدیث کے اصول وکلیات سے نتیجہ نکالیں گے تو اس کا نام اجتہاد وقیاس ہے جس سے ان کا مذکورہ دعوی جھوٹا ہو جاتا ہے۔

(۶) غیر مقلد مفتی بتانا یہ چاہتا ہے کہ عیدگاہ میں نماز عید کا ثواب، مسجد کی نماز عید سے زیادہ ہے۔اس مسئلہ کو ثابت کرنے میں غیر مقلد مفتی نے پانچ قیاس کئے ہیں۔ بحث اس سے نہیں کہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط۔ ہمارا شکوہ یہ ہے کہ اگر فقہاء قیاس کریں تو وہ کار ابلیس بن

جائے اور خود غیر مقلدین قیاس کریں تو وہ قرآن وحدیث بن جائے۔ یہ دورنگی کیوں ہے۔ دینے کے باٹ اور، لینے کے اور۔ کیا یہ قرآن وحدیث ہے؟ اب وہ پانچ قیاس ملاحظہ فرمائیں

ا۔فرض نماز باجماعت کا ثواب اکیلے آدمی کی نماز سے پچیس یا ستائیس گنا زیادہ ہوتا ہے۔غیر مقلد مفتی نے اس پر قیاس کیا نماز عید باجماعت کا۔

ب۔عیدگاہ کا قیاس کیا مسجد پر کہ جیسے مسجد میں فرض نماز جماعت کا ثواب نمازیوں کی کمی وزیادتی کے حساب سے کم زیادہ ہوتا ہے اسی طرح عیدگاہ میں نماز عید میں نمازی زیادہ ہوں گے تو ثواب بھی زیادہ ہوگا۔

ج۔حدیث میں ہے جو آدمی فساد امت کے وقت سنت کو مضبوطی سے پکڑے گا اس کو سو شہیدوں کے برابر اجر ملے گا۔اس کلیہ کے تحت انہوں نے اپنے قیاس سے عیدگاہ میں نماز پڑھنے پر بھی سو شہیدوں کے ثواب کی نوید سنا دی۔کلیہ کو غیر منصوص جزئیہ پر منطبق کرنا قیاس کہلاتا ہے۔

د۔حدیث میں ہے جو آدمی بھلائی کی طرف بلائے اس کو نیک کام کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا۔یہ کلیہ تھا، مفتی صاحب نے اس کو منطبق کیا اس آدمی پر جو عیدگاہ میں نماز عید کی طرف بلائے۔

ح۔۔۔فرض نماز کے لئے جو آدمی دور سے چل کر آئے اور مسجد میں آکر نماز ادا کرے اس کے لئے زیادہ ثواب کی خوشخبری حدیث میں دی گئی ہے۔مگر غیر مقلد مفتی نے نماز عید کو فرض نماز پر اور عیدگاہ کو مسجد پر قیاس کر کے کہا کہ جو آدمی عیدگاہ جائے گا اس کو بھی دور سے آنے کی وجہ سے زیادہ ثواب ہوگا۔

(ے)حضور ﷺ نے عذر کی وجہ سے مسجد میں نماز عید پڑھی مگر غیر مقلدین کے سر

براہ بلا عذر مسجد میں نماز عید پڑھنے والے کو تارک السنۃ کہتے ہیں، بدعتی نہیں کہتے۔ یہ حکم انہوں نے بلا عذر مسجد میں نماز عید پڑھنے کا بتایا ہے کیونکہ عذر کی وجہ سے ہوتو وہ عین سنت کے مطابق ہے ایسا آدمی تارک السنۃ نہیں۔ چنانچہ میاں صاحب سے دریافت کیا گیا کہ اگر مسجد میں نماز عید ناجائز ہے تو ایسا آدمی بدعتی ہے یا نہیں اور مسجد میں نماز عید ادا کرنا بدعت ہے یا نہیں؟ موصوف جواب میں فرماتے ہیں مسجد میں جو لوگ عید کی نماز ادا کرتے ہیں وہ البتہ تارک السنۃ ہیں بدعتی نہیں کہے جاسکتے۔ کیونکہ ایک بار آں حضرت ﷺ سے بالعذر پایا گیا ہے۔ (فتاوی علمائے حدیث ۱۶۸/۴) میاں صاحب نے بلا عذر مسجد میں نماز عید کا قیاس کیا ہے بالعذر مسجد میں نماز عید ادا کرنے پر۔ اور قیاس بھی غلط۔ یہ قیاس ایسے ہی ہے جیسے جولاہوں کے سربراہ بوجھ بجھکڑ نے قیاس کیا تھا۔

لطیفہ : ایک دفعہ جولاہوں کا ایک آدمی درخت پر چڑھ گیا لیکن اتر نہیں سکتا تھا۔ سارے جولاہے اکٹھے ہو گئے اور اس کو اتارنے کی تدبیریں سوچنے لگے لیکن کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی اوپر والے نے اوپر اور نیچے والوں نے نیچے شور مچایا ہوا ہے۔ آخر کار بوجھ بجھکڑ صاحب تشریف لائے۔ آکر نیچے اوپر دیکھا اور سب کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔ بے وقوفو یہ کام بھی کوئی مشکل ہے ایک رسہ لاؤ میں ابھی اتار کر دکھاتا ہوں۔ رسہ لایا گیا۔ بوجھ بجھکڑ نے کہا اس کو اوپر پھینکو، وہ رسہ پکڑ کر اپنی کمر کے ساتھ باندھ لے اور تم اس کو نیچے کھینچو ایک عقل مند آدمی گذرا اس نے کہا اللہ کے بندو اس طرح یہ آدمی مر جائے گا۔ بوجھ بجھکڑ اس عقل مند کو کہتا ہے ارے پاگل اللہ کی قسم ہم نے کئی آدمی اسی رسہ کے ساتھ کنویں سے نکالے ہیں۔ تو جیسے بوجھ بجھکڑ نے درخت سے اتارنے کا قیاس کیا کنویں سے نکالنے پر اور اس آدمی کی گردن توڑ دی اسی طرح میاں نذیر حسین نے بھی بلا عذر مسجد میں نماز پڑھنے کا قیاس کیا ہے مسجد میں بالعذر نماز عید پڑھنے پر۔ ادھر علمائے کرام نے حضرت عائشہؓ کی حدیث

(لو ادرك رسول الله ﷺ ما احدث النساء لمنعهن المساجد رواه البخاری۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا اگر پاتے رسول اللہ ﷺ عورتوں کے ان نئے حالات کو جواب پیدا ہو چکے ہیں تو آپ ﷺ ان کو مساجد سے روک دیتے بحوالہ فتاوی علمائے حدیث ۱۷۲/۴) پر قیاس کر کے عورتوں کو عیدگاہ جانے سے منع کیا تو میاں صاحب نے اس کو رد کرتے ہوئے کہا اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ غرض حضرت عائشہؓ کی مطلقاً منع حضوری مسجد ہے تو پس اس میں صریح تخصیص مسجد کی موجود ہے۔ قیاس امتناع حضوری عیدگاہ اس پر درست نہیں۔ (فتاوی علمائے حدیث ۱۷۴/۴) حالانکہ مسلمانوں کے دلوں میں جو مسجد کا تقدس ہے وہ عیدگاہ کا نہیں۔ اور جو نماز فرض کی اہمیت ہے وہ نماز عید کی نہیں جتنی تاکید فرض نماز کی ہے وہ نماز عید کی نہیں۔ جتنی تاکید فرض نماز کی جماعت کی ہے نماز عید کی جماعت کی اتنی تاکید نہیں۔ اس کے باوجود جب عورتوں کو فرض نماز کی جماعت کے لئے مسجد میں جانا منع ہے تو عیدگاہ میں نماز عید کی جماعت کے لئے جانا بطریق اولی منع ہوگا۔ میاں صاحب نے علماء کے صحیح قیاس کو تو رد کر دیا۔ مگر اپنے فاسد قیاس کو منوانے پر سارا زور صرف کر دیا ہے۔ اور اب غیر مقلدین نے میاں نذیر حسین کی اندھی تقلید کر کے اس کے فاسد قیاس کو قبول کر لیا اور دوسرے علماء کے صحیح قیاس کو رد کر دیا اور کسی غیر مقلد نے آج تک میاں صاحب اور ان کے مقلدین آل حدیث کی تردید میں ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔

(۸) ڈاکٹر سید شفیق الرحمٰن نماز نبوی کے ص ۲۵۹، پر غسل عید کا قیاس کرتے ہیں غسل جمعہ پر۔ چنانچہ فرماتے ہیں اور جمعہ کے غسل پر قیاس کیا گیا ہے۔

(۹) میاں نذیر حسین عورتوں کے مسجد و عیدگاہ جانے کا قیاس کرتے ہیں عورتوں کے حج پر، کہ جیسے مردوں اور عورتوں کا اختلاط حج کے لئے مانع نہیں اسی طرح مسجد و عیدگاہ جانے میں مانع نہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں ''حج کے لئے عورتیں جب سے گھر چھوڑ کر نکلتی ہیں تو

ابتدائے روانگی سے کیا کیا حالتیں ریل و جہاز واونٹ پران کی بے پردگی کی پیش آتی ہیں پھر مکہ معظّمہ میں وقت طواف وسعی وغیرہ کے کس مرتبہ کا اختلاط مردوں سے رہتا ہے کہ مارے دھکوں کے گر گر جاتی ہیں اور یہ صریح حرام ہے تو اس جہت سے عورتیں حج سے باز رکھی جاویں گی بلکہ اختلاط رجال اور دوسرے منہیات سے تاکید لازم ہو گی (اسی طرح مسجد وعیدگاہ جانے میں اختلاط کی اصلاح ہو گی مگر عورتیں باز نہ رکھی جائیں گی) فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۷۴)

(۱۰) غیر مقلد مفتی محمد علی امرتسری نے خیانت یا جہالت کی بناء پر پہلے لکھا کہ جب عورت خاوند سے مسجد کی اجازت مانگے تو بخاری و مسلم میں ہے کہ مرد پر واجب ہے کہ اذن دے۔ پھر نماز عید کا فرضی نماز پر اور عیدگاہ کا مسجد پر قیاس کیا کہ عید کی نماز کے لئے تو سخت تاکید ہے لہذا نماز عید اور عیدگاہ کے لئے تو بطریق اولی اذن دینا واجب ہے۔ موصوف لکھتے ہیں ''جب عورت مسجد میں نماز پڑھنے کے واسطے اذن مانگے تو مرد پر واجب ہے کہ اذن دے اگر نہیں دے گا تو گناہ گار ہو گا اور خاص کر عید کی نماز کے لئے تو سخت تاکید ہے

(فتاوی علمائے حدیث ۴/۲۰۰)

مسائل عید میں غیر مقلدین کے 31 جھوٹ:

جھوٹ ۱ : عیدین کی نماز میں ثنا **سبحانك اللهم** یا **اللهم باعد بینی** پڑھنے کے لئے صلوۃ الرسول ص ۴۱۰، پر ابن خزیمہ کا حوالہ دیا ہے جبکہ ابن خزیمہ میں کوئی بھی ایسی حدیث موجود نہیں ہے۔ صادق سیالکوٹی صاحب نے حدیث کی کتاب کی آڑ میں نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ ۲: حکیم صادق سیالکوٹی صاحب صلوۃ الرسول ص ۴۱۰ پر، لکھتے ہیں پھر امام اونچی آواز سے اور مقتدی آہستہ الحمد شریف پھر امام اونچی آواز سے قراءت پڑھے اور مقتدی چپ چاپ سنیں صحیح مسلم۔ یہ تفصیل نماز عید کے بارہ میں صحیح مسلم میں ہرگز نہیں ہے لہذا حکیم صادق صاحب نے حدیث کی کتاب کا حوالہ دے کر نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ ۳: حکیم صادق سیالکوٹی صاحب نے صلوۃ الرسول ص ۴۰۹، پر لکھا ہے عید گاہ کو جاتے اور واپس آتے ہوئے اونچی آواز سے یہ تکبیر پڑھتے رہیں **الله اکبر الله اکبر، لا اله الا الله والله اکبر، الله اکبر ولله الحمد** (دارقطنی) حالانکہ دارقطنی میں اس تکبیر کی صراحت کے ساتھ جاتے اور واپس آتے، اس کو اونچی آواز کے ساتھ پڑھنا آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں۔ صادق صاحب نے حدیث کی کتاب سنن دارقطنی کے پردہ میں نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ ۴،۵: ڈاکٹر سید شفیق الرحمٰن نماز نبوی کے ص ۲۵۹ پر لکھتے ہیں عید اگر جمعہ کے

دن ہوتو نماز عید پڑھنے کے بعد جمعہ پڑھ لیں یا ظہر اختیار ہے۔اس کتاب پر غیر مقلدین کے تین غیر مقلد محققین نے تحقیق کا کام کیا ہے۔زبیر علی زئی،حافظ صلاح الدین یوسف، عبدالصمد رفیقی۔اوران حضرات نے حوالہ دیا ہے سنن ابی داؤداور ابن ماجہ کا لیکن سنن ابی داؤداور سنن ابن ماجہ میں کوئی ایسی حدیث نہیں جس کا یہ ترجمہ بنتا ہواور اس میں اس بات کی صراحت ہو۔ یہ ان حضرات کی اپنی اجتہادی رائے ہے۔انہوں نے جھوٹ بول کر سنن ابی داؤداور ابن ماجہ کے دو جھوٹے حوالے دے کر اس کو حدیث ظاہر کیا ہے اور نبی پاک ﷺ پر اکٹھے دو جھوٹ بولے ہیں۔

جھوٹ ٦، ٧: صادق سیالکوٹی صاحب صلوۃ الرسول ص ۴۱۰، پر لکھتے ہیں پھر دعائے افتتاح ختم کر کے قراءت سے پہلے ٹھہر ٹھہر کر سات تکبیریں کہیں (ترمذی) صادق سیالکوٹی صاحب نے یہاں صرف دو جھوٹ بولے ہیں۔۱۔ پھر دعائے افتتاح ختم کر کے۔۲۔ٹھہر ٹھہر کر یہ دونوں باتیں ترمذی کی حدیث میں نہیں ہیں۔ یہ ان کی اپنی یا امتیوں کی رائے ہے۔اگر یہ ترمذی کی حدیث میں صراحت ہے تو وہ ذرا اس لفظ کی نشاندہی کریں جس کا یہ ترجمہ ہے اور اگر یہ کسی لفظ کا ترجمہ نہیں تو یہ ان کا اپنا اجتہاد ہے جس پر وہ عمل کرتے ہیں اور ہندو پاک کے غیر مقلدین سے اپنی اس اجتہادی رائے پر عمل کراتے ہیں تو ان کا خالص کتاب وسنت پر عمل کا دعوی جھوٹا ثابت ہوا۔اس سے ثابت ہوا کہ غیر مقلدین حدیث میں اپنی رائے کو داخل کر کے اس کو حدیث کا حصہ بنا کر نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بولتے ہیں لیکن لوگوں کو تأثر یہ دیتے ہیں کہ یہ خالص حدیث ہے۔

جھوٹ ۸: آگے جا کر دوسری رکعت کی قراءۃ کے متعلق لکھتے ہیں ''قراءت شروع کرنے سے پہلے ٹھہر ٹھہر کر پانچ تکبیریں کہیں (ترمذی)'' حالانکہ ترمذی میں ان پانچ تکبیروں کے لئے کوئی لفظ ایسا نہیں جس کا ترجمہ ہو ٹھہر ٹھہر کر۔حدیث کی کتاب ترمذی کا نام لے کر نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ۹: صادق سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں ''ان تکبیروں میں بھی رفع الیدین کریں اور ہر تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیا کریں (بیہقی)'' حالانکہ بیہقی کی حدیث میں تکبیروں کے بعد ہاتھ باندھنے کا سرے سے ذکر ہی نہیں لہذا صادق صاحب نے حدیث کی کتاب کا حوالہ دے کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ ۱۰: صادق سیالکوٹی صاحب صلوۃ الرسول ص۴۱۱، پر لکھتے ہیں ''پھر خطبہ پڑھیں۔اور عیدین کا خطبہ منبر پر نہ پڑھیں (صحیح مسلم)'' صادق صاحب نے حدیث کی کتاب صحیح مسلم کا نام لے کر جھوٹ بولا ہے۔صحیح مسلم کی احادیث عید میں کسی حدیث میں بھی منبر پر خطبہ دینے سے نہی مذکور نہیں ہے۔ یہ صادق صاحب کی اپنی رائے ہے جس کو انہوں نے صحیح مسلم کے پردے میں حدیث ظاہر کر کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا ہے

(نوٹ) یہ تو ان کے صادق کی حالت ہے۔نہ جانے ان کے کاذب کی کیا حالت ہوگی۔ **الامان والحفیظ**۔

جھوٹ ۱۱: ڈاکٹر سید شفیق الرحمٰن نماز نبوی کے ص۲۶۳، پر لکھتے ہیں ''نماز عید کا طریقہ.........پھر سینے پر ہاتھ باندھ کر دعائے افتتاح پڑھیں'' نماز عید کی صراحت کے ساتھ کسی حدیث میں بھی سینے پر ہاتھ باندھنے کا حکم مذکور نہیں ہے اس کو نماز نبوی کہہ کر نقل کرنا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے ہاں اگر وہ یوں کہتے کہ ہم نے نماز عید کو قیاس کیا ہے پانچ وقتی نماز پر تو یہ سچ ہوتا مگر اس صورت کے مطابق ان کو شیطان بننا پڑتا ہے کہ ان کے ہاں قیاس کرنا شیطان کا کام ہے۔اور اگر قیاس نہیں کرتے اور نماز عید کی صراحت کے ساتھ سینہ پر ہاتھ باندھنے کی کوئی حدیث نہیں تو اس کو بغیر حدیث کے نماز نبوی قرار دینا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے۔اور حیران کن بات یہ ہے کہ اس کتاب کے محقق زبیر علی زئی اور مصحح و منقح صلاح الدین یوسف اور عبدالصمد رفیقی صاحب بھی اس پر خاموش ہیں۔

جھوٹ ۱۲ تا ۱۵: ڈاکٹر سید شفیق الرحمٰن نماز نبوی کے ص ۲۶۳، پر لکھتے ہیں ''ا۔ سات تکبیروں میں ہر تکبیر پر رفع الیدین کریں اور ۲۔ ہر تکبیر کے بعد ہاتھ باندھیں ۔۳۔ پھر امام اونچی آواز سے اور مقتدی آہستہ الحمد شریف پڑھیں ۔۴۔ پھر امام اونچی آواز سے قراءۃ پڑھے اور مقتدی چپ چاپ سنیں ۔ ڈاکٹر صاحب نے نماز عید کے طریقہ کے تحت یہ سب کچھ لکھا ہے اور ان چار امور پر کسی حدیث کا حوالہ نہیں دیا یہاں پر ڈاکٹر صاحب کے اقنوم ثلثہ بھی خاموش ہیں ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تینوں صاحبان بھی تسلیم کرتے ہیں کہ نماز عید کی صراحت کے ساتھ یہ چار امور کسی حدیث میں مذکور نہیں تو صاف اقرار کریں کہ ان چار امور میں ہمارا قیاس اور ہماری اجتہادی رائے یہ ہے لیکن اس میں ان کو شیطان بھی بننا پڑتا ہے اور خالص قرآن وحدیث پر عمل کے دعوی میں جھوٹا بھی بننا پڑتا ہے ۔ اس لئے بغیر صریح حدیث کے اس کو نماز نبوی کے عنوان سے ذکر کر کے نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بولا ہے ۔

جھوٹ ۱۶، ۱۷: ڈاکٹر شفیق الرحمٰن نماز نبوی کے ص ۲۶۳، پر لکھتے ہیں '' دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہیں ۔ا۔ ان تکبیروں میں بھی رفع الیدین کریں ۔۲۔ اور ہر تکبیر کے بعد ہاتھ باندھیں '' ان دونوں مسئلوں میں نماز عید کی صراحت کے ساتھ کوئی حدیث بھی ذکر نہیں کی ۔ البتہ امام بیہقی نے حضرت ابن عمرؓ کی رفع الیدین والی حدیث پر اپنے قیاس واجتہاد کے ساتھ باب رفع الیدین فی تکبیر العید قائم کیا ہے جبکہ حدیث میں نماز عید کا ذکر نہیں ہے لہٰذا اس کو نماز عید پر فٹ کرنا امام بیہقی کا قیاس ہے ۔ غیر مقلدین نے امام بیہقی کی تقلید میں بیہقی کے حوالے سے نماز عید میں رفع الیدین نقل کیا ہے ۔ اور ہر تکبیر کے بعد ہاتھ باندھنا یہ نہ بیہقی میں ہے نہ کسی اور حدیث کی کتاب میں ہے ۔ یہ بھی محض ان کا قیاس واجتہاد ہے یا تو تسلیم کریں کہ ہم نے ان دونوں مسئلوں میں خود قیاس کیا ہے یا امام بیہقی کی تقلید کی ہے ۔ خود قیاس کریں تو اپنے فتوے کے مطابق شیطان اور اگر امام بیہقی کی تقلید میں یہ دونوں

کام کریں تو اپنے فتوے کے مطابق مشرک۔اس لئے نہ انہوں نے قیاس کا اقرار کیا نہ تقلید کا بلکہ اس کو نماز نبوی قرار دے کر نبی پاک ﷺ جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ ۱۸ تا ۲۱: ڈاکٹر شفیق الرحمٰن نے نماز نبوی کے ص ۲۶۴، پر لکھا ہے عیدین کا خطبہ منبر پر نہ پڑھیں آنے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، چار کتابوں کا حوالہ دے کر تأثر دیا ہے کہ حدیث کی ان چار کتابوں میں احادیث رسول اللہ ﷺ سے منبر پر خطبہ دینے سے نہی ہے۔حالانکہ بخاری، مسلم میں منبر پر خطبہ دینے سے نہ نہی ہے نہ اس پر انکار ہے ہاں نماز سے پہلے خطبہ دینے پر انکار ہے اس لئے نہی والی بات بخاری اور مسلم کے حوالہ سے نقل کرنا بخاری اور مسلم کی آڑ میں نبی پاک ﷺ پر جھوٹ ہے۔ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ایک شخص نے منبر پر خطبہ دینے پر انکار کیا باقی سب خاموش رہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بغیر منبر کے خطبہ زیادہ سے زیادہ اولی وافضل ہوگا اور اس شخص کا اعتراض بھی افضل طریقہ کے ترک پر معلوم ہوتا ہے۔لیکن اس کو ایک صریح ممانعت اور صریح نہی کے طور پر نقل کرنا ابوداؤد اور ابن ماجہ کے حوالہ سے کیا یہ جھوٹ نہیں ہے؟ ان کو سچ بولنا چاہئے کہ ان چار کتابوں کی حدیثوں سے ممانعت اور نہی کا مفہوم کشید کرنا ان کی اپنی رائے ہے اگر وہ اس کو اپنی رائے کے طور پر نقل کرتے تو سچ ہوتا مگر یہ سچ بولتے اس لئے نہیں کہ اس سے ان کو شیطان یا بے دین بننا پڑتا ہے کہ ان کے اصول کے مطابق قیاس کرنا شیطان کا کام ہے اور دین میں اپنی رائے کو شامل کرنا بے دینی ہے۔اس لئے انہوں نے جھوٹ والی جانب کو ترجیح دی ہے۔

جھوٹ ۲۲ تا ۲۴: غیر مقلد محقق عالم یوسف جے پوری اپنی مشہور کتاب حقیقۃ الفقہ ص۲۰۲، پر لکھتے ہیں ''عیدین میں تکبیر جہر سے کہے یہی سنت ہے درمختار ۱/۳۸۵، ہدایہ ۱/۶۶۲، شرح وقایہ ص ۱۵۰۔یوسف جے پوری نے جو بات لکھی ہے ان تین کتابوں میں

سے کسی میں بھی نہیں ہے۔لہذا ان کے یہ تین جھوٹ ثابت ہوئے۔اب کتابوں میں جو اصل مسئلہ ہے وہ اصل عربی اور اس کے ترجمہ کے ساتھ ملاحظہ کریں۔

درمختار ج ا ص ۱۱۴ سے ۱۱۷ تک مسائل عید ہیں۔ص ۱۱۴ پر نماز عید الفطر کے مسائل میں لکھا ہے

وَلَایُکَبِّرُ فِیْ طَرِیْقِهَا مُطْلَقاً وَرُجِّحَ تَقْیِیْدُهٗ بِالْجَهْرِ وَقَالَا اَلْجَهْرُ بِهٖ سُنَّةٌ کَالْاَضْحٰی وَهِیَ رِوَایَةٌ وَوَجْهُ الظَّاهِرِ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدَاکُمْ وَجْهُ الْاَوَّلِ اَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّکْرِ بِدْعَةٌ فَیَقْتَصِرُ عَلٰی مَوْرِدِ الشَّرْعِ،

نماز عید الفطر کے بارے ایک قول یہ ہے کہ راستہ میں بالکل تکبیر نہ کہے دوسرا قول یہ ہے کہ آہستہ کہے عید قربانی کی طرح جہراً نہ کہے یہی راجح قول ہے۔اور صاحبین کا قول یہ ہے کہ تکبیر میں جہر کرنا سنت ہے۔اور اس کی وجہ اللہ تعالی کے فرمان کا ظاہر ہے۔اور تا کہ پورا کرو تم گنتی کو اور تا کہ تم بڑائی بیان کرو اللہ کی اس کی ہدایت دینے پر۔اور پہلے قول کی وجہ یہ ہے کہ (بطور عبادت) بلند آواز سے ذکر کرنا اصل کے اعتبار سے بدعت ہے لہذا یہ اپنے مورد پر بند رہے گا۔(وہ صلوۃ الاضحیٰ ہے) اب ہم پوچھ سکتے ہیں کہ عید میں تکبیریں جہراً کہے اور یہی سنت ہے۔کس عبارت کا ترجمہ ہے۔اور آگے ص ۱۱۶ پر نماز عید الاضحیٰ کے بارے میں لکھا ہے **وَیُکَبِّرُ جَهْراً اِتِّفَاقاً فِیْ الطَّرِیْقِ**۔اور راستہ میں بالاتفاق تکبیر جہراً کہے۔

اور ہدایہ ۱/۱۷۳، میں ہے

وَلَا یُکَبِّرُ عِنْدَ أَبِیْ حَنِیْفَةَ فِیْ طَرِیْقِ الْمُصَلّٰی وَعِنْدَهُمَا یُکَبِّرُ اِعْتِبَاراً بِالْاَضْحٰی وَلَهٗ أَنَّ الْاَصْلَ فِیْ الثَّنَاءِ الْاِخْفَاءُ وَالشَّرْعُ

وَرَدَ بِهٖ فِیْ الْاَضْحٰی لِاَنَّهٗ یَوْمُ تَكْبِیْرٍ وَلَا كَذَالِكَ الْفِطْر

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نزدیک عیدگاہ کے راستہ میں تکبیر جہراً) نہ کہے اور صاحبین کے نزدیک تکبیر جہرا کہے عیدالاضحیٰ پر قیاس کرنے کی وجہ سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ ثناء میں اصل اخفاء ہے اور شریعت میں تکبیر جہرا کا حکم وارد ہوا ہے عیدالاضحیٰ کے بارے کیونکہ وہ تکبیر کا دن ہے مگر عیدالفطر اس طرح نہیں ہے (اس لئے عیدالاضحیٰ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے)

اور شرح الوقایہ ۱/۲۴۵، میں ہے

وَیَخْرُجُ اِلَی الْمُصَلّٰی غَیْرَ مُكَبِّرٍ جَهْرًا فِیْ طَرِیْقِهٖ نَفَی التَّكْبِیْرَ بِالْجَهْرِ حَتّٰی لَوْ كَبَّرَ مِنْ غَیْرِ جَهْرٍ كَانَ حَسَنًا

اور عیدگاہ کی طرف (نماز عیدالفطر میں) اس طرح نکلے کہ راستہ میں تکبیر جہراً نہ کہے مصنف نے تکبیر جہراً کی نفی کی ہے کیونکہ اگر بغیر جہر کے تکبیر کہے تو یہ اچھی بات ہے۔ آپ نے دیکھ لیا کہ تینوں کتابوں میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس کا یہ ترجمہ ہو "تکبیر جہراً کہے یہی سنت ہے" جب ایسا کوئی لفظ نہیں تو یوسف جے پوری نے ایک سانس میں تین جھوٹ بولنے کا ریکارڈ قائم کیا ہے اور غیر مقلدین اس کتاب کو چھاپ کر ان اکاذیب کی خوب اشاعت کر رہے ہیں۔

جھوٹ ۲۵، ۲۶: یوسف جے پوری نے حقیقۃ الفقہ ص۲۰۲، پر دو مزید جھوٹ بولے ہیں لکھتے ہیں نماز عیدین میں بارہ تکبیروں کی حدیث صحیح ہے ہدایہ ۱/۲۶۶، شرح وقایہ ۱/۱۵۱، اب ہر دو کتابوں کی اصل عربی عبارت مع ترجمہ ملاحظہ کریں۔ اور غیر مقلدین کی دیدہ دلیری پر داد دیں۔

ہدایہ ۱/۱۷۳، پر ہے

وَیُصَلِّی الْاِمَامُ بِالنَّاسِ رَكْعَتَیْنِ یُكَبِّرُ فِیْ الْاُوْلٰی لِلْاِفْتِتَاحِ

وَثَلٰثًا بَعْدَهَا وَيُكَبِّرُ رَابِعَةً يَرْكَعُ بِهَا وَهٰذَا قَوْلُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ
وَهُوَ قَوْلُنَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُكَبِّرُ فِىْ الْأُوْلٰى لِلْاِفْتِتَاحِ وَخَمْسًا
بَعْدَهَا وَفِىْ الثَّانِيَةِ يُكَبِّرُ خَمْسًا ثُمَّ يَقْرَءُ وَفِىْ رِوَايَةٍ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا
وَظَهَرَ عَمَلُ الْعَامَّةِ الْيَوْمَ بِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ لِأَمْرِ بَنِيْهِ الْخُلَفَاءِ
فَأَمَّا الْمَذْهَبُ فَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ لِأَنَّ التَّكْبِيْرَ وَرَفْعُ الْأَيْدِىْ
خِلَافُ الْمَعْهُوْدِ فَكَانَ الْأَخْذُ بِالْأَقَلِّ أَوْلٰى ثُمَّ التَّكْبِيْرُ مِنْ
أَعْلَامِ الدِّيْنِ حَتّٰى يُجْهَرَ بِهَا فَكَانَ الْأَصْلُ فِيْهَا الْجَمْعُ وَفِىْ
الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى يَجِبُ اِلْحَاقُهَا بِتَكْبِيْرَةِ الْاِفْتِتَاحِ لِقُوَاتِهَا مِنْ
حَيْثُ الْفَرْضِيَّةِ وَالسَّبَقِ وَفِىْ الثَّانِيَةِ لَمْ يُوْجَدْ اِلَّا تَكْبِيْرُ
الرُّكُوْعِ فَوَجَبَ الضَّمُّ اِلَيْهَا وَالشَّافِعِىُّ أَخَذَ بِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ
اِلَّا أَنَّهُ حَمَلَ الْمَرْوِىَّ كُلَّهُ عَلَى الزَّوَائِدِ فَصَارَتِ التَّكْبِيْرَاتُ
عِنْدَهُ خَمْسَةَ عَشَرَ أَوْ سِتَّةَ عَشَرَ۔

ترجمہ اورامام لوگوں کودورکعت پڑھائے پہلی رکعت میں ایک تکبیر کہے افتتاح کے لئے اس کے بعد تین تکبیریں کہےاور چوتھی تکبیر کہتا ہوارکوع کرے یہ حضرت ابن مسعود کا قول ہےاور ہماراقول بھی یہی ہے۔اور حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ پہلی رکعت میں افتتاح کے لئے تکبیر کہےاور پانچ تکبیریں اس کے بعد کہےاور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہے پھر قراءۃ کرےاور ایک روایت میں ہے کہ دوسری رکعت میں چار تکبیریں کہےاور آجکل اکثر لوگوں کا عمل حضرت ابن عباسؓ کے قول پر ہے کہ خلفاء بنوعباس نے اسی کا حکم دے رکھا ہے۔لیکن قوی مذہب سووہ پہلاقول ہے (یعنی حضرت ابن مسعودؓ کا قول) کیونکہ نماز میں تکبیرات زائدہ اوران میں رفع یدین عام نمازوں میں مقرر کردہ طریقہ کے

خلاف ہے اس لئے اقل تکبیرات کو اختیار کرنا اولی ہے۔ پھر تکبیرات دین کی علامات مخصوصہ میں سے ہیں حتی کہ ان کو بلند آواز سے کہا جاتا ہے۔ اس لئے اصل یہ ہے کہ ان کو جمع کیا جائے سو اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں ان تین زائد تکبیروں کو تکبیر افتتاح کے ساتھ لاحق کرنا اولی ہے کیونکہ تکبیر تحریمہ فرضیت اور سبقت کی وجہ سے قوی ہے اور دوسری رکعت میں صرف ایک تکبیر رکوع ہے (بحالت قیام اس لئے لازمی طور پر تین زائد تکبیروں کو اس کے ساتھ ملا دیا گیا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباسؓ کے قول کو لیا ہے۔ مگر انہوں نے ان سب تکبیرات کو تکبیرات زائدہ پر محمول کیا ہے۔ پس امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کل تکبیریں پندرہ یا سولہ بنتی ہیں۔ جے پوری صاحب کا ہدایہ کے حوالے سے یہ بات لکھنا کہ بارہ تکبیروں کی حدیث صحیح ہے ہدایہ اور صاحب ہدایہ پر بالکل جھوٹ ہے۔

شرح وقایہ ۱/۲۴۷، میں ہے

وَيُصَلِّىْ بِهِمُ الْإِمَامُ رَكْعَتَيْنِ يُكَبِّرُ لِلْإِحْرَامِ وَيُثَنِّىْ ثُمَّ يُكَبِّرُ ثَلَاثًا وَيَقْرَءُ الْفَاتِحَةَ وَسُوْرَةً ثُمَّ يَرْكَعُ مُكَبِّرًا وَفِى الثَّانِيَةِ يَبْدَءُ بِالْقِرَاءَةِ ثُمَّ يُكَبِّرُ ثَلٰثًا وَأُخْرٰى لِلرُّكُوْعِ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ فِى الزَّوَائِدِ

ترجمہ: اور امام ان کو دو رکعت نماز پڑھائے تکبیر تحریمہ کہے اور ثنا پڑھے پھر تین تکبیریں کہے اور فاتحہ و سورۃ پڑھے پھر تکبیر کہتا ہوا رکوع کرے اور دوسری رکعت میں قراءۃ کے ساتھ ابتداء کرے پھر تین تکبیریں کہے اور ایک تکبیر رکوع کے لئے کہے اور زائد تکبیروں میں رفع یدین کرے۔

شرح وقایہ کی عبارت میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس کا ترجمہ ہو کہ بارہ تکبیروں کی حدیث صحیح ہے۔ اس لئے یوسف جے پوری نے شرح وقایہ کے نام سے جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ ۲۷: حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۲، پر یوسف جے پوری صاحب لکھتے ہیں ''عیدین میں

چھ تکبیروں کی بابت ابن مسعود کا قول ہے۔شرح وقایہ ص۵۲"

شرح وقایہ کی عربی عبارت اور اس کا ترجمہ بھی اوپر تحریر کیا گیا ہے۔مگر اس میں یہ بات مذکور نہیں ہے۔لہٰذا یہ شرح وقایہ کی آڑ میں جھوٹ بولا گیا ہے۔

جھوٹ ۲۸: حقیقۃ الفقہ ص۲۰۳، پر یوسف جے پوری لکھتے ہیں" دونوں رکعتوں میں قبل قراءۃ تکبیرات کہے قدوری ص۴۰" ہم نے قدوری میں اس کو تلاش کیا مگر یہ بات قدوری میں ندارد ہے۔قدوری میں یہ لکھا ہے کہ پہلی رکعت میں تکبیرات قراءۃ سے پہلے کہے اور دوسری رکعت میں قراءۃ کے بعد کہے۔قدوری کی اصل عبارت مع ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

قدوری ص۲۵ میں لکھا ہے

وَيُصَلِّي الْإِمَامُ بِالنَّاسِ رَكَعَتَيْنِ يُكَبِّرُ فِي الْأُولٰى تَكْبِيْرَةَ الْإِحْرَامِ وَثَلٰثًا بَعْدَهَا ثُمَّ يَقْرَءُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ مَعَهَا ثُمَّ يُكَبِّرُ تَكْبِيْرَةً يَرْكَعُ بِهَا ثُمَّ يَبْتَدِءُ فِي الرَّكَعَةِ الثَّانِيَةِ بِالْقِرَاءَةِ فَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ كَبَّرَ ثَلٰثَ تَكْبِيْرَاتٍ وَكَبَّرَ تَكْبِيْرَةً رَابِعَةً يَرْكَعُ بِهَا وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي تَكْبِيْرَاتِ الْعِيْدَيْنِ۔

ترجمہ : " اور امام لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائے۔پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کہے اور اس کے بعد تین تکبیریں کہے پھر فاتحہ اور سورۃ پڑھے پھر ایک تکبیر کہے رکوع کے لئے۔پھر دوسری رکعت کے شروع میں قراءۃ کرے جب قراءۃ سے فارغ ہو جائے تو تین تکبیریں کہے اور چوتھی تکبیر رکوع کے لئے کہے اور عیدین کی تکبیرات میں رفع یدین کرے"

اس عبارت میں غور کریں۔پہلی رکعت میں قراءۃ سے پہلے اور دوسری رکعت میں قراءۃ کے بعد تکبیرات لکھی ہیں۔لیکن یوسف جے پوری نے جھوٹ بولا ہے کہ قدوری ص۴۰ میں لکھا

ہے دونوں رکعتوں میں قبل قراءۃ تکبیرات کہے۔

جھوٹ ۲۹: حقیقۃ الفقہ ص۲۰۳ میں لکھا ہے۔''مصافحہ بعد عید کے مکروہ ہے۔ یہ طریقہ رافضیوں کا ہے۔ درمختار ج اص۳۸۵''

یہ بھی یوسف جے پوری صاحب نے صاف جھوٹ بولا ہے۔ درمختار کے اندر باب العیدین میں سرے سے یہ مسئلہ مذکور ہی نہیں۔

جھوٹ ۳۰: حقیقۃ الفقہ ص۲۰۳ میں لکھا ہے معانقہ بھی بعد عید کے بے اصل اور مکروہ ہے درمختار ج اص۳۸۵''

درمختار کے باب العیدین میں یہ مسئلہ بھی مذکور نہیں۔ اس لئے یہ بھی درمختار کی آڑ میں جھوٹ بولا گیا ہے۔ مذکورہ مسئلوں میں شرعی حکم کیا ہے ہمیں اس سے بحث کرنا مقصود نہیں بلکہ صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ غیر مقلدین حوالہ جات میں اور فقہ سے متنفر کرنے میں کتنے جھوٹ بولتے ہیں اور کوئی بھی باطل مذہب جھوٹ کے سہارے کے بغیر نہیں چل سکتا اور اگر جھوٹ قرآن وحدیث کے پردہ میں ہو تو یہ اور بھی سخت ترین گناہ بن جاتا ہے۔ مگر غیر مقلدین کذب وافتراء میں کتنے دلیر ہیں کہ قرآن وحدیث کا نام لے کر جھوٹ بولنے میں ذرا بھی ان کو حجاب محسوس نہیں ہوتا۔ مزید حیرانی اس بات پر ہے کہ غیر مقلدین کے شیخ الحدیث مولانا داؤد راز کی تصحیح ونظر ثانی کے بعد چھپنے والی کتاب حقیقۃ الفقہ میں اس قدر جھوٹ موجود ہیں۔ یا تو یہ جھوٹ یوسف جے پوری اور داؤد راز صاحب کے درمیان راز کی بات ہے۔ جس کو وہ راز میں رکھ کر لوگوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں گویا یہ ان کا اجتماعی اور جماعتی مشترکہ جھوٹ ہے یا پھر یوسف جے پوری جھوٹ بولنے میں اتنے ماہر اور چابکدست ہیں کہ غیر مقلدین کے عظیم شیخ الحدیث اور مفتی ان کے جھوٹ پکڑنے سے عاجز ہیں بلکہ ان کو سچ سمجھ کر اپنی تصحیح ونظر ثانی کے باوجود ان کو جوں کا توں بحال رکھتے ہیں اور پوری جماعت اہل حدیث اکاذیب کے اس مجموعہ کو بڑے فخر کے ساتھ ایک عرصہ دراز سے شائع کر رہی ہے۔

ہمارے ایک طالب علم نے غیر مقلدین کے ایک شیخ الحدیث کے سامنے حقیقۃ الفقہ کے جھوٹ پیش کیئے تو وہ کہنے لگے۔ دراصل بات یہ ہے کہ یوسف جے پوری صاحب نے جن کتابوں کے حوالے دیے ہیں وہ ہدایہ وغیرہ کے اردو تراجم ہیں اوران میں یہ تمام باتیں لکھی ہوئی ہیں۔اس نے غیر مقلد شیخ الحدیث سے پوچھا۔ جناب اگر کتاب عربی میں ہواور اس کا اردو ترجمہ کیا جائے تو صرف زبان بدلتی ہے یابات بھی بدل جاتی ہے۔قرآن مجید کے اردو ترجمہ سے صرف زبان بدلتی ہے یا قرآن کی بات بھی بدلتی ہے؟ شیخ الحدیث صاحب نے کہا کہ صرف زبان بدلتی ہے، بات وہی رہتی ہے۔طالب علم نے کہا جب بات وہی رہتی ہے تو وہی اردو والی بات عربی میں بھی موجود ہونی چاہئے لیکن ہم حیران ہیں کہ جن کتابوں کا جے پوری صاحب نے حوالہ دیا ہے ان کے عربی متن میں ان باتوں کا وجودنہیں پایا جاتا۔ دیکھئے ہم نے بھی ان کتابوں کی عربی عبارتوں کے تراجم اوپر لکھے ہیں لیکن ان میں یہ باتیں نظر نہیں آتیں۔معلوم ہوتا ہے کہ دیدہ دانستہ یوسف جے پوری صاحب نے جھوٹ بولے ہیں اور غیر مقلد علماء اردو تراجم کی تاویل کر کے ان کے چہرہ سے جھوٹ کی کالک دور کرنا چاہتے ہیں لیکن غیر مقلدین خصوصاً یوسف جے پوری اور داؤدراز کے چہرے پر یہ ایسا سیاہ داغ ہے جس کو نہ چھپایا جا سکتا ہے نہ مٹایا جا سکتا ہے۔

جھوٹ ۳۱: صحیح بخاری اور مسلم میں جب عورت مسجد میں نماز پڑھنے کے واسطے اذن مانگے تو مرد پر واجب ہے کہ اذن دے اگر نہیں دے گا تو گناہ گار ہوگا (فتاوی علمائے حدیث ۲۰۰/۴، ۲۰۱) یہ غیر مقلد محمد علی امرتسری کے فتوی میں لکھا ہے جس پر ۱۸ غیر مقلد علماء کے دستخط ہیں۔لہذا یہ بخاری مسلم کے نام پر ۱۹ غیر مقلد علماء کا اجتماعی جھوٹ اور دھوکہ ہے۔ بخاری اور مسلم میں مردوں پر اذن کا واجب ہونا اوراذن نہ دینے کی صورت میں گناہ گار ہونا، تا قیامت نہیں دکھا سکتے۔

تمت بالخیر